اصلاحِ
مریدین
صاحبزادہ محمد اسحاق قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔

کسی بھی دینی کتاب کو پڑھنے سے پہلے یہ دعا ضرور پڑھ لیں۔ انشاء اللہ عزَّ وجلَّ جو کچھ پڑھیں گے وہ یاد رہے گا سمجھ آئے گا اور عمل کی توفیق بھی ملے گی۔ ہر دعا سے پہلے اور بعد درود شریف ضرور پڑھیں تو قبولیّت یقینی ہو جائے گی۔

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ عَلَیۡنَا حِکۡمَتَکَ وَانۡشُرۡ عَلَیۡنَا رَحۡمَتَکَ یَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام۔ اے اللہ عزَّ وجلَّ! ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نچھاور فرما! اے عظمت اور بزرگی والے۔

marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب۔ اصلاحِ مریدین

مؤلف ومصنف۔ صاحبزادہ محمد اسحاق قادری

تاریخ طباعت پہلا ایڈیشن۔ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ اپریل ۲۰۱۰ء

کتابت۔ سیّد محمد افضل ہاشمی، فیض الرسول قادری

ملنے کا پتہ

جناب محترم خلیفہ بشیر احمد صاحب

سجادہ نشین دربار عالیہ قبلہ وکعبہ مولوی عطا محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ (رائے ونڈ)

موبائل: 0333-4500278

فون دربار عالیہ: 042-5069648

خلیفہ میاں تاج دین صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ قبلہ وکعبہ شیخ بدرالدین جیلانی قادری

رحمتہ اللہ علیہ (وہاڑی)

موبائل: 0321-7736852

خلیفہ سیّد لعل احمد شاہ بخاری (داجل)

موبائل: 0333-6459131

لیاقت علی قادری (لاہور)

موبائل: 0321-4697812

marfat.com

پہلے اسے پڑھیئے

ضروری گزارش:۔

اس کتاب کے مضامین خصوصاً حصہ اوّل ایک مسلسل عبارت پر مشتمل تھے جسے قارئین کی سہولت کے لیے پیرا گراف کے مطابق ہیڈنگ دے کر چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس لیے ہر مضمون کا ہیڈنگ کے عین مطابق ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی اس کتاب میں مضامین کی کوئی خاص ترتیب ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے۔

میرے وہ دوست جو بابا جی سرکار سے واقعی محبت رکھتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ محبت کا عملی ثبوت دیتے ہوئے اس کتاب کے لیے ضرور وقت نکالیں۔ جتنا ممکن ہو اسے بار بار پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کی کوشش کریں۔ ہو سکے تو اپنے حلقہء احباب خصوصاً میری اور دوسرے پیر بھائیوں کی بڑے احسن انداز میں رہنمائی بھی فرمائیں۔

دعاؤں کا طالب:۔

محمد اسحاق قادری

دربار عالیہ قادریہ 41/WB بھٹہ شادی خاں لڈن روڈ وہاڑی

marfat.com

بلطفِ دعائے بزرگانِ عالی

حضرت شیخ غلام جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ عطاء محمد جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ بدر الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ زین العابدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد ذوالفقار خان جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت رہبر شریعت رازدارِ حقیقت و معرفت

قبلہ وکعبہ باباجی حضور تاج الدین جیلانی قادری

marfat.com

انتساب

اُن دوستوں اور عقیدت مندوں کے نام جو اپنی اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی اصلاح اور آخرت کو بہتر بنانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

marfat.com

فہرست

marfat.com

marfat.com

marfat.com

marfat.com

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سب تعریفیں اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے لیے ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے جس کی ساری نعمتوں میں سے ایک نعمت سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ، شہنشاہِ دوعالم، حبیبِ خدا، اشرفِ انبیا ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

یہ وہ نعمتِ عظمٰی ہے جس کی بعثت ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے اور خالقِ کائنات نے اگر اپنی کسی نعمت کا احسان جتلایا ہے تو وہ یہی نعمت ہے۔ کیونکہ باقی ساری نعمتیں اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ نے اس نعمت کے صدقے عطا فرمائی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ...... الی آخرُ اور حدیثِ پاک میں ارشاد ہے:
لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ. ہم اس قدر خوش نصیب ہیں کہ جس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ اللہ کریم جل شانہ ہے نے ہمیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کا اُمتی بنایا ہے جن کا اُمتی بننے کے لیے سابقہ انبیاء بھی متمنی تھے۔

پھر اس خوش نصیبی میں مزید کرم بالائے کرم یہ ہُوا کہ ہمیں ایسے گروہ میں پیدا فرمایا جو تمام انبیاء علیہم السلام، تمام اہلبیتِ اطہار علیہم السلام، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام اولیائے اُمتِ محمد ﷺ سے پیار کرنے والا گروہ ہے۔ ہمارا حسنِ ظن ہے ہم سب اگر اس پیار میں مخلص بن گئے تو یقیناً یوم قیامت میں ہمیں اللہ کریم انہیں مقبول ہستیوں کا ساتھ نصیب فرمائے گا اور انہیں کہ بدولت ہمارے جنت میں داخلہ ہوگا۔ رہا اعمال وعبادت تو وہ ہمارے جنت میں اعلیٰ مقامات پر فائز ہونے

marfat.com

میں معاون و مددگار ہوں گے۔ پیار اور خلوص میں چونکہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ہمیں
بظاہر خوبصورت نظر آتی ہیں مگر اتنی نقصان دہ ہیں کہ سارے کا سارا نیک عمل بھی ضائع
ہو جاتا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ دخل ہماری نیّت کا لِکُلّ امْرِءٍ مَا نَوٰی ہر شخص
کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے نیّت کی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَات بے شک
اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْم
بے شک اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔ یعنی نیک یا بد عمل کرتے ہوئے اگر ہمارا
خاتمہ اللہ کریم کے فضل و کرم سے نیک عمل پر ہو گیا اور ایمان سلامت رہا تو ہم کامیاب
ہوئے۔ لیکن اگر بد عملی ہمارے خاتمے کا سبب بنی اور ہمارا ایمان سلامت نہ رہا تو سمجھ
لیں کہ ہماری ساری زندگی کے اعمال ضائع ہو گئے۔ لہٰذا ہمیں چونکہ بد عملی سے توبہ اور
نیک عمل میں خلوص پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے تحت چند
گزارشات عرض کر رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ اِن باتوں میں بہت سی ایسی باتیں ہوں جو
میرے بھائیوں کو اچھی نہ لگیں اور بہت سی ایسی باتیں ہوں جو میری کم عقلی سے سہواً تحریر
کر دی جائیں دونوں صورتوں میں مجھے رہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔

میری گزارشات میں سے جو اچھی لگیں اپنانے کی کوشش کریں اور جو اچھی نہ
لگیں وہ چھوٹا بھائی سمجھ کر معاف کر دیں اور میری راہنمائی فرمائیں۔ اِن شاء اللہ مجھے
اپنے موقف پر بلا عذر شرعی ضد کرتا ہوا نہیں پائیں گے۔ آپ مجھے ہمیشہ رجوع کرنے
والا پائیں گے۔ کیونکہ یہ سب گزارشات میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ اور اُس کے پیارے

marfat.com

رسول ﷺ کی رضا اور اہل اللہ کی خوشنودی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کے لیے تحریر کر رہا ہوں۔

ہاں چونکہ یہ میرے ذاتی مشاہدات اور تجربات ہیں۔ اِن میں غلطی کا زیادہ امکان ہے۔ براہ کرم میری راہنمائی ضرور فرمائیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ ممکن ہے میرے بعض پیر بھائی یہ گمان کریں کہ یہ گزارشات ہمیں قصوروار ٹھہرانے کے لیے، ہماری برائیاں اچھالنے کے لیے تحریر کی گئی ہیں۔ میرے بھائی ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ تو میری اپنی کوتاہیاں ہیں، اپنی غلطیاں ہیں جو تحریر کر رہا ہوں۔ میری نیّت فقط اتنی ہے کہ اگر یہی کوتاہیاں میرے کسی بھی بھائی میں موجود ہیں تو وہ ضرور اپنی اصلاح کرے۔ اگر کسی میں یہ چیزیں موجود نہیں ہیں تو وہ میرے نزدیک میرے شیخ کی طرح احترام کا مستحق ہے۔ کیونکہ سرکار کا فرمان ہے "پیر بھائی کا ملنا پیر کا ملنا ہوتا ہے"۔ غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہونا ہم گناہ گاروں کا خاصہ ہے۔ غلطیاں سرزد ہونا اتنا بُرا نہیں جتنا کہ غلطیوں کے بعد توبہ نہ کرنا بُرا ہے۔ چونکہ غلطیوں کی کثرت سے ہمارے دل سیاہ ہو چکے ہیں اور ہمارے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں۔ ہم یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ کام اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور ہمارے مرشد کو پسند نہیں پھر وہ بھی کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس نیک کام پر درجہ استقامت کی بے حد کمی ہے۔ لیکن چونکہ ہم اولیائے عظام سے وابستہ ہیں اور ان کے وسیلے سے عذابِ الٰہی سے بچنے کی اُمید رکھتے ہیں۔ اِس لیے گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں، یہ ہماری بہت بڑی بھول ہے۔

marfat.com

میرے عزیزو، میرے دوستو! اِس بات کو یقینِ کامل سے سمجھ لو بلکہ پلے باندھ لو کہ ہم اپنے مرشد کے ہاتھ پر جب بیعت ہوئے تو سب سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ بھری محفل میں کر چکے ہیں۔ شیخِ کامل بیعت کا آغاز ہی اِن لفظوں سے کرواتے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ میں عظمت والے اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے تمام گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔

ہم بیعت ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے گناہوں کی ے مرتکب ہوتے رہے مگر توبہ کی توفیق نہ ملی تو بتایئے پھر بخشش کی اُمید کس کام آئے گی۔ خوش نصیب ہیں وہ جو گناہ سرزد ہوتے ہی اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے حضور سجدے میں گر جاتے ہیں اور سرکارِ دو جہاں ﷺ کے حضور شرم سے پانی پانی ہو جاتے ہیں، اپنے مرشدِ کریم کا تصور کرتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک جاتے ہیں۔ ان کے دل معافی اور بخشش کے طلب گار ہوتے ہیں۔ گویا کہ وہ آنے والے یومِ حساب سے قبل ہی تصوّراتی انداز میں اپنے آپ کو مجرم سمجھ کر خالقِ کائنات کی بارگاہ میں اپنے مرشد کے وسیلے سے پیش ہو جاتے ہیں اور مراد کو پہنچتے ہیں۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر مجھے یقین ہو کہ موت سے پہلے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں دو رکعت نمازِ توبہ ادا کرنے کی مہلت مل جائے گی تو میں کبھی کسی گناہ کی پروانہ کروں۔ معلوم ہُوا کہ توبہ کی توفیق ملتے رہنا ہی گناہوں کے ازالے کے لیے کافی ہے۔ مگر ہم توبہ کب کرتے ہیں ہمیں تو ایسے گناہ نظر ہی نہیں آتے۔ میرے عزیزو، میرے دوستو! میں نے اسی جذبے کے تحت یہ

marfat.com

گزارشات تحریر کی ہیں تا کہ ہمیں اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے فضل و کرم سے ہمارے گناہ نظر آنا شروع ہو جائیں۔ اگر میری اس تحریر سے میرے کسی ایک بھائی کا بھی فائدہ ہو گیا تو میں اسے اپنی بخشش کا ذریعہ سمجھوں گا اور اگر میرے کسی ایک بھائی کا بھی دل دُکھ گیا تو بھی میں اپنے آپ کو اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے حضور جوابدہ ہوں گا۔ لہٰذا ایسے بھائیوں کی خدمت میں ایک بار پھر ہاتھ جوڑ کر عرض کر رہا ہوں کہ میرا اِس تحریر سے کسی بھی شخص کا دل دُکھانا مقصود نہیں بلکہ مجھے اپنی اور اپنے اُن تمام عزیزوں اور دوستوں کی اصلاح پیشِ نظر ہے اور اپنے سلسلے کے بزرگوں سے مجھے اپنی راہنمائی مطلوب ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ بزرگانِ سلسلہء قادریہ میری راہنمائی ضرور فرمائیں گے۔

......☆......

marfat.com

ہم اپنے شیخ سے عقیدت کا اظہار کیسے کریں؟

چونکہ ہم اپنے شیخ سے عقیدت کا اظہار مالی خدمت سے بھی کرتے ہیں۔ اِس لیے چند گزارشات حاضرِ خدمت ہیں۔ میرے بھائی! میرے عزیز! خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ نے ارشاد فرمایا ہے: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ. اگر تم اپنے صدقات وخیرات ظاہر کر کے دو تو یہ بھی بہتر ہے وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ. اور اگر صدقہ وخیرات چھپا کر دو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عقل مند شخص وہی ہے جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی کا انتخاب کرتا ہے۔ اب فیصلہ آپ پر ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ ظاہر کر کے دینے میں واقعی کوئی حرج نہیں لیکن اِس کے نقصانات زیادہ ہیں۔ میرے عزیز، میرے بھائی! آپ کتنی محبت سے اپنی مالی قربانیاں پیش کرتے ہیں مگر نیت میں تھوڑا سا خلل آ جائے، ریا کاری آ جائے، تکبر اور غرور آ جائے، لوگوں کے سامنے اپنے نمبر بنانے کا خیال پیدا ہو جائے اور اپنا احسان جتلانے کی عادت کی وجہ سے آپ بار بار اسی خدمت کا تذکرہ کرتے رہیں تو فیصلہ آپ پر ہے۔ کیا ایسی قربانی ، ایسی خدمت کا آپ کو کوئی اجر ملے گا؟ آپ خود سوچیں جو بات آپ اپنے لیے روا نہیں رکھتے کہ کوئی آپ کی خدمت کرے اور احسان جتائے، میرے بھائی! اپنے شیخ کیلئے تو آپکو اپنی ذات سے بڑھ کر لحاظ اور ادب رکھنا ہے۔ پھر اپنے شیخ کی بارگاہ میں ایسا کیوں کرتے ہیں اور نیکی ضائع کیوں کرتے ہیں۔ میرے بھائی! اس سے بہتر ہے

marfat.com

کہ آپ اپنے پیسے، اپنی اشیاء ضائع نہ کریں بلکہ اپنے بچوں پر استعمال کریں۔ اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔ خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو اپنے صدقہ وخیرات کو احسان جتا کر (بار بار تذکرہ کر کے اذیت دے کر) ضائع نہ کرو۔

میرے عزیز! میرے بھائی! اِس کی تفصیل کے لیے آپ خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ کی لاریب کتاب قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کے تیسرے پارے کا تیسرا، چوتھا اور پانچواں رکوع تفسیر سے پڑھ لیں۔ اِن شاء اللہ آپ بخوبی آگاہ ہو جائیں اور صدقہ وخیرات کے آداب سے واقف ہو جائیں گے۔

محاسبہء نفس برائے خدمت

ا۔ کیا ہم اپنے شیخ کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کر کے تعریفی الفاظ کے طالب تو نہیں ہوتے۔

۲۔ کیا ہم اپنے شیخ کی بارگاہ میں اگر کچھ پیش کرتے ہیں تو کہیں یہ خیال تو نہیں ہوتا کہ سرکار کو ساری چیزیں ایک ایک کر کے دکھاؤں۔

۳۔ کیا ہم کہیں اپنے پیسے، اپنی اشیاء سرکار کی بارگاہ میں پیش کر کے کہیں یہ تو نہیں سوچتے کہ نہ تو آپ نے پیسے گن کر دیکھے اور نہ ہی اشیاء کو ایک ایک کر کے اُٹھا کر تعریف کی۔

۴۔ کیا ہم کبھی جب وہ اشیاء جو لنگر کے لیے لائے سرکار کے گھر بھیج کر کہیں یہ تو نہیں سوچ رہے ہوتے کہ سرکار کو تو گھر والے بتائیں گے نہیں۔ پھر مجھے اس کا اجر

marfat.com

کیا ملے گا۔ سرکار مجھ پر کیسے راضی ہوں گے؟ سرکار کو کیسے پتا چلے گا۔

۵۔ کیا جب ہم نذرانہ پیش کرتے ہیں تو نوٹ کھول کھول کر یا پھر بلند آواز سے گن کر یا پھر اس رقم کی تعداد بلند آواز سے تمام لوگوں کے سامنے بتا کر اپنی تعریف تو نہیں چاہتے۔

۶۔ کیا ہم سرکار کی بارگاہ میں ایسی اشیاء بھیجنے کا تو نہیں سوچتے جو حجم میں بڑی ہوں یا تعداد میں زیادہ ہوں، اس دوران کہیں نیت یہ تو نہیں ہوتی کہ لوگ دیکھیں اور حیران ہوں اور تعریف کریں بلکہ سرکار بھی زیادہ چیز کی وجہ سے خوش ہوں۔

۷۔ جب سرکار کبھی بھری محفل میں سابقہ خدمت (نذرانے، اشیائے لنگر) وغیرہ کا اظہار فرمائیں کہ فلاں شخص نے لنگر میں فلاں فلاں چیزیں پیش کیں اُس وقت عجب تو پیدا نہیں ہو رہا ہوتا یعنی دل میں فخر اور غرور تو پیدا نہیں ہوتا۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کیونکہ سرکار آزما رہے ہوتے ہیں کہ ہمارا مرید کتنا خلوص والا ہے۔

۸۔ نذرانہ پیش کرتے ہی اپنی مصیبتوں کا تذکرہ تو نہیں کرتے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کیونکہ اس سے آپ کی عقیدت کی بجائے اضطراری کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ گویا کہ آپ یہ نذرانہ انتہائی مجبوری کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے پاس اتنی وسعت نہیں ہوتی۔ آپ اپنی تنگ دستی کا اظہار کرتے ہیں گویا کہ سرکار آپ کے معاملات سے بے خبر ہیں۔

marfat.com

۹۔نذرانہ پیش کرتے ہی لمبی دُعا کی درخواست کرتے ہیں گویا کہ آپ نذرانے کے عوض (بدلے) دُعا کے طالب ہوتے ہیں۔پھر سرکار کے دُعا فرمانے کے بعد مزید لمبی فہرست بے صبری کی زبان پر جاری کر لیتے ہیں اور بار بار دُعا کے لیے عرض کر رہے ہوتے ہیں۔

۱۰۔کیا کبھی ایسا لفظ تو استعمال نہیں کر رہے ہوتے جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ نے اپنے شیخ کے ظاہر اور باطن میں فرق محسوس کیا ہے اور شیخ کو آپ تلقین کر رہے ہوتے ہیں سائیں دلوں دُعا چا کرو۔

۱۱۔کیا ہم کچھ پیش کرنے سے پہلے بھری محفلوں میں یا فون پر بار بار پوچھتے تو نہیں رہتے کہ سرکار ہم کیا پیش کریں۔ ہمارے ذمہ کیا ہے، ہم کیا دیں۔میرے بھائی! پوچھنے کی کیا بات ہے۔اللہ کریم جو توفیق دے اُس کی راہ میں بغیر سوال و جواب کے پیش کر دو ورنہ جتنا پوچھتے جاؤ گے اُتنا پھنستے جاؤ گے اور عین ممکن ہے وقت آنے پر آپ وہ کچھ پیش بھی نہ کر سکیں۔ ہاں البتہ جو اپنا سب کچھ سرکار کے قدموں میں واقعی نچھاور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اُسے پوچھنے میں کوئی حرج نہیں۔

میرے بھائی! ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کیا ہمارے مرشد نے کبھی کسی موقع پر کسی مرید یا عقیدت مند کو دربار شریف، لنگر یا تعمیر مسجد کے لیے یا اپنی ذات کے لیے پیسے دینے کا پابند کیا؟ ہاں البتہ نیک کاموں میں اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق خرچ

marfat.com

کرنے کی ترغیب دلانا سنتِ رسول اکرم ﷺ ہے اور آپ اپنے گرد و پیش حالات کا جائزہ لیں تو اپ کو بے شمار جگہوں پر چندہ جمع کرنے کیلئے مصروفِ عمل تنظیمیں اور مختلف سلاسِل کے مریدین مختلف انداز میں پیسے اکٹھے کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ہمارے لیے یہ لمحہء فکریہ ہے۔ ہم ایسے شیخِ کامل کے دامن سے وابستہ ہیں جو تو کل کے اعلیٰ درجات پر فائز ہیں اور مَنْ کَانَ لِلّٰهِ کَانَ اللّٰهُ لَهٗ کی عملی تصویر ہیں اور مَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کے تحت اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ انہیں ایسے خزانوں سے عطا فرماتے ہیں جن کے متعلق میں یا آپ نہ سوچ سکتے ہیں نہ جان سکتے ہیں کیونکہ ان کا معاملہ ہمارے فہم و ادارک سے ماوریٰ ہے۔ ہماری سوچ ظاہر پر ہے، ہم تو صرف یہ دیکھ سکتے ہیں کہ فلاں مرید نے یہ پیش کیا اور فلاں نے یہ پیش کیا۔ سرکار فلاں مرید کے پاس اس لیے جاتے ہیں کہ وہ پیسے زیادہ دیتا ہے۔ میرے بھائی! یقین جانو دُنیا کا امیر ترین شخص بھی اگر کچھ بظاہر خدمت کرتا ہے تو وہ اُن کے اپنے خزانوں کے سامنے آٹے میں نمک کے مصدق بھی نہیں، وہ نذرانہ جو ایک دُنیادار شخص آپ کی خدمت میں آپ کی اجازت اور دی ہوئی توفیق سے آ کر خرچ کرے بھی تو وہ شرفِ قبولیت کا محتاج ہی ہوگا۔

marfat.com

صدقہ وخیرات کا صلہ

جو دوست احباب اچھی نیت سے اِس کارِ خیر میں شامل ہوتے ہیں انہیں سب سے پہلے تو شیخ کی خوشنودی کی نعمت نصیب ہوتی ہے۔ وَ یُکَفِّرُ عَنکُم مِّن سَیِّاٰتِکُم اللہ جَلَّ شَانُہٗ صدقہ وخیرات کو گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: اَلصَّدَقَةُ رَدُّ الْبَلَاءِ۔ صدقہ مصیبتوں اور آزمائشوں کو ٹالتا ہے۔ پھر اللہ جَلَّ شَانُہٗ صدقہ وخیرات کرنے والوں کے لیے فرماتے ہیں: لَا خُوفٌ عَلَیھِم وَ لَاھُم یَحزَنُونَ. نہ ان پر آنے والے وقت میں کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ بالکل ہی یہی آیت اللہ کریم جل شانہ نے اپنے برگزیدہ بندوں کے لیے ارشاد فرمائی ہے اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خُوفٌ عَلَیھِم وَ لَاھُم یَحزَنُونَ. خبردار بے شک اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھانے والے ہیں۔

میرے بھائی! یہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا کتنا کرم ہے کہ اسی صدقہ وخیرات کے صلے میں وہ بندوں کو اولیاء کی شان عطا فرماتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرنے والے بندوں سے تمام مصائب وآلام کا خوف حتیٰ کہ آخرت میں جو بندے پر خوف طاری ہونا ہے وہ بھی دُور فرماتے ہیں اور سابقہ نقصانات جو ذہن پر سوار ہوتے ہیں اور بندوں کو غم لاحق ہوتا ہے، اللہ جَلَّ شَانُہٗ اس غم کو بھی دُور فرماتے ہیں۔ اِس کا مطلب ہرگز نہیں کہ جو صدقہ وخیرت کرے یا نیک لوگوں کی صف میں شامل ہو جائے اُس پر تکلیفیں نہیں آتیں۔ میرے بھائی! ایسے لوگوں پر سب سے زیادہ آزمائشیں آتی ہیں، تکلیفیں آتی

marfat.com

ہیں، مصیبتیں آتی ہیں مگر چونکہ وہ اللہ کے ولی ہوتے ہیں اُنہیں سکونِ قلبی میسر ہوتا ہے
اور وہ ان مصائب کو یقیناً مصائب نہیں سمجھتے۔ ان کی قوتِ برداشت اِس قدر بلند
ہوجاتی ہے کہ اگر مصیبتوں کے پہاڑ بھی ٹوٹ جائیں تو اُف تک نہیں کرتے۔ ان کی
سوچ اتنی بلند ہوجاتی ہے کہ ہمہ وقت ان کا دھیان دُنیاداری کی بجائے اللہ جَلَّ شَانُہٗ
اور اس کے پیارے رسول ﷺ اور اپنے مرشد کی طرف ہوجاتا ہے۔

شیخ کی بارگاہ میں خدمت کا درست طریقہ۔

میرے بھائی! میرے عزیز! سابقہ ساری تحریر سے جو بات سامنے آئی ہے وہ
یہ ہے کہ ہمیں اِس جھنجھٹ میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنی مرضی سے فلاں چیز
لے جائیں، فلاں لے جائیں۔ میرے بھائی! یہ ساری اشیاء یہ دُنیا کا سارا مال اگر ہم
اکٹھا کر کے اپنے شیخ کی بارگاہ میں لے جائیں گے شیخ تو قبول کرلیں گے اور نیت کے
مطابق اس کا اجر بھی ملے گا۔ سرکار خوش بھی ہوں گے مگر میرے بھائی کیا ہی بہتر ہوتا کہ
اس خرچ کرنے میں بھی ہم اپنی مرضی استعمال نہ کرتے بلکہ جو توفیق ملتی اپنے شیخ کی
بارگاہ میں انتہائی خاموشی سے پیش کردیتے اور شیخ کی مرضی پر چھوڑ دیتے اور یہ سوچ
اپنا لیتے کہ وہ مالک ہیں جو چاہیں، جہاں چاہیں، جیسے چاہیں استعمال کریں۔ وہ زیادہ
بہتر سمجھتے ہیں کہ ہمارے لیے کیا بہتر ہے۔ میرے بھائی! اِس تحریر کا مطلب ہرگز یہ نہیں
ہے کہ آپ کی لائی ہوئی اشیاء جو آپ لنگر کے لیے لاتے ہیں ان کا اجر نہیں۔ قطعاً ایسی
بات نہیں ہے۔ ہر چیز کا اجر تو ملتا ہے مگر اپنے شیخ کی رضا پانے کے لیے اعلیٰ اور ارفع

marfat.com

درجہ یہی ہے۔ کیونکہ سرکارؒ کے مشن میں شامل ہونا اس انداز میں کہ اپنی مرضی نہ ہو
اور بعض دوست کبھی کبھی ایسا مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ یہ پیسے لے لیں۔ ان کا پنکھا لگوا
دیں یا ان پیسوں سے فلاں چیز دربار کے لیے خرید لیں۔ میرے بھائی! یہ تو آپ کی
مرضی ہے۔ اگر چہ اس کے اجر میں کوئی شک نہیں۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اپنے شیخ
کو پابند نہ کرتے بلکہ اپنے شیخ کو مالک سمجھتے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے خدمت
انجام دیتے۔ بعض لوگ ایسی مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے ایسے کفریہ کلمات اپنی
زبان پر لے آتے ہیں اور سمجھتے نہیں اور عقیدت ومحبت کا اظہار ایسے کرتے ہیں کہ سرکار
ہم تو آپ کو اپنا رب مانتے ہیں۔ میرے بھائی! یہ کتنی بڑی جسارت ہے۔ آپ اندازہ
کر لیں کہ اپنے شیخ سے اندھی محبت کا اظہار کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ جب کہ عملی طور پر
ایسے لوگ اپنے شیخ کو اپنے جیسا بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ایسا سلوک کرتے ہیں، ایسی بے
ادبی کرتے ہیں کہ وہ وہی سلوک کبھی اپنی ذات کے لیے روا نہیں رکھتے۔ انتہائی افسوس
اور دُکھ سے تحریر کر رہا ہوں۔ ایسے لوگ شیخ کی نظر سے اس قدر گر جاتے ہیں کہ ان کی
ساری زندگی ایڑھیاں رگڑتے ہوئے گزرتی ہے۔ اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ سے ایسے لوگوں
کے شر سے بچنے کی دُعا کریں۔ دین کو سمجھیں، اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمہ
وقت اس بارگاہ میں شکرانے کے آنسو بہاتے رہیں۔ ان شاء اللہ اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ
ہمیں پیارے شیخ کے تصدق میں اپنے مقربین میں شامل فرمائیں گے۔

marfat.com

کامل مرید کیلئے ضروری ہدایات

کامل مرید کو چاہئے کہ اپنے شیخ کو تمام معاملات سے باخبر جانے اور کبھی دُنیاوی مال ومتاع، تنگ دستی، بیماری، لوگوں کے زور وظلم، قرض کے غلبہ اور دُنیاوی مصیبتوں کا کبھی تذکرہ نہ کرے۔ کیونکہ شیخِ کامل اپنے مرید کو ان امتحانوں کے ذریعے اس کے مطلوبہ مقام پر پہنچانا چاہتا ہے۔ کامل مرید کے لیے یہ چیزیں ریاضت اور مجاہدہ کہلاتی ہیں۔ مرید کیلئے لازم ہے کہ اپنے شیخ کی بارگاہ میں اتنا خاموش بیٹھے گویا کہ منہ میں زبان ہے ہی نہیں۔ آنکھوں کو جھکا کر بیٹھے، شرم وحیا کا پیکر بنے اور دل کو قابو میں رکھے۔ مریدین کے حالات ومعاملات سن کر دل میں وسوسے پیدا نہ ہونے دے۔ نہ کسی مرید کے متعلق خیال پیدا ہو کہ اس نے یہ کام غلط کیا یا اسے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا، کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اپنے پیر بھائیوں کے متعلق ذرہ بھر بھی شبہ پیدا نہ ہونے دے۔ کیونکہ شیخِ کامل ہی مریدین کو ایسی باتوں سے آزماتے ہیں۔ ان کے نزدیک کوئی اچھا یا برا نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام مریدین اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ شانِ بے نیازی کی وجہ سے مریدین کو ہر حال میں گفتگو کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں اور ان کی بدگوئی پر پکڑ نہیں فرماتے۔ مرید کے لیے لازم ہے کہ شیخ کامل کے بارے میں بھی وسوسے پیدا نہ ہونے دے۔ اگر شیخِ کامل کسی کو کچھ عطا فرمائیں تو مریدِ کامل کو حق نہیں کہ وہ بیٹھا بیٹھا دل میں اپنے شیخ کے متعلق فیصلہ کرتا رہے کہ سرکار نے فلاں کو عطا کر دیا اور فلاں کو نہیں، یہ انصاف تو نہیں۔ چاہئے تھا کہ فلاں کو بھی دے

marfat.com

دیتے، کیا فرق پڑتا ہے؟ فلاں شخص کو دستار عطا فرمائی، فلاں کو جبہ فلاں کو خرقہ۔ حالانکہ وہ لوگ اس اہل نہیں ہیں۔

میرے عزیز! میرے بھائی! یہ فیصلے آپ کے متعلقہ ہیں ہی نہیں۔ یہ پیر اور مرید کا معاملہ ہے۔ شیخِ کامل اگر کسی کے گھر جانے کا ارادہ فرمائیں تو کامل مرید اس کی برائیاں بیان نہ کرے کہ سرکار وہ تو آپ کے متعلق یوں کہتا ہے اور وہ تو آپ سے محبت ہی نہیں کرتا۔ وہ تو آپ کی شان میں ایسی باتیں کہتا ہے جو میں بتا نہیں سکتا۔ افسوس! کامل مرید کو یہ کس نے اجازت دی کہ وہ اپنے شیخ کی رہنمائی کرے۔ اس کامل مرید کا اس وقت مقام و مرتبہ ادنیٰ سے مرید سے بھی کم ہو جاتا ہے جب وہ اپنے شیخ کی رہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ بظاہر وہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ میں تو اپنے شیخ کو کسی مشکل میں نہیں دیکھ سکتا۔ میں نہیں چاہتا کہ سرکار اُس کے گھر جائیں اور وہ سرکار سے بدتمیزی کرے۔

میرے بھائی! کسی کی کیا جراءت ہے کہ شیخ کامل کی بارگاہ میں کوئی بدتمیزی کرے۔ یہ بات تو ایک ادنیٰ سے مرید کے لیے بھی روا نہیں کہ اس کی تذلیل اس کے شیخ کی مرضی کے بغیر ہو تو شیخِ کامل کے لیے آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ اگر شیخِ کامل ایسے شخص کے پاس چلے جائیں جو آپ کو بُرا لگ رہا ہے، ڈاکو ہے، زانی ہے، شرابی ہے وہ اگر شیخ کامل کو بُرا بھلا کہے گا یا اُس کے گھر جانے کی وجہ سے لوگ باتیں بنائیں تو آپ کو اس سے کیا؟۔ یہ تو شیخِ کامل کا وہ طریقہ ہے جو اس نے

marfat.com

اپنے شیخ سے سیکھا اور شیخِ کامل تو اپنے شیخ کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اُٹھاتا۔ بالفرض وہاں شیخِ کامل کو بظاہر ذلّت اور رسوائی کا سامنے کرنا پڑا تو اس سے تمہیں کیا فرق پڑا۔ کیا تم اِس سے عبرت حاصل نہیں کرو گے؟ کیا تم اپنے شیخ کے درجات اور استقامت اور صبر وتحمل کو بطور نمونے پیش کرنے والے نہیں بنو گے۔ اس میں تو بے شمار حکمتیں ہیں۔ عین ممکن ہے وہ شرابی، وہ زانی، وہ ڈاکو توبہ کرلے، تمہارے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے اور اگر وہ پہلے سے بیعت ہے تو اُسے نگاہِ لطف وکرم نصیب ہو جائے۔ تمہارے اس بھائی کا فائدہ ہو جائے۔

کیا ہم اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں؟

اے میرے بھائی! اس بات کا خاص خیال کر جب تُو اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضری کا ارادہ کرے تو تیرے شیخ کی اجازت ہوگی تو دل میں ارادہ پیدا ہوگا۔ ورنہ شیخ کامل تمہیں دیکھنا بھی پسند نہ کریں گے۔ اپنے اعمال دیکھ، اپنے کردار پر نظر کر، دیکھ تُو غیر محرم نوجوان لڑکیوں کو نہیں تکتا رہتا؟ کبھی گھر میں ٹی وی، وڈیو کے ذریعے، کبھی بازاروں میں سرِ راہ چلتے ہوئے، کبھی فلمی پوسٹروں پر نظریں جماتے ہوئے اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کرتا ہے۔ پھر بھی گلہ شکوہ کرتا ہے کہ سرکار مجھے خواب میں کبھی دیدار کروا دیا کرو، کبھی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروا دو۔ افسوس! اتنی گندی آنکھوں سے اتنی پاکیزہ ہستیوں کی زیارت کا سوچ کر شرم سے ڈوب کر مر جاتا تو یہ بہتر ہوتا۔ یعنی شرمندہ ہو کہ سجدے میں پڑ جاتا اور اپنے مولا کریم جل شانہ سے معافی مانگتا

marfat.com

''اے میرے مولا! اے میرے آقا! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے معاف فرما دے، میری آنکھوں کو اس قابل بنا دے کہ میں غیر محرم عورتوں کو لذت حاصل کرنے کے لیے نہ دیکھوں بلکہ انہیں اپنی ماؤں بہنوں کی طرح شرعی انداز میں دیکھوں۔ اے میرے مالک و مولا! میں قطعاً یہ تمنا نہیں کرتا، یہ خواہش نہیں کرتا کہ ایسی گندی آنکھوں سے میں تیرے محبوب ﷺ کے جلوے، تیرے نیک لوگوں کے جلوے دیکھنے کی طلب کروں۔ الٰہی تو مجھے یہ توفیق عطا فرما دے کہ میں شرعی احکامات کا پابند بن جاؤں''۔ کاش کہ یہ چیز رو رو کر اپنے شیخ، اپنے آقا اپنے مولا سے طلب کی جائے وہ بھی اس حال میں کہ گھر والوں کو بھی خبر نہ ہو۔ دل کو عشقِ الٰہی میں رو رو کر اتنا زخمی کر لو کہ جب اُس مولا کریم جل شانہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی سامنے آئے تو بے اختیار آنسو چھلک پڑیں۔ محبوبِ خدا سرکار دو عالم ﷺ کی محبت میں اتنا رونا نصیب ہو جائے کہ ساری رات گزر جائے اور اپنی نگاہوں کی پاک دامنی کی خیرات بارگاہ نبوی ﷺ سے مانگتے رہو۔ اپنے شیخ کی نذرِ عنایت سے یہ ساری چیزیں ملتی ہیں۔ سب کچھ ملنے پر بھی اپنی زبان سے یہ نہ کہو کہ مجھے دیدار کروایا جائے۔

میرے بھائی! محبوبِ کریم کبھی جلوے دکھا کر آزماتے ہیں اور کبھی ہجر و فراق دے کر آزماتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں کبھی یہ نہ بھولیں کہ اب میں اس قابل بن گیا ہوں کہ مجھے تو روزانہ رونا نصیب ہو گیا، میں تو عاشقِ رسول ﷺ ہوں، میں تو فنافی الشیخ کے درجے پر فائز ہوں۔ اللہ نہ کرے ہم ایسی مصیبت میں مبتلا ہوں کیوں کہ جب

marfat.com

ہماری آنکھیں حرام سے پُر ہوں گی تو ہمیں کیا حق ہے کہ ہم ایسی گناہ گار آنکھوں میں ان پاکیزہ ہستیوں کو بسانے کی طلب کریں۔ جب تک کہ ہم اپنے شیخ سے رونے والی آنکھیں نہ مانگ لیں۔ پھر جب ہمیں اپنے گناہوں کا احساس ہو جائے گا، رونے والی آنکھیں نصیب ہو جائیں گی۔ آنکھوں میں شرم وحیا آ جائیگا۔ شب وروز ہماری آنکھیں ان نیک ہستیوں کے دیدار کی منتظر ہوں گی اور ہمارے افکار میں تبدیلی آ جائے گی تو پھر کچھ بعید نہیں کہ ہماری راتیں جلوۂ محبوب میں سرشار ہوں۔ لیکن یہ مقام حاصل کرنے کیلئے ہماری کوشش تو ہونی چاہئے کہ ہم اپنے ظاہری ماحول کو بہتر بنائیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ہماری تمام کوتاہیوں، لغزشوں کے باوجود سرکار کی توجہء خاص سے ان گندی آنکھوں میں بھی وہ جلوہ فرماتے ہیں یہ تو ان کی اعلیٰ ظرفی ہے۔ میرے بھائی! دیدار کی طلب رکھنا منع نہیں بلکہ دیدار کی طلب رکھنا عین عبادت اور عشقِ حقیقی کی علامت ہے۔ بشرطیکہ طلب صادق ہو۔ اِس نعمت کو پانے کے لیے اگر ہم کوشش کرتے ہیں اور اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں تو اِن شاء اللہ ایک دن حضوریِ خاص سے معمور کر دیئے جائیں گے۔ پھر ہمارے شب وروز جلوۂ محبوب میں گزریں گے۔

میرے بھائی! اگر کبھی ظاہری زندگی میں سرکار ہمارے گھر تشریف لائیں تو ذرا سوچیں ہم اُن کے بیٹھنے کیلئے کتنا پاکیزہ بستر لگاتے ہیں۔ اُن کے لیے کمرے کو صاف وشفاف بناتے ہیں۔ خوشبوؤں سے معطر کرتے ہیں مگر جس حقیقت اور نعمت کی طلب رکھتے ہیں کیا کبھی یہ بھی سوچا کہ ہم اپنے دل کو خطرات سے پاک کرلیں۔ اپنی

marfat.com

آنکھوں کو حرام سے بچانے کی کوشش تو کر لیں۔ کیونکہ یہی دو چیزیں ہیں جہاں محبوب کی جلوہ گری ہو گی۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جو کچھ ہم ظاہری زندگی میں دیکھتے ہیں وہ وہی باطنی زندگی میں نظر آتا ہے۔ اگر ظاہری زندگی میں شب روز فلمیں، ڈرامے اور غیر محرم عورتیں دیکھیں گے تو ظاہر ہے خواب بھی اسی طرح کے ہوں گے۔ لیکن اگر ہمارے شب روز نیک لوگوں کی سنگتوں میں اور ذکرِ محبوب میں گزریں گے تو ان شاء اللہ باطن میں وہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں گے۔

شریف کون ہے؟

میرے بھائی! جب تجھے جلوے نصیب ہو جائیں تو پھر بھی خود کو شریف مت سمجھ کیوں کہ شریف تو وہ ہوتا ہے جسے مارا جا رہا ہوں، پیٹا جا رہا ہو اور وہ خود اپنی مدافعت بھی نہ کر رہا ہو بلکہ مار کھائے جا رہا ہو۔ اتنے میں لوگ آ جائیں اور آتے ہی ان لوگوں کو منع کریں ''جو مار پیٹ رہے ہیں'' اور یہ کہیں یار اسے کیوں مار رہے ہو یہ تو شریف آدمی ہے۔ شریف آدمی مار کھانے کے بعد کبھی یہ نہیں کہتا اچھا میں بھی آپ کو دیکھ لوں گا اور نہ ہی شریف آدمی بد دعائیں دیتا ہے کہ اللہ تمہیں برباد کر دے، تم پر عذاب نازل کرے اور نہ اس کے خلاف دل میں کینہ اور بغض رکھتا ہے بلکہ اپنے شیخ کی رضا پر راضی رہتا ہے۔

جے سوہنا میرے دُکھ وچ راضی
تے میں سکھ نوں چلہے پاواں

marfat.com

یہ اشعار اُس کے دل و دماغ میں گھومتے رہتے ہیں اور دل مطمئن رہتا ہے۔ کبھی تھانے جانے اور حق وصول کرنے کا وسوسہ بھی دل میں نہیں آنے دیتا۔ حلقہء احباب میں بھی اپنی زبان پر یہ الفاظ نہ انے دے کہ اگر میں چاہتا تو اس کو ایسا سبق سکھاتا کہ اُس کی نسلیں یاد رکھتیں۔ میں تو اپنے شیخ سے ڈرتا ہوں کہ میرے شیخ نے مجھے منع فرمایا ہے۔ اگر میں نے اسے کچھ کہا تو یہ میرے پیر کے پاس چلا جائے گا اور وہ فون کر دیں گے اور بغیر تحقیق کے مجھے سب کے سامنے ذلیل کریں گے اور مجبور کریں گے کہ تیرا قصور نہیں تب بھی تُو ہی اپنے بھائی سے معافی مانگ اور صلح کر۔ میرے بھائی! اگر کبھی معاملات میں غلطی سے تیرا بھائی یا کوئی اجنبی شخص بھی تیرا معاملہ تیرے شیخ کی بارگاہ میں لے آئے تو پھر شیخ کے حکم کو خواہ تیرے حق میں کتنا ہی نقصان دہ ہو بلا چون چراں مان لے کیوں کہ اِس میں ہی تیری بھلائی ہے۔ اگر تو اپنے شیخ سے عدل و انصاف کا طالب ہُوا تو سمجھ لے کہ تُو نے اپنے شیخ کو انصاف کرنے والا ہی تصور نہیں کیا۔

میرے بھائی! یہ بھی یاد رکھ کہ تُو اپنا سب کچھ تو بیعت ہوتے وقت دے چکا ہے۔ **ان اللہ اشتری بالمومنین بانفسھم و اموالھم بان لھم الجنہ** بے شک اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال جنت کے بدلے میں خرید لیے ہیں۔ اب تو انصاف کا مطالبہ کرتا ہے۔ پھر انصاف کیلئے خود بھی تیار ہو جا۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ بھی قیامت کے روز تجھ سے فضل و کرم کی بجائے اگر عدل و انصاف کا برتاؤ فرمائیں اور اگر تیرے شیخ بھی اُس عدالت میں تیرے سفارشی نہ بنیں پھر تجھے کس سے اُمید وابستہ

marfat.com

ہے؟ ذرا سوچ اور اپنا سب کچھ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے قربان کرنے والا بن جا۔

قیامت میں حساب کن لوگوں سے لیا جائے گا؟

میرے بھائی! یاد رکھ کہ قیامت میں حساب اُن لوگوں سے لیا جائے گا جن کی اولیائے عظام سے کوئی نسبت نہیں، جو بیعت کے مقصد کو نہیں سمجھتے اور اپنے شیخ کی بارگاہ میں اپنا تن، من، دھن قربان کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور شیخ کے بے ادب ہوتے ہیں اور انہیں شیخِ کامل اپنی نظروں سے گر دیتے ہین۔ وہ بظاہر زندہ ہوتے ہیں لیکن چلتی پھرتی لاشوں کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ جہاں تک حساب کا تعلق ہے سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ حُسِبَ عُذِّبَ جس کا حساب لیا جائے گا اُسے ضرور عذاب دیا جائے گا۔

میرے بھائی! بخشش صرف عمل سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے، محبت رسول ﷺ سے اور اولیاء اللہ کے صدقے میں ہو جاتی ہے۔ رہے اعمال تو وہ جنت میں درجات کا باعث بنیں گے۔ اعمال صالح اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے فضل و کرم اور محبت رسولِ اکرم ﷺ کی عملی شکل ہیں۔ لہٰذا اعمال صالح کی اہمیت کا انکار ممکن نہیں۔ اچھے اعمال ہی تو ان ہستیوں کی خوشنودی کا باعث بنتے ہیں۔

marfat.com

ہمیں دوسروں سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے؟

میرے بھائی! تو اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ، شہنشاہِ کون و مکاں کے فرامین کو کیوں بھول گیا؟ کیا تمہیں یاد نہیں کہ سرکار ﷺ فرماتے ہیں: صِلْ مَنْ قَطَعَکَ اُس سے تعلق جوڑ جو تجھ سے تعلق توڑے۔ وَ اَعْطِ مَنْ حَرَامَکَ اور اُسے عطا کر جو تجھے محروم کرے۔ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ اور اُسے معاف کر جو تجھ پر ظلم کرے۔

کیا تُو یہ نہیں دیکھتا کہ تیرے شیخ اس حدیث مبارکہ کی عملی تصویر ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے اِس فرمان پر اس قدر عمل پیرا ہیں کہ اُن دوستی اور دشمنی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے ہے۔ اُن کا بظاہر ناراض ہونا کسی کو راہ راست پر لانے کے لیے ہے۔ مگر جب شیخ کا حکم ہوتا تو کسی سے راضی ہوتے ہیں اور حکم ملتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن ناراض ہوئے شخص کو، روٹھے ہوئے مرید کو کیسے مناتے ہیں وہ پرو کرے یا نہ کرے مگر شیخِ کامل ایسے گندے اور خودسر مریدین کو بھی مناتے ہیں جنہیں ادب واحترام کا پاس نہیں ہوتا۔ ان کی بارگاہ میں سبھی ''چنگے مندے'' ایک جیسے ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہیں کسی پر نظر کرم فرمادیں اور اُسے مقام اعلیٰ وارفع پر پہنچادیں۔ جب چاہیں کسی بڑے مقام پر فائز کو نیچے گرادیں۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤمِنْ ھُوَ یَنْظِرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ۔ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے۔

marfat.com

اے میرے بھائی! یہ شانِ بے نیازی کے مالک ہوتے ہیں ۔ اِن کے مریدین، اِن کے عقیدت مند بغیر اذنِ خداوندی کے اِن کی بارگاہ میں نہیں آتے ۔ سبھی اجازت ملنے پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں ۔ اچھے لوگوں سے یہ معاملہ اِس طرح فرماتے ہیں کہ اُن کے دلوں میں چونکہ اللہ کریم جل شانہ نے اپنے نیک بندوں کی محبت کا بیج بویا ہوتا ہے اور شیخِ کامل سے اپنی محبت کا اظہار مختلف انداز میں کرتے ہیں اور زیرِ تربیت رہتے ہیں مگر بُرے لوگ بھی کم خوش نصیب نہیں ہوتے کیونکہ اہل اللہ بُروں سے خود پیار کرتے ہیں ۔ کیونکہ اُنہیں اچھا بنانا اِن ہستیوں کے ذمے لگ چکا ہوتا ہے اور یہ ہستیاں اپنے ایسے مریدین کو اچھا بنانے کے لیے تمام صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتی ہیں ۔ خواہ وہ بُرے لوگ کتنے ہی بڑے گناہوں کے مرتکب کیوں نہ ہوں ۔ شیخِ کامل کی بارگاہ میں کتنی بڑی بے باکیاں کیوں نہ کر جائیں ۔ مگر شیخِ کامل صِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَ اَعْطِ مَنْ حَرَمَکَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ ۔ کے تحت ایسے گندے، کند ذہن اور جاہل مریدین کی تمام تر لاپرواہیوں کے باوجود انہیں اپنے ساتھ جوڑے رکھتے ہیں مگر جب لوہے کو گرم دیکھتے ہیں تو بھرپور ضرب لگاتے ہیں اور اسی لوہے سے جو چاہیں بنالیتے ہیں ۔ اسی پتھر کو جو اِس قدر سخت ہوتا کہ وَ قُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ کے تحت دوزخ کا ایندھن بننے کے قریب ہوتا ہے مگر اپنی توجہ خاص سے اُسے نرم کرتے رہتے ہیں ۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کی وہ مرید وہ پتھر دل انسان ایسے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرتا رہے ۔ اگر وہ سالہا سال زیارت کے لیے

marfat.com

بھی آنا گوارا نہ کرے تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے۔

میں تو اُن مریدین اور عقیدت مندوں کی بات کر رہا ہوں جو نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں وہ گندگی کی وجہ سے دُنیا کی نظروں میں چاہے کتنے ہی ذلیل کیوں نہ ہوں وہ اِن ہستیوں کی بارگاہ میں اگر حاضری دیتے رہیں اور اپنا اوڑھنا بچھونا نیک لوگوں کی صحبت کو بنالیں تو پھر اُن پتھر دلوں کو بھی اِس قدر نرم کر دیا جاتا ہے کہ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ اور بیشک پتھروں میں سے ایسے بھی ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں۔

پھر صحبتوں کے اثر سے بار بار حاضری کی سعادت سے یہ پتھر دل انسان اللہ والوں کو دیکھتے ہیں تو اُن کی آنکھوں سے سیلِ رواں جاری ہو جاتا ہے۔ آنسوؤں کی نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور پھر کلام نرم و نازک بھی اثر کرتا ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پہ کلامِ نرم و نازک بے اثر

marfat.com

کہیں ہم دُنیا طلبی میں تو نہیں کھو گئے؟

ایسے مریدین کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو سال بھر میں ایک بار بھی حاضری کیلئے کوچہ محبوب میں نہیں آتے وہ اپنی بدقسمتی پر آنسو بہائیں کیونکہ اُنہیں اُنکی شیخ نے اپنی بارگاہ میں بلانا مناسب ہی نہیں سمجھا۔ ایسے فضول بندوں کو شیخِ کامل جب تک اذنِ الٰہی نہ ہو نہیں بلاتے چونکہ وہ دُنیا کے طالب ہوتے ہیں۔ شیخِ کامل اُنکی دُنیا طلبی کی وجہ سے اُنہیں اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف عطا نہیں فرماتے۔ بلکہ اُنہیں ڈھیل دیتے ہیں تاکہ وہ دل بھر کر دُنیا اکٹھی کرلیں۔ پھر ایسے مریدین کو جب شیخِ کامل کی ذاتِ مقدسہ دیکھتی ہے کہ نہ تو اپنی اصلاح کرتے ہیں اور نہ اصلاح کی طلب پیدا ہو رہی ہے۔ کیونکہ ایسے مریدین کی ذمہ داری شیخِ کامل پر ہی عائد ہوتی ہے اور شیخِ کامل بارگاہ خداوندی میں جوابدہ ہوتے ہیں۔ پھر اذنِ خداوندی سے شیخِ کامل ایسے مریدین کو دُنیاوی پریشانیوں میں، مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا کر دیتے ہیں کیوں کہ یہ ایسے مریدین ہوتے ہیں جو پیار کو نہیں سمجھتے بلکہ پیار کا غلط مطلب مراد لیتے ہیں اور پیار کی وجہ سے خود سر ہو جاتے ہیں۔ بظاہر ناز کرنے لگتے ہیں مگر اپنے شیخ کی شانِ بے نیازی کو بھول جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ گرفتارِ عتاب ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان مصیبتوں اور پریشانیوں میں اپنے خدا کو بے اختیار یاد کرنے لگتا ہے اور سجدے میں پڑ جاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے۔ پھر اللہ کریم جَلّ شَانُہٗ اُسے اپنے نیک بندوں کی صحبت میں جانے کی اجازت عطا فرماتے ہیں اور وہ مریدین دوبارہ شیخِ کامل کی بارگاہ میں آنے لگتے ہیں اور وہ لوگ چونکہ دُنیا طلبی میں آخر

marfat.com

تک جا چکے ہوتے ہیں، دُنیا کی تمام اُمیدوں سے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں، لوگوں سے اُمیدیں بار بار ٹوٹ چکی ہوتی ہیں۔ پھر چونکہ اُنکے دلوں کے آبگینے ٹوٹ چکے ہوتے ہیں اور اُنہیں رونے والی نعمت نصیب ہو چکی ہوتی ہے۔ لہٰذا جب وہ پتھر چاٹ کر واپس آتے ہیں تو وہ گندے نہیں رہتے بلکہ وہ اچھوں میں شمار کر لیے جاتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں اُن کی مقبولیت بھی شیخِ کامل کے نیک اور صالح مریدین کی طرح ہو جاتی ہے۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ کن لوگوں سے پیار کرتا ہے۔

خالقِ کائنات چونکہ دونوں گروہوں سے پیار فرماتا ہے۔ نیک لوگوں کے لیے بھی ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰـهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْن بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں سے بہت محبت کرتا ہے اور بُرے لوگوں کیلئے بھی ارشاد ہے: ان الله يحب التوابين بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے دورانِ طواف بارگاہِ خداوندی میں التجا کی کہ الٰہی سب کو نیک بنا دے۔ جواب ملا کہ اے ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ یہ دُعا تو سبھی مانگتے ہیں تم بھی یہی مانگو تو پھر اگر میں قبول کر لوں تو بتاؤ میری رحمت کس کام آئے گی۔ اے ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ دُعا اِس طرح مانگو الٰہی سب گناہ گاروں کو بخش دے، نیک لوگوں کو اپنا قرب عطا فرما دے۔

اِسی طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رونے کے متعلق اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے خوف سے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر تم وہ دیکھو جو میں دیکھتا ہوں تو تم روؤ زیادہ اور ہنسو کم۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر واقعی خوف الٰہی طاری ہُوا۔

marfat.com

کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اتنا رویا کرو کہ روتے ہوئے جنگلوں میں نکل جاؤ۔ یہ ایسے الفاظ تھے کہ رقیق القلب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوگئیں اور خوفِ الٰہی طاری ہوگیا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اتنا خوفزدہ نہ کرو میری رحمت بڑی وسیع ہے میں بہت معاف کرنے والا ہوں۔

اِسی طرح حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو روتے دیکھ کر مریدین نے عرض کی کہ سرکار آپ اتنا روتے کیوں ہیں؟ کیا آپ کے گناہ اتنے زیادہ ہیں؟ آپ نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور فرمایا میرے گناہوں کی حقیقت میرے مولا کریم جل شانہ کے نزدیک اس تنکے سے زیادہ نہیں۔ اُس کی رحمت بہت وسیع ہے میں تو اُس کی نعمتوں کے شکرانے کے طور پر روتا ہوں۔ جنت میں ایک حُور کا تبسم جو وہ اپنے خاوند کے لیے کرے گی اتنا ہے کہ آٹھوں جنتوں میں موجود جنتیوں پر اتنا نُور برسے گا کہ وہ سجدے میں پڑ جائیں گے کہ شاید اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا دیدار ہونے لگا ہے۔ مگر آواز آئے گی سجدے سے سر اُٹھالو یہ میری جنت کی ایک حُور نے اپنے خاوند کے لیے تبسم کیا ہے۔

marfat.com

بیعت ہونے کا اصل مقصد کیا ہے؟

میرے عزیز! اِس بات کو یقین جان بے شک تجھ سے گناہ ہو چکے ہیں مگر جب تو اپنے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہے تو گویا ایسا ہے جیسے پہلے دن والدہ کے پیٹ سے جنم لیا ہو۔ میرے بھائی! بیعت کا مطلب ہی بِک جانا ہے۔ آدمی یہ سودا آنکھیں بند کر کے نہیں کرتا بلکہ آنکھیں کھلی ہوتی ہیں اور وہ اپنی آخرت کے لیے بیعت ہوتا ہے۔ مگر پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مریدِ کامل پر بھی دُنیا طلبی کی حرص اتنی سوار ہوتی ہے کہ وہ جب بھی اپنے شیخ کی بارگاہ میں آتا ہے سوائے دُنیاوی مصیبتوں، دُنیاوی حرص اور ظاہری حالات کی تنگ دستی کو اپنے شیخ کے سامنے اس طرح بیان کرتا ہے گویا کہ شیخِ کامل کو اپنے مریدین کا کچھ علم نہیں۔ وہ صرف نذرانے وصول کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور مریدین جیسے چاہیں، جب چاہیں، جس انداز سے چاہیں نذرانے کے بدلے اپنے شیخ کی بے خبری اور غفلت کا اظہار اپنے شیخ کے سامنے کرتے ہیں۔ افسوس! کہ عام مریدین تو ایسا کریں اور معافی کے مستحق ٹھہریں مگر کامل مریدین جنہیں دستار، جبہ و خرقہ عطا ہو چکا ہو بظاہر کامل ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا ہوتا ہے مگر جب وہ اِس طرح کی بے باکیاں کرتے ہیں بظاہر اپنے زعم میں ناز کر رہے ہوتے ہیں تو شیخِ کامل کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ ذرا اندازہ تو کرو۔ افسوس کہ ہم اپنا مقصد بھول گئے جس کے لیے بیعت ہوئے وہ چیز تو ایک دن بھی نہ مانگی۔ رزقِ حلال کی طلب کا وعدہ کیا مگر اپنا کاروبار تبدیل نہ کیا۔ نہیں دیکھا کہ اُس کاروبار کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اِس طرح

marfat.com

حرام سے بچنے کا وعدہ کیا مگر دُنیا کے ہر شعبے میں حرام خواہ آنکھیں، کان، دل، دماغ ، ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کا استعمال ایک دن بھی حرام سے بچنے کیلئے نہیں کیا۔ ذرا سوچیں تو سہی کہ ہم کتنے گندے ہیں۔ بے شک کسی کو نہ بتائیں مگر تنہائی میں اپنے ایک ایک عضو کی کارگزاریاں تو دیکھیں کہ کیا جس کے لیے بیعت ہوئے تھے ہمارے اعضاء اُس چیز کو پانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ یا ظاہری طور پر نماز، روزہ اور دکھاوے کے لیے زکوۃ وحج اور دوسری مالی عبادات کر رہے ہوتے ہیں۔ جب کبھی محفلوں میں بیٹھتے ہیں تو کیا ہم یہ خیال نہیں کر رہے ہوتے کہ ہم تو سب سے بہتر ہیں۔ فلاں بہت گندے ہیں، فلاں نے یہ کیا، گورنمنٹ نے یہ کیا، فلاں سیاست دان نے یہ کیا، فلاں مرید نے یہ کیا ۔ کیا یہ غیبت نہیں ہے؟ جب ہم غیبت جیسی موذی مرض سے نہیں بچ رہے جو شہد سے زیادہ میٹھا اور تلوار سے زیادہ کاٹ کھانے والا ہے۔ اسے ہم اپنی زبان پر اس طرح جاری کرتے ہیں گویا ہم بڑے مرتبے پر فائز ہیں۔ ہم نے فلاں کو نصیحت کی، فلاں کو بہت سمجھایا۔ مگر اے کاش! اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھا ہوتا، اپنے گناہ بھی دیکھے ہوتے۔ کاش رات کو سر بسجود ہو کر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کی نا فرمانیوں سے بچنے کے لیے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا ہوتا۔ ایک ایک گناہ کو یاد کر کے اتنا رو لیا ہوتا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ تمہیں اپنا بنا لیتے اور اللہ جل شانہ تمہیں اپنے شیخ کی بارگاہ میں آنے کا بار بار شرف عطا فرما دیتے۔

اے میرے عزیز! شیخِ کامل جسے چاہتا ہے اپنے ساتھ مانوس کر لیتا ہے اور

marfat.com

جسے چاہتا ہے اُسے جلدی جلدی اُس کے دُنیاوی مقاصد کے لیے اجازت عطا فرما دیتا ہے۔ مکتبِ عشق کا دستور ہمیشہ سے ہی نرالہ چلا آ رہا ہے۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اُسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

صاحبِ حضوری کسے کہتے ہیں؟

میرے بھائی اِس بات کو سوچیں کہ جس نے یہ سبق یاد کرلیا وہ بارگاہِ شیخ سے ایک لمحہ بھی اوجھل نہیں ہوتا۔ مگر ہم سالہا سال آنا گوارا نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے گمان میں دُوری میں حضوری کا فقرہ زبان پر لا کر دل کو تسلی دے لیتے ہیں۔ حالانکہ جسے حضوری حاصل ہو جائے اُس میں تو درج ذیل اوصاف پیدا ہو چکے ہوتے ہیں۔ اُس کے لیے تو اِس بات کی اجازت ہے کہ وہ جہاں بھی رہے مدینے میں ہے۔

ا۔ جھوٹ: کیا میں جھوٹ تو نہیں بولتا؟ کیونکہ سچوں کے ساتھ ملنے کا حکم ہے۔ جھوٹ تو شیطان کا ساتھی بنا دیتا ہے۔ کاروبارِ زندگی میں سودا بیچنے میں کہیں یہ تو نہیں کہتا کہ کاروبار کا جھوٹ تو جائز ہے۔ کیونکہ آجکل جھوٹ کے بغیر روزی نہیں کمائی جاسکتی۔ میرے بھائی! یہ تیری بھول ہے۔

۲۔ غیبت: کیا میں دوسروں کی غیبت تو نہیں کرتا؟ خواہ عوام ہوں، سیاست دان، مریدین ہوں یا شیخِ کامل کی ذات ہو یہ حکم سبھی کے لیے ہے۔ مگر ایسی غیبت جو

marfat.com

دوسرے کی اصلاح کے لیے ہو جائز ہے بلکہ عبادت ہے۔

۳۔ قطع تعلقی: کیا میں اپنے رشتہ داروں، دوستوں، ہمسائیوں سے قطع تعلقی تو نہیں کر رہا۔ اگرچہ سارا قصور اُنہیں کا ہو پھر بھی قطع تعلقی جائز نہیں۔ مریدِ کامل صاحب حضوری شخص تو ایسا نہیں کرتا۔

۴۔ حسد: کیا میرے دل میں دوسروں کا حسد تو پیدا نہیں ہوتا؟ کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے اور بندہ مفلس رہ جاتا ہے۔ نیکیوں سے خالی اور تہی دامن رہ جاتا ہے۔

۵۔ بغض: اپنے سے بڑے نے اگر کہا نہ مانا، میرے کسی کام نہ آیا تو اُس کے لیے میرے دل میں غصہ یا بغض تو پیدا نہیں ہو گیا؟ اگر ایسا ہو گیا تو سمجھ لے تو بغض کا مرتکب ہو گیا جو دل کی ناپاکی اور گندگی ہے۔

۶۔ فریب: کیا کاروبار میں اور عام زندگی میں میں جو کہہ رہا ہوں وہ دُرست ہے؟ کہیں زبان کے ہیر پھیر میں کوئی بات چھپا تو نہیں رہا جو دوسرے مسلمان کیلئے تکلیف کا باعث بنے۔ ہمسائیوں اور رشتہ داروں میں تعلقات کی بنا پر دھوکہ دینے کا مرتکب تو نہیں ہو رہا۔ اپنے شیخ کے سامنے اپنے بھلائی کی وہی بات کر رہا ہوں جو واقعی ہے تاکہ اصلاح ہو جائے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بات کو ہیر پھیر سے توڑ مروڑ کر اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر اپنے بھائیوں کی برائی تو بیان نہیں کر رہا؟

marfat.com

میرے بھائی! یہ یقین جان کہ مرشدِ کامل تمہاری بات سن کر اُس کے مطابق فیصلہ تو ضرور کر دیں گے۔ بظاہر تمہارے بھائی کی سرزنش بھی ہو جائے گی۔ کیا تو بھول گیا کہ تیرے شیخ نے تیرا پردہ رکھ لیا اور تیرے الفاظ کو سچ جان کر تیرے بھائی کی سرزنش کر دی اور اصلاح کے لیے بظاہر سمجھایا۔ اگرچہ وہ ناراض بھی ہُوا مگر یہ یاد رکھ تیرا شیخ تیرا پردہ ضرور رکھے گا مگر تجھے ایسی آزمائش میں مبتلا کر دے گا کہ تُو اگر اپنے بھائی کی اُس تکلیف کو جو تجھے پہنچی تھی اُسے برداشت کر لیتا تو تیرے لیے اِس آزمائش سے ہزار درجہ بہتر تھی۔ مگر چونکہ تُو بھول گیا کہ تجھے یہ دُکھ بھی تیرے شیخ کی مرضی سے ملا تھا۔ لہٰذا گلہ کر بیٹھا اور بارگاہِ شیخ میں کامل مرید کے گلے شکوے تو اُسے پہلے سے زیادہ پھنسا دیتے ہیں۔

میرے بھائی! خدا کا واسطہ دیتا ہوں اپنے حال پر رحم کھا اور اپنے آپ کو مصیبتوں میں نہ ڈال، آزمائش میں نہ پڑا رہ۔ بلکہ سوچ تجھے بہت آگے نکلنا ہے۔ یہ دُنیا کے مسائل یقین جان کوئی حیثیت نہیں رکھتے اگر تو آخرت کے عذاب اور شیخِ کامل کی ناراضگی کا عذاب دیکھ لے۔

چوری، حیا:

اے میرے عزیز! کہیں تجھ میں چوری کی خصلتیں تو پیدا نہیں ہو گئیں۔ نماز میں چوری کرتا ہے۔ دکھاوے کے لیے پڑھتا ہے۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے باتیں کرنے کی بجائے اپنے کاروبار پر نظریں جماتا ہے۔ دوسروں کے متعلق فریب اور دھوکے نے

marfat.com

تجھے نماز میں ترکیبیں سوچنا اور پلان بنانا سکھا دیا۔ لوگوں کی موجودگی میں اچھا بنتا ہے اور جب تنہائی میسر آتی ہے تو تجھ سے بڑھ کر کوئی بے حیا نہیں ہوتا۔ اپنے موبائل پر فلمی تصاویر، انٹرنیٹ اور اخباروں کے پوسٹر، ڈرامے اور فلمیں دیکھتا ہے کہ اگر تجھے تیرے شیخ کے سامنے وہ چیزیں دکھائی جائیں تو تُو شرم سے پانی پانی ہو جائے اور فوراً سجدے میں گر کر معافی مانگے اور تیری زبان پر العیاذ باللہ اور استغفر اللہ جاری ہو جائے تاکہ عوام اور تیرے شیخ تجھے پارسا سمجھنے لگ جائیں۔ میرے بھائی! یہ تیری بہت بڑی بھول ہے۔ اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ تو ہر جگہ موجود ہے۔ ایسی جرأت اگر تو کرنا چاہتا ہے تو پہلے ایسی جگہ تلاش کر جہاں اللہ جَلَّ شَانُہٗ اور اس کے رسول ﷺ موجود نہ ہوں اور نہ ہی تیرے شیخ تجھے دیکھ رہے ہوں۔

اگر تیرے گھر میں ٹی وی، وی سی آر موجود ہے تو اہل خانہ کے سامنے تو بظاہر اس کا اچھا استعمال کر رہا ہوتا ہے حالانکہ تیرے نزدیک جو اس کا اچھا استعمال ہے وہ اللہ کے نیک بندوں کے نزدیک اتنا بھیانک ہے کہ جس کا تُو تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تیری غیرت کہاں چلی جاتی ہے۔ جب تو فلمی ایکٹریس کو ناچتے ہوئے دیکھتا ہے ماڈرن دور کا نام لے کر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے کوسوں دُور چلا جاتا ہے پھر تیری نمازیں تیرے روزے، تیرا حج، تیری زکوٰۃ، تیرا کلمہ گو ہونا، دُرود پاک کی کثرت کرنا تجھے کیا فائدہ دے۔ جبکہ تُو اپنے بچوں سے بھی مخلص نہیں۔ یہ تو تیرا ظاہر ہے مگر باطن میں تو ایسی گندی فلمیں دیکھتا ہے کیا اس طرح کا کام اپنے شیخ کے سامنے کر سکتا ہے؟۔ کیا تو

marfat.com

اس وقت اللہ جَلَّ شَانُہٗ کوغفور الرّحیم مانتا ہے؟ تو یہ تیری بھول ہے۔ غفور الرحیم اس کے لیے ہے جو بخشش چاہے۔ مگر تجھے بخشش مانگنے کی فرصت کب ملے گی۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تُو کب تک زندہ رہے گا۔ اگر تجھے ایسا کرنے پر انعام واکرام کی توقع ہے تو سمجھ لے کہ تجھ سے زیادہ بے حیا کوئی نہیں۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
اِذَ فَاتَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئتَ جب حیاء ہی نہ رہا تو جو چاہے مرضی کر۔

ذکر و فکر اور شکرِ خداوندی جَلَّ شَانُہٗ

اللہ جَلَّ شَانُہٗ اور اُس کے رسول ﷺ کی یاد اور ان نیک ہستیوں کا تذکرہ جن کے ظہور ولایت سے یہ عالم امکان زندہ و تابندہ ہے۔ مریدِ کامل کی زندگی جب اس تذکرے میں بسر ہونے لگے نہ صرف تذکرہ بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کا دھیان انہیں ہستیوں کے وجودِ مسعود کو مشعل راہ بنائے رُکھے اور ہمہ وقت ان کے فرامین اور خشیتِ الٰہی سے حرام و حلال میں تمیز اور قناعت پسندی والا دل، لالچ اور حرص سے پاک ضمیر میسر آجائے اور زندگی میں ذکر کی اہمیت اور اپنی فکرِ معاش کی بجائے مرشد کی ناراضگی اور مولا کریم کے احکامات کی پابندیوں میں کوتاہیوں کا فکر پیدا ہو جائے تو توبہ نصیب ہوتی ہے۔ جب توبہ نصیب ہوتی ہے تو رونے والا دل اور چھم چھم برسنے والی آنکھیں نصیب ہوتی ہیں۔ بس اسی کو حضوری کہتے ہیں۔ پھر یہ حضوری جب اپنے مرتبہ کمال کو پہنچتی ہے تو مقام فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور پھر فنافی اللہ نصیب ہو جاتے ہیں۔

marfat.com

مقامِ ولایت کیسے حاصل ہوتا ہے؟

ان سب مقامات کے طے کرنے میں سالوں گزر جاتے ہیں مگر صرف ایک ہی ذریعہ ایسا ہے جس سے سالوں کی بجائے مہینوں اور مہینوں کا سفر دنوں میں، دنوں کا سفر گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا سفر منٹوں میں اور پھر منٹوں کا سفر لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔ وہ ذریعہ اہل اللہ کی صحبت، رونے والے احباب، ذکر و فکر کی محلفیں، ان سب میں شیخِ کامل کی نگاہِ لطف و کرم سرفہرست ہے۔ مگر شیخِ کامل بھی جس پر نگاہِ کرم فرماتا ہے تو اُسے ان تمام منازل سے گزرنا پڑتا ہے۔ خواہ وہ مقام ولایت سے پہلے محنت شاقہ کے ذریعے گزرے، خواہ مقام ولایت ملنے کے بعد ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے عشق حقیقی میں اپنی جان گداز کرے۔ لیکن اگر شیخِ کامل اپنی نگاہِ لطف و کرم سے کامل مرید کو کچھ جلوے دکھا دے تو یہ بھی اُس کا امتحان ہے۔ اگر وہ مرید ان جلووں میں گم ہو گیا اور متلاشی بن گیا اور صحبت مرشد نصیب ہوگئی بار بار حاضری کوچہ محبوب نصیب ہوگئی تو سمجھ لے کہ اسے دکھ میں بھی سکھ ملے گا۔ تکلیف میں بھی راحت نصیب ہوگی۔ خوف اور غم اس کے ساتھی بن جائیں گے۔ بڑی سے بڑی آزمائش سے اُسے لطف و لذت محسوس ہوگی۔ بلکہ وہ منتظر ہوگا کہ میرے شیخ نے عرصہ ہُوا مجھے کسی دُکھ میں مبتلا ہی نہیں کیا۔ کہیں مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے؟ لہٰذا ایسے مرید کو پھر یہ فکر لاحق ہوگی اور ہونی بھی چاہئے۔ وہ پھر توبہ کرے گا پھر روئے گا چلائے گا مگر کسی کو معلوم نہیں ہونے دے گا۔ پھر دوبارہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔ مگر اسے اللہ کی خفیہ تدبیر سے پھر بھی ڈرتے ہی رہنا

marfat.com

چاہئے کیوں کہ وہ شانِ بے نیازی کا مالک ہے۔ شیخِ کامل کے ذریعے مرید سے سب کچھ لے بھی سکتا ہے۔ دوبارہ عطا بھی کرسکتا ہے۔ مختصر یہ کہ مریدِ کامل مردے بھی زندہ کرنے لگ جائے، پانی پر چلنے لگ جائے تب بھی غرور و تکبر اور تمام اخلاق رذیلہ سے بچتا رہے ورنہ شیخِ کامل سے دُور ہو جائے گا اور اللہ کی خفیہ تدبیر غالب آ جائے گی۔ وہ عابد، وہ زاہد، وہ متقی، وہ اللہ کا نیک بندہ بھی تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس کا آخری حل یہی ہے کہ بندہ اپنی کوشش اور طلب میں ہمیشہ اپنے شیخ کے دامن سے وابستہ رہے تاکہ یہ سفر با آسانی طے ہو سکے۔

شکر خداوندی جَلَّ شَانُہٗ کیسے ادا کریں؟

مریدِ کامل اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کی تمام نعمتوں کا ہمیشہ شکر ادا کرتا رہے۔ نہ صرف زبان سے بلکہ سر سجدے میں رکھ کر ایک ایک نعمت کا ذکر کرے اور اعتراف کرے۔ سورۃ رحمٰن میں خالقِ کائنات نے تمام نعمتوں کو یاد کرنیکا اور شکر بجالانے اور بغیر کسی استحقاق کے نعمتوں کے مل جانے پہ شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ اگر تم شکر گزار بن جاؤ گے تو تمہیں زیادہ دوں گا۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ بات بات پر ناشکری کرتے ہیں۔ کبھی روزی کے نہ ہونے کی، کبھی بیماری کا شکوہ، کبھی ہمسائیوں کے ناروا سلوک کا شکوہ، کبھی گورنمنٹ اور سیاست دانوں کا شکوہ۔ میرے بھائی! یہ سب کچھ تو تجھے قناعت پسند بنانے کے لیے ہے۔ مگر تو شکووں میں پڑ گیا۔ یہی تو تیری ریاضتیں ہیں۔ یہی مجاہدے ہیں اور تیرا شیخ تو تجھے اگلی منزل پہ

marfat.com

فائز کرنے کے لیے ایسے حالات سے گزارتا ہے۔ یہ گلے شکوے تیرے لیے جائز نہیں
۔ یہ تو عوام کی باتیں ہیں۔ حقوق کی باتیں عوام کی ہیں۔ تجھ پر تو فرائض لازم ہیں۔
تیرا کوئی استحقاق نہیں ہے۔ یہی تیری خام خیالی ہے۔ کیا تو غلام ہو کر اپنا حق مانگتا ہے؟
یہ بتا تیرا ہے ہی کیا؟ یہ سب کچھ تو تیرے شیخ کا ہے۔ تُو تو بِک چکا ہے۔ میرے
بھائی! یہ سب باتیں تجھے اس وقت سوچنی تھیں جب تو بیعت ہو رہا تھا۔ جب اپنا تن،
من، دھن سب کچھ لٹانے کیلئے بِک رہا تھا۔ مگر اب تجھے کیا ہو گیا ہے، تو کیوں بھول گیا؟
تُو عوام کی باتوں کو کیوں اپنا رہا ہے۔

صاحبِ حضوری اور مقامِ صبر و رضاء

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

ایک کانٹا بھی تجھے چبھے تو تیری سرکار ﷺ کی نگاہِ لطف و کرم سے تیرے گناہ
معاف ہوتے ہیں، تیرے درجے بلند ہوتے ہیں، تجھے اجرِ عظیم عطا کیا جاتا ہے۔
میرے بھائی! یہ تو ایک کانٹا ہے جو تجھے عشق میں ناکام بنا رہا ہے۔ مگر تجھ سے تو شیخِ
کامل نے شمع کی طرح جلنا مانگا ہے تاکہ تو اوروں کو روشن کرے مگر خود جلتا رہے۔
میرے بھائی! یہ سب کچھ صاحبِ حضوری کے کھاتے میں ہے سوچ تو صحیح کہ تیرا مقام و
مرتبہ اتنا بڑا لیکن خون دینے کے وقت گھبراتا ہے۔ پھر یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کرتا ہے
کہ یہ تو ان لوگوں کے کام تھے ہم اس قابل کہاں؟ میرے بھائی واقعی ہم اس قابل نہیں

marfat.com

ہیں۔کیا ہم اس قابل بننا بھی نہیں چاہتے؟ اگر واقعی ہم اس قابل بننا نہیں چاہتے تو پھر
حضوری مانگ کر شرم سے آنکھیں کیوں نہیں جھکتیں۔ میرے بھائی حضوری اتنی بڑی
نعمت ہے جس کے لیے سینہ بے کینہ چاہئے۔صبر و رضا کے متحمل دل اور ذکر و فکر والی
زبان اور تمام اخلاقِ حسنہ سے مزین بدن اور اَخلاق رذیلا سے بچنے والی کوشش درکار
ہے۔چاہے یہ مرتبہ پہلے حاصل کرلو چاہے بعد میں دونوں صورتوں میں ان مراحل سے
گزرنا پڑتا ہے۔ اکثر مریدین یہ مثالیں دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے کوئی عبادتیں،
مجاہدے، ریاضتیں نہیں کیں مگر شیخِ کامل نے ایک ہی توجہ سے مقام بالا تک پہنچا دیا یہ
سب تیری ایک نگاہ کی بات ہے میری زندگی کا سوال ہے وغیرہ وغیرہ۔

میرے بھائی! یہ سب باتیں دُرست ہیں۔ چور کو بھی قطب بنایا گیا۔ گناہ
گاروں کو بھی مقام بالا تک پہنچایا گیا۔اس میں کوئی شک نہیں۔مگر کیا تمہیں ان مقامات
پر پہنچنے والوں کے بعد کے واقعات یاد ہیں۔میرے بھائی! تمہیں اُن کی کیا خبر۔تو
حقیقت میں جاہل ہے، عالم نہیں۔ جب تُو عالمِ باعمل بن جائے گا تجھے کتابوں کی
محتاجی نہیں رہے گی۔ تجھے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی محتاجی نہیں رہے گی۔تُو خود
ایک یونیورسٹی بن جائے گا۔ پیاسے تجھ سے سیراب ہوں گے اور کتنے دل تجھ سے شاد
ہوں گے مگر شرط ان مراحل سے گزرنا ہی ہے۔میرے بھائی! کیا شیخِ کامل ایک مرید
کو مشکل میں پھنستا دیکھ کر آبدیدہ نہیں ہوتے؟ کیا اُس کی آزمائش میں کامیابی کی دُعا
نہیں کرتے؟ اللہ جلّ شانہٗ کے نبی حضرت محمد ﷺ بھی اپنے نواسے کے امتحان کے

marfat.com

لیے ہمیشہ کامیابی اور استقامت کی دُعا مانگتے تھے۔ اس طرح حضرت امام حسن علیہ السلام بھی اپنے چھوٹے بھائی کی استقامت کی دُعا مانگتے تھے۔ کیا تجھے معلوم نہیں؟ اللہ کے نبی ﷺ اگر چاہتے تو یہ مصائب نہ آتے مگر سچ پوچھئے تو حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ سے مانگا بھی خود ہی تھا یہ اس مولیٰ جَلَّ شَانُہٗ کا بہت بڑا انعام تھا۔ جو ذبحِ عظیم کی عملی تفسیر بنا۔ جو قربانی اسماعیل علیہ السلام کی بجائے میدانِ کربلا میں کائنات کی سب سے بڑی قربانی قرار پایا اور ناز و نعم کے بعد اتنی بڑی آزمائش کا آنا اور برداشت کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس واقعے کو گہرائی میں جا کر سوچ کہ کیا تُو بغیر کسی تکلیف اور آزمائش کے اتنا بڑا مقام و مرتبہ مانگتا ہے۔ اے بھائی! تیاری کر، کمر باندھ پھر دیکھ یہ سارے دکھ تجھے سکھ دیں گے۔ یہی زندگی تو ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر دنیا طلبی میں گزار رہا ہے پھر تجھے خود تلاش کرے گی۔ مگر تیری پرواز بہت اونچی ہوگی۔ زندگی تجھ سے گزرنے کی بھیک مانگے گی مگر تو اپنے مالک و مولا کے عشق میں اتنا فنا ہو جائے گا کہ تجھے اس کی پکار سننے کی فرصت نہیں ہوگی۔

اے مریدِ کامل! جاگ اور دیکھ کہ تیرے لیے کیا کچھ ہے؟ یہ سب کائنات تیری ہے اور تیری مِلک ہے۔ تجھے اس ربِ جَلَّ شَانُہٗ نے مالک بنایا ہے مگر تو دُنیا کو اپنا مالک سمجھ رہا ہے۔ ہوش سے کام لے۔ دیکھ تیرے لیے انمول خلعتیں ہوں گی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی معیت ہوگی اور اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا دیدار ہوگا۔ تیرے لیے سونا جاگنا ایک برابر ہو جائے گا۔ تیرا آنکھیں بند کرنا اور کھولنا ایک جیسا ہو جائے گا، تیرا بولنا اور نہ

marfat.com

بولنا ایک جیسا ہوگا۔ تُو اس خالقِ کائنات کا مظہر ہوگا۔ تجھ سے لوگ رہنمائی پائیں گے۔ تجھے لوگ ڈھونڈیں گے۔ مگر تو لوگوں سے چُھپے گا۔ دولت تیرے قدموں کی دھول ہوگی اور تمام کائنات تیری باندی ہوگی۔ جب چاہے گا جو چاہے گا تجھے ملے گا مگر تیری چاہت بھی اس کی چاہت بن چکی ہوگی۔ پھر تو دائمی بن جائے گا اور حیات طیبہ پا کرتو باقی ہو جائے گا۔

مرشد کے حضور حاضری اور مقامِ رضا

شیخِ کامل کی رضا پر راضی رہنا دنیا کے تمام مسائل کے باوجود اپنے فرائض کی بجاوری میں لگے رہنا اور استقامت کی طلب میں شیخِ کامل کی بارگاہ میں بار بار حاضر رہنا مریدِ کامل کی انتہائی بڑی ذمہ داری ہے ورنہ درجہء کمال تک پہنچنا تو در کنار، دربارِ مرشد سے دھتکار دیا جاتا ہے اور پہلے پہل حاضری دِنوں بعد نصیب ہوتی تھی پھر مہینوں بعد نصیب ہوگی پھر مہینوں سے سالوں تک اور سالوں سے تادمِ مرگ اور مسائل میں پھنسنے تک بلاآخر ٹھکانہ مرشدِ کامل کا دربارِ گوہر بار ہی ہے۔ مریدِ کامل کو چاہئے کہ حاضری میں وقفہ بڑھتے ہی اللہ کی بارگاہ میں توجہ کرے اے مالک و مولا میرے گناہوں کی نحوست نے میرے دل کو سیاہ کر دیا تیرے ولیوں کی بارگاہ میں حاضری کی نعمت سے محروم ہوتا جا رہا ہوں۔ پہلے حالت یہ تھی کہ قرض لے کر بھی زادِ راہ کا بندوبست کرتا تھا مگر جب آسودگی ہوگئی تو شیخِ کامل کی حاضری سے بے نیاز ہوگیا اور اس خیال میں مبتلا ہوگیا کہ جیسے میرے شیخ راضی ہیں۔ میں بھی راضی ہوں۔ جب

marfat.com

چاہیں گے بلالیں گے۔ اگر کبھی شیخ نے فرمایا بیٹے بہت دیر بعد آئے خیریت تو تھی تو
جھٹ اپنے شیخ کو قصور وار بنا دیا۔ سارا الزام شیخ پر لگا دیا اور خود بچ گئے۔ سرکار آپ
بلاتے تو ہم آتے۔ آپ نے بلایا ہی نہیں لہٰذا ہم آئے ہی نہیں۔ افسوس! اتنی بڑی
جسارت اور وہ بھی اپنے شیخ کی بارگاہ میں جہاں فرشتے ادب کا پاس رکھتے ہیں اور شیخ
کامل کتنے تحمل سے صرف اتنا فرماتے ہیں بیٹا ہم بہت اُداس ہو گئے تھے۔ میرے
بھائی! اچھی طرح جان لو اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی آپ شیخ کے بلائے بغیر نہیں
آتے۔ مگر کیا یہ بھول گیا کہ تیرے گناہوں کی نحوست نے تیرے دل کو سیاہ کر دیا اور
تجھے اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے اپنے ولیوں کی بارگاہ سے دُور کر دیا اور تجھے دی ہوئی توفیق واپس
لے لی ہے تو اپنی قسمت پر نادم کیوں نہیں ہوتا؟ تجھے ذرا بھر بھی شرم نہیں آتی۔ تجھے
اپنے محاسبے کی فکر نہیں کہ تو غلام کہلاتا ہے کہ میں فلاں شیخِ کامل کا خادم ہوں، تُو سوچ تو
سہی کیا خدمت کرتا ہے۔ تیرا تو کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ تو تجھے تیرے شیخ کی بدولت ملا
، ان کی دعاؤں کا صدقہ ملا۔ کیوں کہ وہ تجھے دنیاوی مسائل میں بھی دیکھنا پسند نہیں
کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تُو شاید اپنی مرضی سے ادھر آ جائے اور اس نعمت کا طالب بن
جائے جو تجھے تیری منزل کے طور پر عطا تو کر دی گئی ہے مگر تُو اس کا متحمل نہیں ہے۔ لہٰذا
وہ تیری امانت بطور امانت ہی پڑی ہے۔ جب تجھے اس نعمت کے لیے دل کو عرش بنانا آ
جائے گا پھر تجھے دکھلایا جائے گا کہ یہ تیرا حصہ ہے مگر اس کی کچھ جھلک تجھے کبھی کبھی
خوابوں میں آشکار کی جاتی ہے مگر تو اس کی قدر نہیں کرتا اور دُنیا میں رہ کر دُنیا سے باہر

marfat.com

نکلنا نہیں سیکھتا۔ اولاد میں رہ کر اولاد سے باہر نہیں نکلتا، معاشرے میں رہ کر معاشرے سے باہر نہیں نکلتا۔ کسی بڑی نعمت کو دیکھنے کے لیے بڑی آنکھیں درکار ہیں۔ جیسے پوری زمین کو دیکھنے کے لیے یا تو اسے چھوٹا کیا جائے یا پھر تیری آنکھوں کو بڑا کیا جائے۔ دونوں میں سے ایک اصول لازمی اپنایا جائے گا۔ اب تمہاری مرضی آنکھوں کو بڑا کر لو یا زمین کو چھوٹا کر لو کچھ تو کرو۔

خدمت کسے کہتے ہیں؟ اور اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہیں؟

میرے بھائی! یہ جو تو بظاہر اپنے شیخ کی خدمت کر رہا حقیقت میں وہ تیری خدمت کر رہے ہیں۔ مگر چونکہ تو اپنے شیخ سے بڑا ہے تیرا گمان ہے کہ یہ بیچارے چونکہ کوئی کاروبار نہیں کرتے ہمیشہ اپنے رب کی بارگاہ میں ذکر و فکر میں مصروف رہتے ہیں لہٰذا ان کی خدمت کرنی چاہئے۔ میرے بھائی یہ تیری خام خیالی ہے۔ تجھے کیا معلوم ان کا راز کیا ہے۔ تو نے کبھی غور کیا جو تو چند ٹکے پیش کر کے لوگوں کے سامنے اتراتا ہے تیرے دل میں تکبر و غرور پیدا ہوتا ہے میں نے اپنے شیخ کے لیے یہ کیا، میں نے اپنے خرچے پر اپنے شیخ کو بلایا ورنہ تم کبھی زیادت نہ کر سکتے۔ میں نے لنگر کا اہتمام کیا۔ میرے بھائی! یہ سب تیری بھول ہے۔ کبھی کبھی تُو یہ بھی کہتا ہے نہیں بھائی نہیں یہ سب تو سرکار ہی کا ہے میرا تو کچھ بھی نہیں۔ میری اولاد بھی سرکار کی، میرا سارا کاروبار بھی سرکار کا۔ میرے بھائی یہ تیری خوش فہمی ہے۔ یہ تو اپنے گمان میں اپنے دل کو تسلی دے رہا ہے۔ کبھی سوچا کہ تیرے شیخ کیا کر رہے ہیں؟ ان کا مشن کیا ہے؟ ان کے

marfat.com

معاملات کیا ہے؟ ان کے پاس رزق کہاں سے آتا ہے؟۔ میرے بھائی تیری نظر
صرف اور صرف لوگوں تک ہے کہ فلاں فلاں زیادہ خدمت کرتے ہیں یہ بھی تیری
بھول ہے۔ میرے بھائی! ذرا تصور تو کر کہ جو تو کہتا ہے وہ کس حد تک دُرست ہے؟۔
کبھی تنہائی میں سوچ جب تو مرید بنا اس وقت بظاہر اپنے مال و جان سے تو نے شیخ کی
کیا خدمت کی؟ اور اب تک تُو بظاہر جو نذرانے اور خدمت کرتا رہا سوچ کیا تیری اس
خدمت سے تیرے سرکار تیرے شیخِ کامل کا ایک دن کا خرچہ بھی پورا ہو سکتا ہے؟۔ تجھے
کیا معلوم کہ انہیں رزق کہاں سے ملتا ہے؟ وہ کیا کرتے ہیں؟ میرے بھائی اپنی
اصلاح کرنے کی کوشش کر۔ کیا بظاہر تو جو خدمت کرتا تھا اس میں پہلے کی نسبت کمی ہوئی
یا اضافہ؟ اگر کمی ہوئی ہے تو سمجھ لے یہ ساری باتیں جو بیان کی گئی ہیں ان میں سے کچھ
نہ کچھ تیرے دل کو ضرور متاثر کر رہی ہیں۔ تجھے چاہئے کہ اللہ کی بارگاہ میں معافی مانگے
اور اپنے شیخ سے صلح کر لے کہ تُو دُور ہوتا جا رہا ہے اور اگر تیری خدمت میں اضافہ ہو رہا
ان کے پاس جانے میں بار بار موقع نصیب ہُوا ہے تو جان لے کہ وہ تجھ سے راضی ہیں
مگر تیرے ذمّے اب اس سے بڑھ کر ذمہ داری آ گئی کہ تو اپنے اس مقام کو سنبھالنے
کی کوشش کر۔ اس کا اظہار کسی سے نہ کر۔ اس میں مزید ہمت سے کام لے۔ تجھے
چاہئے کہ اس بات کا بھی اللہ کریم جلّ شانُہٗ کی بارگاہ میں رو رو کر شکر ادا کرے کہ تیرے
شیخ نے تجھے اور تیرے پیسوں کو اس قابل سمجھا اور شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ ورنہ تجھے بھی
دوسروں کی طرح دُور کر دیا جاتا اور تجھ پر غریبی مسلط کر دی جاتی۔ تیرے رزق میں

marfat.com

اضافے کی بجائے کمی ہو جاتی۔ تیرے مال و دولت کی وجہ سے تجھے عبادت میں خلوص سے دُور کر رکھا گیا۔ میرے بھائی! کیا تُو نے کبھی اس بات کو سوچا جو تُو اکثر محفلوں میں کہتا ہے کہ میرا تو کچھ بھی نہیں میرا سب کچھ سرکار کا ہے میں بھی سرکار کا ہوں۔ میرے بھائی! خدا کے لیے اس بات کی حقیقت کو سوچ کہ تو کتنی بڑی بات کہتا ہے حالانکہ تُو اس بات کا متحمل نہیں۔ اگر کبھی سرکار تجھے اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے اذن سے ان چیزوں یعنی اولاد، مال اور جان میں سے کچھ لے لیں تو تیرا چہرہ لٹک جاتا ہے اور تو ہزاروں ایسی بے صبری والی باتیں کر جاتا ہے جو تجھے دین سے اور دُور کر دیتی ہیں۔ حالانکہ تجھے تو اپنی بات پر قائم رہنا چاہئے تھا۔ تجھے اپنے قول کا پابند ہونا چاہئے تھا۔ مصائب و آلام میں صبر کرتے اُف بھی نہ کرتے پھر دیکھتے کہ اس کا صلہ کیا ملتا۔ سرکارِ دو عالم شہنشاہ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص پر دو دن مسلسل فاقہ آیا اور اس نے صبر و تحمل سے برداشت کر لیا اور کسی سے اس بات کا تذکرہ نہ کیا تو اللہ جَلَّ شَانُہٗ اس کیلئے ایک سال کی روزی بغیر کسی کاروبار کے اپنے ذمے لے لیتے ہیں اور اپنے خزانہ غیب سے اس کیلئے اسباب پیدا فرماتے ہیں۔

یہ دُکھ درد کی برکھا بندے
دین ہے تیرے داتا کی
شکرِ نعمت بھی کرتا جا
اور دامن بھی پھیلاتا جا

marfat.com

حُبِّ جاہ، پردہ پوشی اور صلح

اے میرے بھائی! منصب پر فائز ہونا بہت بڑی آزمائش کا نام ہے۔ اگر سرکار کیطرف سے تجھے کسی منصب پر فائز کر دیا گیا ہے تو تجھے اور زیادہ ڈرنا چاہیے۔ کیوں کہ پہلے تجھے کچھ ڈھیل دی جا سکتی تھی مگر اب تو ذمہ دار ہے تجھ سے تیرے منصب کے مطابق برتاؤ ہوگا۔ **سید القوم خادمھم** قوم کا سردار ہی قوم کا خادم ہوتا ہے۔ میرے بھائی جسے سرداری دی جاتی ہے حقیقت میں تو وہ خادم ہوتا ہے۔ خادم کا نام ہی خدمت کرنے والا ہے تو پھر یہ باتیں ہمارے دل سے کب نکلیں گی؟۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں آپ اپنے پیر بھائیوں کی کیا خدمت کرتے ہیں؟ عوام کی کیا خدمت کرتے ہیں؟ دُکھی انسانوں کی کیا خدمت کرتے ہیں؟ روزانہ اپنا محاسبہ کریں۔ کتنے دلوں کو دکھاتے ہیں؟ کتنے دلوں کو توڑتے ہیں؟ کتنے لوگوں کو اپنے منصب کی وجہ سے ڈانٹ پلاتے ہیں؟ کتنے بے قصور لوگوں کے ساتھ ذرا سی بات پر ناراض ہو کر مہینوں نہیں بولتے؟ بلکہ ہر محفل میں اس کا تذکرہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کرتے ہیں۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کے عیوب کا پتہ چل جائے اور وہ بھی اس سے نفرت کریں۔ میرے بھائی! اگر کسی میں عیب دیکھے تو اس طرح چھپائے جسے ماں اپنے مجرم بیٹے کو پولیس کے ڈر سے چھپاتی ہے۔ اپنے گمان کو بہتر بنا لے، اپنی سوچ کو مثبت بنا لے۔ اگر بدگمانی میں پڑا رہا تو سمجھ لے تجھ سا جاہل کوئی نہیں۔ دوسروں کے عیوب تلاش کرتا رہا پھر تو لوگوں کی اصلاح کیسے کرے گا؟ دو بھائی جھگڑتے ہوں تو ان کے فیصلے کو حق کے

marfat.com

ساتھ کروانا بہت مشکل ہے۔ عدل وانصاف کے لیے عدالتیں موجود ہیں۔ میرے بھائی! تیری ذمہ داری عدل وانصاف کی نہیں۔ بلکہ تجھے فضل وکرم کی خیرات ملی ہے تو اس خیرات کو تقسیم کر۔ تمام قصور اپنے ذمے لے لے اور دونوں کی صلح کروادے اس میں دیکھ کہ زیادہ درگزر کرنے والا کون ہے؟ اگر ایک بھی ایسا مل جائے تو فوراً اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دے اور اسے اس بات پر آمادہ کرے کہ اپنے بھائی کو منالے۔ اپنے حلقہء احباب کی تربیت ہی اس طرح کر کہ انہیں اپنے فرائض سمجھ آجائیں۔ اگر کوئی حق مانگتا ہے تو اپنی کوشش کر دیکھ۔ لیکن اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ تجھے ناانصافی کرنے والا کہا جائے گا۔ تجھے پھر بھی صبر سے کام لینا پڑے گا۔ لیکن اگر تو اپنے بھائیوں کی شکایت کرے گا تو حقیقت میں یہ تیری اپنی شکایت ہوگی کہ تو ان کی اصلاح نہیں کرسکا۔ لہٰذا اب تو اپنے بھائی کی اپنے شیخ کی بارگاہ میں شکایت کرے گا تو ظاہر ہے جب ایک انگلی کا اشارہ اپنے اس بھائی کی طرف کرے گا کہ یہ ایسا ہے اس نے یہ کیا، یہ اتنا بُرا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو یاد رکھ تیرے اپنے ہاتھ کی تین انگلیاں واپس تیری طرف اشارہ کررہی ہوتی ہے اور زبان حال سے شیخ کی طرف سے تجھے کہا جارہا ہوتا ہے کہ اس میں تین گنا قصور تمہارا اپنا ہے۔ کہ یہ بچے یہ بھائی تیرے ملک تھے۔ تُو نے اپنے اَخلاق سے اپنا اتنا گرویدہ کیوں نہ بنالیا کہ یہ تیری بات کو مانتے اور تجھے افسوس کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔

حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر فرات کے کنارے ایک بکری بھوکی رہ گئی تو

marfat.com

قیامت کے دن مجھ سے اس کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔ اے مریدِ صادق، اے صاحب حضوری اب ذرا سوچ تو نے اپنے کردار کو کیسے پایا؟ کیا تو واقعی اس قابل ہے جو تجھے تیرے شیخ کی بارگاہ سے ملا کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ میں فلاں کے پاس چل کے گیا مگر اس نے میری عزت نہیں کی۔

عزّت کسے کہتے ہیں اور کیسے حاصل ہوتی ہے؟

میرے بھائی! عزت کہہ کر نہیں کروائی جاتی۔ بلکہ عزت ہوتی ہی وہ ہے کہ بغیر کہے دوسرا آدمی آپ سے اتنا متاثر ہو چکا ہو کہ آپ کو آتا دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو جائے اور آپ کے سامنے ہاتھ باندھ دے اور معافی کا طلب گار بن جائے لیکن یہ مقام کب ملے گا جب تو اپنے شیخ کی دی ہوئی نعمت کی قدر کرے گا اس کے مطابق اپنے دل کی کھیتی تیار کرے گا۔ اس میں بروقت ہل چلائے گا اور وقت پر پانی دے اور خالص بیج بوئے گا پھر اس کی رکھوائی ہر موسم میں اپنی استطاعت کے مطابق کرتا رہے گا۔ پھر انشاء اللہ وقت آنے پر ضرور پھل ملے گا۔ اب فیصلہ تجھ پر کہ تو نے کیسی کھیتی تیار کی۔ کیا تیرے دل میں عشق الٰہی، عشق سرکارِ دو عالم ﷺ کے سوز گداز اور تیرے شیخ کی نظر عنایت نے وہ زخم لگا دیئے ہیں جو تیرے دل کے آبگینے کو توڑ کر چورا چورا کر چکے ہوں اور اس کے ٹوٹنے سے (خواہ وہ ہجر و فراق میں ٹوٹے خواہ جلوۂ جاناں میں مست الست ہو کر ٹوٹے) کیا تیرے دل کی کھیتی تیری آنکھوں کے پانی سے سیراب ہو چکی ہے؟ اور اس میں تو نے اپنے خلوص کے خالص چھانٹے ہوئے بیج بو دیئے ہیں؟ اور

marfat.com

زمانے کے مصائب اَخلاق رذیلہ سے اس کھیتی کا حفاظتی بند باندھا ہے؟ اگر تو ایسا کر چکا ہے تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ ذی شعور تیری عزت نہ کرے بلکہ جاہل سے جاہل بھی تیرے قدموں میں پڑ جائے گا۔ کیونکہ اس وقت تو کسی کا نہیں ہوگا صرف اپنے مالک ومولا کا سچا بندہ ہوگا۔ تجھے شانِ بے نیازی کا مالک بنا دیا گیا ہوگیا۔ اے میرے بھائی! اگر کوئی تیری عزت نہیں کرتا مت بھول کہ وہ بے حد گندہ ہے، وہ جاہل ہے، تیرے شیخ کامل کی نگاہ میں اُس کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی تیری۔ شیخِ کامل کے پیار پر بھی کبھی فخر نہ کر بلکہ ڈرتا رہ۔ کیونکہ یہ اس طرح پیار کر کے بھی آزماتے ہیں۔ تُو اپنے گمان میں یہ سمجھتا ہے کہ میں تو سرکار کا بیٹا ہوں۔ میرے بھائی! بیٹا بننے کے لیے ہی تو قربانیاں دی جاتی ہیں۔ ورنہ مریدین تو سبھی بیٹے ہی ہوتے ہیں۔ مگر جو قربانیاں دینے والے ہوتے ہیں وہ احسن طریقے سے منزل پا لیتے ہیں۔ جو بیٹے بن کر بھی چوں چراں کرتے ہیں یعنی بے صبری میں گلے شکوے کرتے ہیں وہ بظاہر تو واقعی بیٹے ہوتے ہیں حقیقت میں ادنیٰ مریدین سے بھی گھٹیا ہوتے ہیں۔ اہل اللہ اپنے مریدین سے بیٹوں کی طرح ہی پیار کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ سبھی سرکار کے پیارے ہوتے ہیں۔ پھر ہم بھی اسی طرح سبھی سے پیار کرنے لگ جائیں تو پھر انقلاب آ جائے گا اور سبھی اپنے مقام ومرتبے پر آسانی سے فائز ہو جائیں گے۔ مگر چونکہ مالکِ حقیقی نے عالم اسباب میں ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں اس کی مشیت کے مطابق لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کے مطابق اچھے اور برے کو جانچنا ہے۔ یہ اللہ کریم

marfat.com

جلّ شانہٗ کا فیصلہ ہے حالانکہ وہ چاہتے تو سبھی کو نیک بنا دیتے، سبھی کو جنتی بنا دیتے، سبھی کو اپنا مقرب بنا لیتے۔ مگر اسے متقی بھی پسند ہیں، گناہ گار بھی پسند ہیں بشرطیکہ توبہ کرنے والے ہوں اور شیخِ کامل نے بھی اپنے مریدین کے دو بڑے گروپ بنائے ہوتے ہیں۔ ایک اچھا اور دوسرا برا۔ مگر یہ دونوں گروہ خوش قسمت ہیں کیوں کہ ان کے لجپال لاج رکھتے ہیں ان کی تربیت کرتے رہتے ہیں۔ مشکلات میں رہنمائی کرتے ہیں۔ بظاہر عبادات و وظائف میں مشغول کر کے مگر تکالیف و مصائب کے انبار لگا کر منزل سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔ میرے بھائی! اگر کوئی تجھے تیری طلب کے مطابق اپنے پاس موجود کوئی چیز نہیں دیتا تو کتنا برانگیختہ ہوتا ہے، کتنا بے صبرا ہو کر اپنے ہی پیر بھائی کی مذمت کرتا ہے اور بار بار افسوس کرتا ہے۔ یار وہ سبھی سے ایسا کر لیتا مگر کم از کم وہ مجھے انکار نہ کرتا۔ اس نے مجھے سمجھا ہی نہیں۔ میرے مقام کو دیکھا ہی نہیں۔ چلیں اور کچھ نہ دیکھتا یہ تو دیکھتا کہ میرے سر پر اس کے پیر کی دستار ہے۔ افسوس کہ اس نے مرشدِ کامل کی دستار کا بھی احترام نہیں کیا۔ میرے بھائی! اتنا ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ جب تو نے یہ منزل اختیار کر لی ہے تو اب خاموش رہ۔ اگر اس طرح واویلا کرے گا تو یہ سوچ کہ تیرے شیخ اگر چاہتے تو اس سے عزت کرواتے۔ اب تیرے شیخِ کامل کی مرضی ہی تیری آزمائش تھی لیکن تُو حبِّ جاہ کے لیے کتنا حریص ہے۔ تجھے اس سے کیا سروکار کہ تیری دستار کی عزت نہیں ہوئی۔ تجھے کیا معلوم کہ اگر تو خاموش رہے گا تو تو اپنے شیخِ کامل کی سنت ادا کرے گا اور مقام بالا پر جلد فائز ہو گا۔ ورنہ عام مریدوں کی طرح تو

marfat.com

بھی ایڑیاں رگڑتا رہے گا۔ محفل میں تجھے جس جگہ بٹھا دیا جائے بیٹھ جا۔ تیرے دل میں
یہ سوال کیوں پیدا ہوتا ہے کہ مجھے میری اصل جگہ پر نہیں بٹھایا گیا۔ میرے مقام
مرتبے کے مطابق، میری اوقات کے مطابق میری جگہ فرنٹ لائن میں تھی بلکہ سرکار کے
زیادہ قریب تھی۔ میرے بھائی! تجھے معلوم ہونا چاہئے قربِ سلطان آتش سوزاں ہو
اور دُنیاوی اعتبار سے بھی اگر کبھی ایکسڈنٹ ہو جائے تو فرنٹ سیٹ والے زیادہ زخمی
ہوتے ہیں اور اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ میرے اندر قوتِ برداشت موجود ہے تو پھر بھی تیری
خام خیالی ہے اور اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ فلاں فلاں سے میرا مقام اونچا ہے میرا حق زیاد
بنتا ہے۔ تب بھی تو خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ اپنے دل سے حبِ جاہ یعنی مرتبے کی محبت
نکال پھینک۔ مرتبہ پانے کے باوجود ہر وقت تیار رہ کسی وقت بھی تیرا مرتبہ چھن سکتا ہے
۔ تجھے ذلیل ورسوا کیا جا سکتا ہے۔ تو اپنے مرشد کی شانِ بے نیازی کو کیوں بھول جاتا
ہے۔ میرے بھائی اگر تو اپنے آپ کو واقعی غلام سمجھتا ہے تو پھر دوری میں حضوری کو سمجھتے
ہوئے اس بات پر بھی عمل کر کہ شیخ مجھے دیکھ رہے ہیں کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا
ہے اور یہ سوچ کر چپ کر جا کہ یہ سارا سلوک تیرے شیخ کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ پھر
دیکھ تجھے اس ناروا سلوک سے کیا ملتا ہے۔ خاموش ہو جا اپنی زبان بند کر اور دل کو تھام
کہ دل میں بھی افسوس پیدا نہ ہو۔ دوسرے سے حسد پیدا نہ ہو بلکہ دوسروں کو دُعا دے
کیوں کہ اس کے صلے میں تجھے جو نعمت ملنے والی ہے اُس نعمت کو دلانے کا سبب بھی تو
وہی لوگ بنے جو تجھ سے ناروا سلوک کرتے ہیں۔ سفر وحضر میں بھی اس بات کا دھیان

marfat.com

رکھ، یہ سوچ کہ تو خود سفر نہیں کر رہا تجھے تیرے شیخِ کامل مسافر بنا کر بھیج رہے ہیں۔ تُو ان کا غلام ہے، غلام کا نام بھی غلام ہی ہوتا ہے۔ غلام کی پسند بھی آقا کی پسند ہوتی ہے۔ غلام کی خواہش آقا کی خواہش ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا استاد میرا غلام ہے۔ جس نے بتایا کہ غلامی کس کو کہتے ہیں۔

دنیا آزمائش کا گھر ہے۔

اے میرے بھائی! اب اَخلاقِ رذیلا اور اَخلاقِ حسنہ کی فہرست حاضر خدمت ہے۔ اگر ممکن ہو تو ان پر عمل پیرا ہو جا ورنہ شیخ کامل نے تجھے ایسا بنانا ہی ہے چاہے تو خود کو تیار کر لے اور کوشش شروع کر دے اور چاہے تو آرام سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جا۔ پھر مصائب و آلام کیلئے تیار ہو جا۔ اگر امتحان میں بیٹھنے والے کو معلوم ہو کہ پرچے میں یہ سوالات موجود ہیں۔ ممکن ہے وہ تیاری کرنے کی کچھ نہ کچھ کوشش کر ہی لے۔ لہٰذا وہ پاس ہونے کے لیے کچھ نمبر تو حاصل کر ہی لے گا اور آسانی سے خوشدلی سے امتحان کو گلے لگائے گا اور اگر امتحان دینے والے کو پرچے میں آنے والے سوالات بتا دیئے جائیں اور وہ تیاری جان بوجھ کر نہ کرے تو یقیناً وہ کمرۂ امتحان میں دھڑکتے دل سے داخل ہوگا اور جاہل ہونے کی صورت میں شور کرے گا، روئے گا، چلّائے گا۔ مگر پھر بھی اسے اس مرحلے سے گزرنا پڑے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ مرشدِ کامل سفارشی بنیاد پر پاس کروا دے گا۔ مگر وہ پیپر کا مرحلہ یعنی دنیا کی زندگی کے مصائب و آلام بندے کو انتہائی پریشان کرتے ہیں اور بندہ تا دم زیست بے چین رہتا ہے۔ چونکہ اسے معلوم

marfat.com

نہیں ہوتا کہ اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں ۔ وہ اس دنیا میں کس لیے بھیجا گیا۔ مجھے اُمید ہے کہ اس راہ کے متلاشی میری بات ضرور سمجھ جائیں گے۔

اے میرے بھائی ! یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ ان سارے مصائب سے بچنے کیلئے بہتر ہے کہ بندہ بیعت ہی نہ ہو۔ میرے بھائی ! یہ اتنا اہم سوال ہے کہ تیری زندگی کا دارومدار ہی اس سوال پر ہے ۔ اگر تو آخرت چاہتا ہے تو بیعت ہو کر اہل اللہ سے پیار کرنے والا بن جا۔ وہ نیکی اور بدی دونوں صورتوں میں تجھے منزل تک پہنچا دیں گے۔ نیکی کی صورت میں تو اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوگا اور برائیوں کی بھرمار کی وجہ سے دُنیا کی زندگی میں ایڑیاں رگڑتا ہُوا شیخِ کامل کی نگاہِ لطف وعنایت سے کامیاب ہو جائے گا۔ ہاں ! مصائب وآلام تو نیکوں کیلئے بھی ہیں چونکہ وہ اس پرچے کے سوالات سے واقف ہیں ، اہل عمل ہیں ، اہلِ ذکر ہیں لہٰذا یہ مصائب و آلام ان کے ساتھی بن جاتے ہیں اور دکھوں میں بھی وہ دیدار کی لذت سے خوشی خوشی کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ اُنہیں معلوم ہوتا ہے کہ مفلسی اور فاقے میں صبر کا دامن نہیں چھوڑنا۔ آسودگی میں شکر بجا لانا ہے۔

......☆......

marfat.com

حقوق و فرائض کیا ہیں؟

یہ وہ سوالات ہیں جن کی کوشش ہمارے ذمہ ہے۔ کسی آدمی میں ان اوصاف کا بدرجہ اتم موجود ہونا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں۔ مرشدِ کامل اپنے مقرب مریدین کو یہ تمام اوصاف اپنی نگاہِ لطف و عنایت سے عطا فرماتے ہیں۔

اَخلاقِ حسنہ:

۱۔ ذکر	۲۔ توبہ	۳۔ شکر	۴۔ قناعت
۵۔ صبر	۶۔ توکل	۷۔ فکر	۸۔ عشق
۹۔ رضا	۱۰۔ رجاء	۱۱۔ امر بالمعروف	۱۲۔ نہی عن المنکر
۱۳۔ احسان	۱۴۔ استقامت	۱۵۔ رحمدلی	۱۶۔ سخاوت
۱۷۔ پردہ پوشی	۱۸۔ بھوک	۱۹۔ عبادت	۲۰۔ قرب کی چاہت
۲۱۔ محبت	۲۲۔ صدقہ خیرات	۲۳۔ حلال	۲۴۔ مناجات
۲۵۔ خوفِ خدا	۲۶۔ حلم بردباری	۲۷۔ حصولِ علم	۲۸۔ عمل
۲۹۔ سلامتی	۳۰۔ ایمان و یقین	۳۱۔ ادب	۳۲۔ عبرت
۳۳۔ نصیحت	۳۴۔ وعدہ پورا کرنا	۳۵۔ امانت کا پاس	۳۶۔ فرائض کی ادائیگی
۳۷۔ ندامت	۳۸۔ خاموشی	۳۹۔ حزن	۴۰۔ رونا

marfat.com

۴۱۔غناءالنفس ۴۲۔دائمی نماز ۴۳۔حُسنِ ظن ۴۴۔غلامی

اَخلاقِ رذیلہ

۱۔عجب	۲۔حسد	۳۔بغض	۴۔کینہ
۵۔غصہ	۶۔تکبر	۷۔لالچ	۸۔حب جاہ
۹۔عجلت	۱۰۔تاخیر	۱۱۔غیبت	۱۲۔تہمت
۱۳۔ایذادینا	۱۴۔شرک	۱۵۔قطع تعلقی	۱۶۔جھوٹ
۱۷۔چغلی	۱۸۔حرام	۱۹۔بدنگاہی	۲۰۔حبِ دُنیا
۲۱۔ریاکاری	۲۲۔خوشامد	۲۳۔نفس کی بری خصلتیں	۲۴۔شیاطین کا شر
۲۵۔سازشوں سے اُنس	۲۶۔انا	۲۷۔اسراف	

اے میرے بھائی! یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے کیا دنیا میں معاملات اس کے مطابق ہی انجام نہیں ہورہے۔ کیا فطرت اَخلاقِ حسنہ کو اپنے اور اپنے حلقہء احباب سے کے لیے پسند نہیں کرتی؟ یہ تو انسانی فطرت ہے۔ کیا بُرے اَخلاق سے بچنے کیلئے تو روزانہ دُعا نہیں کرتا؟ کیا اللہ کی پناہ نہیں مانگتا؟ کیا تُو ان شرور سے بچنے کے لیے اپنے شیخِ کامل کے پاس دُعا کیلئے نہیں جاتا؟ معلوم ہُوا یہ سب کچھ دُرست ہے اور دُنیا دارالعمل ہے۔ لہٰذا بندے کو ان مراحل سے ہر صورت گزرنا ہی ہے۔ خواہ وہ مرید ہے یا نہیں۔ یہ تو تمام نسلِ آدم علیہ السلام کے لیے امتحان کا نام ہے۔ زندگی نام ہی امتحان کا ہے۔ اگرچہ ہم اس امتحان کے قابل نہیں مگر جب اپنے شیخِ کامل سے وابستہ رہیں گے تو

marfat.com

ان شاء اللہ امتحان تو پھر بھی ہوگا مگر جو واقعی اپنا سب کچھ سرکار کے قدموں میں نچھاور کر چکا ہوگا اور ہر حکم کی تابعداری کیلئے تیار ہوگا، سچا خادم ہوگا، واقعی غلام ہوگا تو پھر اس کے صلے میں اُس کی سوچ واقعی اس قدر بہتر ہو جائے گی کہ وہ اٹھتا بیٹھا، سوتا جاگتا ہر حال میں اپنے شیخِ کامل کی رضا پر راضی ہوگا۔ پھر اُسے یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیا ہم اپنے شیخ سے دُعا بھی نہیں کروا سکتے؟ کیا ہم اپنے شیخ کو مشکل میں نہیں پکار سکتے؟ کیا ہم اپنے دکھ اپنے شیخ کو نہیں سنا سکتے؟۔

ہم طریقت میں کونسی منزل پر ہیں؟

میرے بھائی یہ سوالات تو عام بندوں کیلئے ہیں۔ تُو کیوں بھول رہا ہے کہ تو اپنے قول کے مطابق اپنے شیخ کی رضا میں راضی ہے۔ تُو خادم ہے تو غلام ہے تیرا کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ تیرے شیخ کے نام لگ چکا ہے۔ میرے بھائی اگر تو اس حقیقت سے واقف ہو گیا ہے تو پھر تیری سوچ نفسِ امارہ سے نفسِ لوامہ اور نفسِ لوامہ سے نفسِ ملہمہ پھر نفس ملہمہ سے نفسِ مطمئنہ اور نفسِ مطمئنہ سے نفس راضیہ بن جائے گی۔ پھر نفسِ راضیہ کو مرضیہ سے بدل دیا جائے گا۔

نفسِ امّارہ: نفس امارہ بُرائی پر اُکساتا ہے۔ تمام اَخلاقِ رذیلہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ یعنی تکبر، غرور، غیبت، چغلی، انا، لالچ، جھوٹ، قطع رحمی اور قطع تعلقی وغیرہ۔ ایسے لوگوں کے خواب اس طرح کے ہوتے ہیں۔ کبھی وہ سانپ دیکھتے ہیں، کبھی کتا دیکھتے ہیں، کبھی

marfat.com

درندوں کو دیکھتے ہیں۔ کبھی چوروں ڈاکوؤں کو دیکھتے ہیں تو کبھی لڑائی جھگڑے دیکھتے ہیں تو کبھی غلاظتیں، فلمیں، ڈرامے، شراب و کباب اور دیگر بری محفلیں ان کے خواب ہوتی ہیں۔

نفسِ لوّامہ: نفسِ امارہ کے بعد نفسِ لوامہ کا درجہ ہے۔ یعنی ملامت کرنے والا نفس۔ جب مرید اپنے آپ کو ملامت کرنا شروع کر دیتا ہے۔ تنہائی میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے معافی مانگتا ہے۔ اسے اپنا ایک ایک گناہ یاد آنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ آخری مقام نفسِ مطمئنہ سے راضیہ تک پہنچنے کے بعد بھی اسے اپنے گناہ نظر آ رہے ہوتے ہیں لیکن اُن گناہوں کی حیثیت یہ ہوتی ہے کہ اگر اُن گناہوں کا ارتکاب عام آدمی کرے تو وہ اس کیلئے عبادت کا درجہ رکھتے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ نفسِ امارہ آخر تک بندے کے ساتھ ہے۔ اس کے درجے اور مقام و مرتبے کے مطابق ہے ایک مثال حاضر خدمت ہے: کہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی دکان کے نہ جلنے پر الحمد للہ کہا تو آواز آئی اے سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ تو اتنا خود غرض ہو گیا ہے کہ آس پاس کی ساری دکانیں جل گئیں تمہیں اُن کا دکھ نہیں ہُوا۔ اپنی دوکان کے بچنے پر شکر ادا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ سنتے ہی آپ پہ خوفِ الٰہی طاری ہو گیا اور چالیس سال تک اپنے اس گناہ کی معافی مانگتے رہے۔

marfat.com

انبیاء علیہم السلام کا خوفِ الٰہی جَلَّ شَانُہٗ سے رونا

اِسی طرح انبیاء علیہم السلام سے ایسے واقعات سرزد ہوئے ہیں۔ مگر ہم انہیں گناہ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن انبیاء کرام خشیتِ الٰہی میں اس قدر بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ تمام تر مقامات کے باوجود عاجزی، انکساری اور بارگاہ ایزدی میں رونا نہیں چھوڑتے۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام گھاس کھا کر زندگی گزارتے رہے اور اتنا روتے کہ آدمی تصور نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح حضرت داوٗد علیہ السلام کا تذکرہ ملتا ہے۔ جس جگہ روتے تھے گھاس اُگ آتی۔ یعنی آنسوؤں سے جگہ تر ہو جاتی اور گھاس کی فصل اُگ آتی۔ حضرت نوح علیہ السلام اتنا روتے کہ آپ کا لقب نوح رکھ دیا گیا۔ نوحہ سے نوح یعنی بہت زیادہ رونے والا۔ دوسرے انبیاء کا ذکر اپنی جگہ خود ہمارے پیارے نبی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روتے کہ آنکھیں سوج جاتیں اور پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم عرض کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے "اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا" کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟۔ بے شمار ایسی روایات موجود ہیں۔ خلفائے راشدین بھی اتنا روتے کہ آپ کبھی ان کی زندگیوں کا مطالعہ تو کر کے دیکھیں۔ اِسی طرح دوسرے صحابہؓ، پھر تابعینؒ، پھر آئمہ کرامؒ، پھر اولیاء عظامؒ مگر میرے بھائی ذرا سوچ تو کتنا روتا ہے۔ تیرا گریہ وزاری کرنا تو کسی کھاتے میں بھی نہیں۔ میرے بھائی تو حضوری چاہتا ہے تو ساتھ یہ چیزیں بھی ملیں گی۔ مرشدِ کامل تو چاہتے ہیں کہ کوئی مانگنے والا ہو مگر اللہ کی قسم کوئی صدقِ دل سے مانگ کر تو دیکھے یہ کیا کچھ عطا

marfat.com

نہیں کرتے ۔ میرے بھائی سارے جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں۔مرشدِ کامل جب یہ دیکھتا ہے کہ میرا یہ مرید اس کا متحمل ہے تو اُسے بن مانگے ہی عطا کر دیتا ہے۔اسی لیے تو اکثر آپ فرمایا کرتے ہیں:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

جلوہ طور تو موجود ہے کوئی موسیٰ ہی نہیں

مرید اگر محنت جاری رکھتا ہے تو نفسِ لوامہ میں ہوتا ہے اور اگر محنت چھوڑ دے تو پھر واپس نفسِ امارہ میں آ جاتا ہے۔

نفسِ ملہمہ: اے میرے بھائی! نفسِ لوامہ کے بعد یہی نفس ملہمہ بن جاتا ہے۔ یعنی نیکی کا حکم دیتا ہے ہر نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ پھر مرشدِ کامل کی نگاہِ لطف و کرم عطا ہوتی ہے اور بغیر سوچے سمجھے نیک کام سرزد ہونے لگتے ہیں۔مخلوقِ خدا فیضیاب ہوتی ہے،لوگ شاد ہوتے ہیں۔ مگر اس بندے کے لیے بھی طعن و تشنیع عام ہوتا ہے۔ اسے بھی کوئی اچھا جانتا ہے اور کوئی اچھا نہیں جانتا۔ اگر اس منزل پر نفس ملہمہ کو ذرا بھر بھی خیال آ گیا کہ میں تو نیک کام کر رہا ہوں مگر میرے لیے یہ رکاوٹیں کیوں ہیں۔ یا فلاں فلاں میرے لیے بُرا سوچتا ہے۔تب بھی پکڑ مرید صادق کی ہوتی ہے اور نفس ملہمہ سے واپس نفسِ لوامہ تک لے جایا جاتا ہے۔

ایک آدمی نے ستر سال عبادت کی۔اس کے بعد اللہ جلّ شانُہٗ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کی، وہ فوراً پوری نہ ہوئی۔ چنانچہ اس نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ تو

marfat.com

اتنی عبادت کر کے بھی مولا کریم جلِّ شانہٗ کے لائق نہ ہُوا۔ افسوس! تو گندہ ہے، کتنا بُرا ہے، تجھے کون منہ لگائے؟ جب تیرا خدا بھی تجھ سے راضی نہ ہُوا۔ اتنے میں ایک فرشتہ حاضرِ خدمت ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے اے بندے تیرے یہ کلمات جو تو نے اپنے نفس کو ملامت کرنے کے لیے کہے ہیں اللہ ربُّ العزت کو تیری ستر سال کی عبادت سے زیادہ پسند آئے ہیں۔

بہر حال نفسِ لوامہ سے ملہمہ تک کا سفر بھی اسی طرح مشکل ترین ہے۔ مگر شیخ کامل کی نگاہ کرم سے یہ بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اے میرے بھائی! جب یہ نفس ملہمہ ترقی کرتا ہے اور اس مالک و مولا کو پسند آ جاتا ہے اُسکی مخلوق کی خدمت میں واقعی حقیقی معنوں میں دلی طور پر پیار کرتا ہے۔ مخلوق کا خادم بن جاتا ہے۔ ہر دکھی دل کا سہارا بن جاتا ہے۔ ہر اچھے اور بُرے کو اپنا بنالیتا ہے اور اُس کی تربیت کے لیے رات دن کوشاں رہتا ہے اور اللہ جل شانہ کے حضور رات بھر سجدے میں گزار دیتا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اُس کی مقبولیت بڑھ جاتی ہے۔ کیوں کہ سرکار دو عالم ﷺ بھی اپنی اُمت کے غم میں روتے رہتے تھے۔ اب جب نفسِ ملہمہ پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے تو سرکار دو عالم ﷺ اپنا فیض جاری فرماتے ہیں اور اسے اپنے مقرب بندوں میں شامل کر لیتے ہیں اور اپنی معیت عطا فرماتے ہیں۔ اسی کو حضوری کہتے ہیں۔

نفسِ مطمئنہ:۔ اے میرے بھائی! جب نفس ملہمہ ترقی کرتا ہے تو پھر نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ یعنی اس کے قلب اطہر پر شیاطین کا وار نہیں چلتا۔ وہ شخص چونکہ

marfat.com

صاحبِ حضوری ہوتا ہے اس کے مرشدِ کامل ہمہ وقت اس کی رہنمائی کے لیے اس کے
ساتھ ہوتے ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی معیت کی وجہ سے شیطان اور اس کا اپنا نفس
اسے واپس نہیں لا سکتے۔ جب تک کہ شیخِ کامل کی مرضی نہ ہو۔ ہاں اگر آزمائش مقصود
ہو تو کسی بھی مقام سے واپس لا کر رسوائی اور ذلت کے گڑھے میں پھینک دیا جاتا ہے۔
یہ بات تو مریدِ صادق کو دل کی دھڑکن کی طرح بیدار رکھے تب جا کے مریدِ صادق ان
مقامات سے گزرتا ہے۔

پھر نفسِ مطمئنہ ادب و احترام سے کہہ سکتا ہے کہ میں تو اپنے مرشد کا خادم
ہوں اور غلام ہوں۔ میرا تو کچھ بھی نہیں ہے، میرا مال، میری اولاد میرا سب کچھ میرے
مرشد کا ہے اور اسی مقام پر جب مریدِ صادق یہ بات کہتا ہے تو اسے زبان سے کہنے کی
حاجت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے کردار اپنے اعمال سے کر کے دکھاتا ہے۔ خالی باتیں
کرنے کے لیے اس کے پاس فرصت ہی کہاں ہوتی ہے۔ پھر وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ مجھے
اپنے مرشد سے بہت پیار ہے۔

اے میرے بھائی! جب نفسِ مطمئنہ کمال پر پہنچتا ہے تو پھر راضیہ بن جاتا ہے۔ معنی
سے عیاں ہے کہ مطمئن ہونا بمعنی سکون و اطمینان ہے۔ یعنی مریدِ صادق اپنے نفع و
نقصان پر حالتِ سکون میں رہے۔ زبان پر رنج والم کے الفاظ نہ لائے۔ بلکہ سراپائے
صبر و رضا بننے کی کوشش کرے۔

نفسِ راضیّہ :۔ اے میرے بھائی! جب نفسِ مطمئنہ کے بعد راضیہ بنتا ہے تو اس

marfat.com

سے مراد وہ کیفیت ہے جسے منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے تختہ ءدار پر لٹک کر یا امام عالی مقام علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے میدان کربلا میں کر دکھایا۔ یہی مقامِ رضا ہے جس پر بڑے بڑے اولیاء فائز ہونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر یہ مالک کی مرضی ہے جسے چاہے عطا فرما دے۔ کیونکہ اس مقام کا وعدہ چونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی بندہ اس مقام کو طے کر بھی لیتا ہے تو پھر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھوڑوں کے پاؤں سے لگی ہوئی دھول کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

نفسِ مرضیّہ :۔ پھر ایک وقت یہ آتا ہے جب نفسِ راضیہ اس قدر راضی ہوتا ہے کہ مصیبتوں اور غموں کے پہاڑ بھی ٹوٹ جائیں تو بجائے پریشان ہونے کے مسکراتا ہے۔ جب مسکراتا ہے تو اللہ کریم کو اتنا پیارا لگتا ہے کہ وہ اس کو مرضیّہ بنا دیتا ہے۔ پھر جا کے بندہ حقیقی معنوں میں اس قابل ہوتا ہے۔

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

مگر بندے کی رضا سوائے رضائے الٰہی کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ پھر بندہ اپنے مالک و مولا کا دیدار بھی کرتا ہے مگر اُن آنکھوں سے جو اس مقام پر عطا کی جاتی ہیں۔ وہ آنکھیں کیا ہیں ہم کیا جانیں۔ ہم تو فقط نفسِ امارہ کے بندے ہیں۔ ہمیں کیا معلوم یہ مقامات کیا ہیں۔ ہماری کیا مجال کہ ہم ان مقامات کا سوچ بھی سکیں۔ مگر چونکہ اپنے شیخ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہیں۔ یہی اک اُمید ہے دُعا کریں اللہ کریم اس اُمید پر

marfat.com

استقامت عطا فرمائے اور جو لکھا ہے اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ الفاظ جو بغیر کسی سوچے سمجھے اسلوب کے تحریر تو کر دیئے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

لالچ حرص:

اے میرے بھائی ! ارشادِ باری تعالیٰ ہے قُوْ اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَاراً تم سب اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیتِ مقدسہ سے واضح ہے کہ اپنی ذات کے علاوہ اہلِ خانہ کی ذمہ داری بھی تم پر ہے۔ اگر زندگی کے ہر شعبے کو دیکھا جائے تو اُس میں اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اہلِ خانہ کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اہلخانہ کے ہی اصرار پر بندہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے۔ حدیثِ رسول مقبول ﷺ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ بندہ خود تو بہت نیک ہوگا مگر اُس کی اولاد، اُس کے والدین اور اس کے احباب اُسے حرام پر مجبور کر دیں گے۔ وہی کاروبار ہوتا ہے جس سے آدمی رزقِ حلال کما رہا ہوتا ہے مگر کچھ حالات ہی ایسے ہو جاتے ہیں کہ اچھے بھلے نیک لوگ بھی بڑے بڑے مقامات پر فائز بھی مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔ چونکہ ہمیں اسلامی ماحول نہیں ملا ہوتا، مرشدِ کریم کی صحبت بھی میسر نہیں ہوتی لہٰذا بندہ تھوڑی سی لا پرائی سے حرام میں پڑ جاتا ہے۔ وہی شخص اپنے شیخِ کامل کی بارگاہ میں حاضری کیلئے جاتا تھا مگر اب جانے کی کوشش تو کرتا ہے مگر کاروبارِ زندگی میں اتنی مصروفیت ہے اور مہنگائی بھی آڑے آ جاتی ہے۔ روزی میں کمی ہو چکی ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ کمی بھی اپنی کوتاہیوں سے ہوئی ہوتی ہے۔ پہلے

marfat.com

تھوڑے پیسوں میں بھی برکت تھی مگراب زیادہ ہونے کے باوجود برکت اُٹھ گئی۔ وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ میں پہلے بھی تحریر کر چکا ہوں جو شخص اپنے مرشد کی کرم نوازیوں اور نگاہِ لطف وکرم کی پرواہ نہیں کرتا حالانکہ اُس کے شب وروز دیدارِ مرشد میں گزر رہے ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ اپنے شیخ کی عنایت کی قدر نہیں کر رہا ہوتا۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے شیخ کی خدمت سے محروم کر دیتا ہے کیونکہ اُسے روزی میں تنگی نظر آنے لگتی ہے اور واقعی دوسرے مسائل کا شکار ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ کوچہ محبوب سے دُور کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پہلے وہ کچھ نہ کچھ حیا کرتا تھا مگر کوچہ محبوب سے دُور ہوتے ہیں کھل کر حرام میں پڑھ جاتا ہے پھر اُسے یہ تمیز نہیں رہتی کہ میں کیا کر رہا ہوں؟ پھر ایک وقت یہ بھی آتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو حرام جانتا ہے مگر کچھ کر نہیں سکتا کیونکہ اس کے سامنے گھریلو زندگی، والدین اور اولاد کی مجبوریاں ہوتی ہیں۔

اے میرے بھائی! تھوڑی دیر کیلئے سوچ کیا تو اُس وزیر کی طرح لالچ میں نہیں پڑ گیا جسے بادشاہ نے بہترین چیز لانے کا حکم دیا۔ یہ حکم بہت سے لوگوں کیلئے تھا۔ وزیر بھی بہترین چیز کی تلاش میں نکلا۔ اُس کی نظر چرواہے کی بکریوں میں سے ایک بکری کے گلے میں لعل بدخشاں پر پڑی۔ وزیر نے بھولے بھالے چرواہے سے بکری خریدی۔ لیکن چرواہے نے لعل بدخشاں والی گانی بکری کے گلے سے اُتار لی۔ وزیر نے بڑی منت سماجت کی۔ مگر چرواہے نے کہا پہلے میرے ساتھ شام تک بکریاں چراؤ پھر

marfat.com

شام کو بتاؤں گا کہ تجھے یہ گانی دوں گا یا نہیں ۔ چنانچہ وزیر نے سوچا یہاں کونسا کوئی دیکھ رہا ہے ۔ ہے تو دل کو سمجھانے والی بات ، بادشاہ سے انعام بھی تو پانا ہے ۔ چنانچہ وہ شام تک چرواہے کے ساتھ بکریاں چراتا ہے مگر شام کو چرواہا پھر انکار کر دیتا ہے ۔ آخر وزیر نے پھر اصرار شروع کیا ۔ بڑی منت سماجت کی ۔ چنانچہ وہ چرواہا کہنے لگا ایک شرط ہے اگر تم وہ پوری کر دو گے تو میں یہ گانی تمہیں دے دوں گا ۔ وزیر تیار ہو گیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کیا شرط ہے؟ چرواہے نے کہا اُس بکری کا دودھ میں ایک برتن میں نکالوں گا جسے میرا کتا پیئے گا ۔ اگر تم وہ دودھ اُسی برتن میں کتے کے ساتھ پی لو گے تو یہ گانی تمہاری ۔ چنانچہ وزیر جھٹ سے تیار ہو گیا ۔ دل ہی دل میں کہنے لگا یہاں کونسا کوئی دیکھ رہا ہے ۔ چنانچہ چرواہے نے دودھ نکالا اور کتے نے پینا شروع کیا اور ساتھ ہی اُس وزیر نے پینا شروع کیا تو وہ چرواہا بولا اے شخص تو کچھ تو حیا کر ، تو اتنا لالچی ہو گیا ہے کہ تجھے اپنے مولا کا بھی یقین نہ رہا ۔ (تجھے شرم آنی چاہئے تو اپنے مرشد کو بھی بھول گیا) ۔ کہاں گیا تیرا وہ یقین ؟ کہاں تیرا توکل ؟ تو دُنیا کا گھٹیا انسان ہے ۔ تجھے کیا معلوم میں کون ہوں ۔ میں تیری آزمائش کے لیے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی طرف سے بھیجا ہُوا ایک فرشتہ ہوں ۔

اسی طرح تین آدمیوں کو دو سونے کی اینٹیں ملیں ۔ اب تقسیم کا مرحلہ آیا تو دو آدمیوں نے تیسرے کو بازار کھانا لانے کیلئے بھیج دیا ۔ وہ جب بازار گیا ، کھانا خریدا تو دل میں خیال آیا کہ دونوں کو کھانے میں زہر ملا کر مار دوں اور دونوں اینٹیں اکیلا ہی

marfat.com

رکھ لوں گا۔ چنانچہ اُس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اُدھر اُن دونوں آدمیوں نے پلان کے مطابق تیسرے کو آتے ہی جان سے مار دیا اور بڑے مزے سے کھانا کھانے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد اُن کی حالت غیر ہوگئی اور وہ دنوں بھی مر گئے۔ حالانکہ وہ تینوں بیچارے مسافر تھے۔ جب بندہ اپنے مرشد کے سائے میں رہتا ہے تو اسے قناعت نصیب ہوتی ہے۔ پھر تھوڑا بھی بہت نظر آنے لگتا ہے۔ کیونکہ شیخِ کامل کی صحبت اسے دین سے قریب کر دیتی ہے اور وہ اپنے پیارے نبی سرکارِ دو جہاں ﷺ کی زندگی اور سادگی کو اپناتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات کا مطالعہ کرتا ہے۔ بزرگانِ دین کی سیرت کا مطالعہ کرتا ہے۔ آخر وہ ان معاملات کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور قناعت پسند بن جاتا ہے۔

قناعت پسندی:

ایک مرتبہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ میں کچھ دیکھا تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا بیٹی تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج روٹی پکائی تھی۔ جب کھانے لگی تو تنہا کھا نہ سکی، سوچا اپنے پیارے ابا جان ﷺ کا حصہ لے جاؤں چنانچہ یہ ٹکڑا آپ ﷺ کھا لیں۔ اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے وہ ٹکڑا تناول فرمایا اور فرمایا اے میری بیٹی اللہ کی قسم تیرے باپ کے پیٹ میں یہ ٹکڑا تین روز کے فاقے کے بعد گیا ہے۔

اے میرے بھائی! ہم سرکارِ دو عالم ﷺ کے اُمتی ہیں۔ نام کے مسلمان

marfat.com

ہیں۔تھوڑا سا بھی سوچ لیں تو شرم سے مر جائیں گے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدہ کائنات نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے اور علیؓ کے پاس مینڈھے کی ایک کھال ہے جسے ہم زمین پر بچھا کر رات کو سو جاتے ہیں اور صبح کو اس کھال پر اونٹ کیلئے چارہ ڈال دیتے ہیں۔

ریاکاری شرکِ خفی ہے۔

اے میرے بھائی ! اب بتاؤ یہ سب کچھ پڑھ کر ہمیں رونا نہ آئے تو اور کیا کریں۔ہم اتنے گناہ گار ہیں۔ہم اتنے ناشکرے ہیں جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔کیا ہم مسلمان کہلانے کے حق دار ہیں؟ کیا ہم اپنے ظاہری و باطنی اعمال کے پیشِ نظر بخشش کے مستحق نظر آتے ہیں؟ کیا کبھی ہم نے اللہ جل شانہ کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کی؟۔کیا ہم نے یہ عہد کیا کہ آج کے بعد بھوکے تو مر جائیں گے مگر حرام نہیں کھائیں گے، حرام نہیں دیکھیں گے، حرام نہیں پہنیں گے، حرام نہیں سنیں گے۔ تھوڑی سی توجہ کر کے سوچو ہم مریدِ صادق ہیں یا ہم نے یہ لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔دوسروں کے سامنے لمبی دُعائیں کرتے ہیں جب کہ تنہائی میں کبھی ایک منٹ کیلئے بھی سربسجود نہ ہوئے۔لوگوں کے سامنے پوری نماز پڑھتے ہیں جبکہ گھر میں آدھی بھی نہیں پڑھتے۔ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں جبکہ گھر میں حجرے میں بیٹھ کر مختصر سے سجدے کرتے ہیں۔پھر اپنی زبان سے لوگوں کے سامنے اعتراف بھی کرتے ہیں کہ ہم

marfat.com

تو نماز نہیں ٹکریں مارتے ہیں۔

میرے بھائی! یہ تو لوگوں کے سامنے عاجزی کا اظہار کیا۔ مگر کیا کبھی اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے حضور بھی اس طرح کے الفاظ کہہ کر تنہائی میں معافی مانگی؟۔ لوگوں کے سامنے شادی بیاہ میں اگر کھڑے ہو کر کھانا کھانا پڑ جاتا ہے تو بڑے انداز میں ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں وہاں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرامین کی لمبی لسٹ سامنے آ جاتی ہے۔ اگرچہ تمام فرامین برحق ہیں مگر کیا کبھی گھر میں یا تنہائی میں سوچا کہ میں کھڑا ہو کر کھانا کیوں کھا رہا ہوں؟ حالانکہ تیرا معمول ہے تو منہ میں کچھ نہ کچھ رکھ کر ہمیشہ جانوروں کی طرح چرتا رہتا ہے۔ بجائے اس کے کہ تیری زبان پر ذکر اللہ جاری ہو تجھے کھانے سے فرصت ہی نہیں ملتی۔

اے بھائی! مسلمان تو وہ تھے جو اپنی ذات کے لیے پانی کا گھڑا دھوپ سے اُٹھا کر چھاؤں میں رکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ مبادا نفسانی خواہش کے تابع نہ ہو جائیں۔ ٹھنڈے پانی کو ترستے مگر نفس کو شیطان کے شکنجے سے نکالنے کے باوجود تنہا نہ چھوڑتے۔ ہمیشہ اس نفس پر خود غالب رہتے۔ جبکہ ہم تو نفس کے بندے ہیں۔ خدا کے بندوں کا لباس ضرور پہن رکھا ہے۔ ہمارے دل میں کیسے وہ نُور کے پیکر سمائیں ہم نے تو اپنے دل کو صنم خانہ بنایا ہُوا ہے۔ کہیں اولاد کی محبت، کہیں دُنیا کی محبت اور کہیں عشق مجازی کی مجلسیں۔ بتاؤ کیا ہمارا دل اس قابل ہے کہ اس میں جلوہ گریِ مصطفےٰ ﷺ ہو یا مرشد کریم جلوہ افروز ہوں یا ہمیں حضوری نصیب ہو۔ میرے بھائی اگر تو واقعی خلوصِ نیت سے نیک بننا چاہتا ہے، صاحبِ حضوری بننا چاہتا ہے تو پھر اپنی کوششوں کا آغاز

marfat.com

توبہ سے کر اور اپنے ایک ایک گناہ کو یاد کر کے رو۔ پھر دیکھ اس سے آسان رستہ تجھے اور کوئی نہ ملے گا۔ اس کے صلے میں تجھ پر نگاہِ مرشد ضرور پڑے گی۔ تیرے لیے یہ رستہ اور بھی آسان ہو جائے گا، لمحوں میں طے ہو جائے گا۔ یقین جان سرکار اکثر فرمایا کرتے تھے:

بلھیا رب دا کی پاؤناں

ایتھوں پٹنا تے اُوتھے لاناں

یعنی دل کی اور سوچ کی سمت کو تبدیل کر دینے سے تمام مراحل خود بخود طے ہو جاتے ہیں۔

نعمتِ عظمیٰ کیسے ملتی ہے؟

اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تو ایسی کوشش بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے تو پکی پکائی ملنی چاہئے چلیں آپ کی بات مان لیتے ہیں ایسا ہی کرتے ہیں، تجھے پکی پکائی ہی دے دیتے ہیں۔ تیرے مرشدِ کامل کا ارشاد ہے بیٹا ہم جب کسی کو بیعت کرتے ہیں تو اُس کا حصہ اُسی وقت اُسے دے دیتے ہیں۔ اسے معدوم رکھتے ہیں، محفوظ رکھتے ہیں۔ پھر گاڑی چڑھا کر تالا لگا دیتے ہیں۔ اسے دنیا کا مسافر بنا دیتے ہیں۔ جب وہ اس نعمت کے مطابق بن جاتا ہے، اس کا اہل ہو جاتا ہے اور اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو گاڑی رکتی ہے اور وہ اپنے اسٹیشن پر اُتر جاتا ہے اور اپنے اصل مکان تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر جو اس کا متحمل نہیں ہوتا اسے اگر یہ نعمت دکھا دی جائے تو وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی

marfat.com

کھیتی اس قابل نہیں ہوتی ۔ اس کا ظرف اس کا متحمل نہیں ہوتا ۔ مثلاً چھوٹی ہانڈی میں سالن پکانے کیلئے کے لیے زیادہ سبزی ڈال دی جائے تو ابال آنے پر سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔

اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں ۔ نمونے کے طور پر حضرت باقی باﷲ رحمتہ اللہ علیہ کے نان بائی کا واقعہ بہت مشہور ہے ۔ وہ تین دن بے ہوش پڑا رہا بلآ خر فوت ہو گیا۔ اے میرے پیارے بھائی! تو اتنا بے صبرا کیوں بنتا ہے؟ اگر تیری پھر بھی یہی خواہش ہے کہ نہیں جی مجھے تو بس بغیر کچھ محنت کیے عطا کر دیں تو سن لے تجھے وہ نعمت دینے کیلئے مرشدِ کامل تیار ہیں مگر ایک سوال کا جواب دے، وہ سوال سن لے اور سوچ کر جواب دے، وہ سوال یہ ہے: کیا تو لطیف نعمت جو اُس خالقِ کائنات نے فرشتوں سے بھی پوشیدہ رکھی صرف ان سینوں کا انتخاب کیا جو انتہائی لطیف ہو چکے ہیں ۔ کیا تو چاہتا ہے کہ اس پاکیزہ چیز کو گندگی کے ڈھیر پر ڈال دیا جائے ؟ میرے بھائی یہ تو عام زندگی میں عام کھانے کی چیز کیلئے بھی گوارا نہیں کرے گا۔ پھر اتنی بڑی نعمت کو تو کیوں نہیں سمجھتا۔ عام زندگی میں اگر زہے نصیب تیرے مرشد کبھی تیرے گھر تشریف لے آئیں بتا اُن کے لیے تو کتنا بہترین بستر لگاتا ہے ۔ مگر حضوری کیلئے تو تجھے اپنے دل کو عرش بنانا ہے۔

اے میرے بھائی! اس کے باجود اگر تیرا پھر بھی یہی اصرار ہے کہ کیا مرشدِ کامل اس نعمت کیلئے اس گندگی کے ڈھیر کو لطافت میں نہیں بدل سکتے ؟ میرے بھائی !

marfat.com

بدل سکتے ہیں مگر تو اس کیلئے بھی تیار نہیں ہے۔ میرے سابقہ صفحات میں اس کا سارا جواب موجود ہے۔ اگر تو بار بار پڑھے گا، سوچے گا سمجھے گا تو ضرور مطمئن ہو جائے گا ورنہ بیمار آدمی کی طرح میٹھی چیز بھی کڑوی محسوس کرے گا۔ اے میرے بھائی! اب بھی اگر تو یہی اصرار کرتا ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ تو واقعی کچھ بھی نہ کر صرف حاضری شیخ کو مقدم جان اور خاموش ہو جا، گونگا بن جا اور جو دل چاہے کرتا رہ۔ مرشدِ کریم تجھے پھر بھی اس قابل بنا دیں گے۔ مگر اس کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں کیونکہ تیری تمام تر بے باکیاں اور مرشد کریم کی نگاہِ لطف و کرم سے تجھے ڈھیل دینا یہ بھی ان کے کرم پر منحصر ہے کہ وہ تجھے کب تک ڈھیل دیتے ہیں۔

چنانچہ اے میرے پیارے بھائی! اے مرشدِ کے چہیتے مرید! یہ اب تیری خدمت میں گزشتہ صفحات کا خلاصہ عرض کرتا ہوں اگر ممکن ہو تو اپنی سوچ کو اس کے مطابق تبدیل کر لے۔ اپنی کوشش تو کر کیونکہ آغاز میں ہر کام مشکل نظر آتا ہے مگر جب آدمی کوشش کرتا ہے تو اللہ کریم ارشاد فرمایا ہے: **وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا** اور وہ لوگ جو ہمارے لیے (ہمیں پانے کیلئے) کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیتے ہیں۔ اے میرے بھائی! مرشد کریم کے پاس ستر قسم کے راستے ہیں وہ جس مرید کے لیے چاہیں اُس کی طبیعت اور استطاعت کے مطابق اس راستے سے ہی گزارتے ہیں جو اس کے لیے آسان ہوتا ہے۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ارشاد ہے: **لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا** ہم کسی جان کو اس کی استطاعت (طاقت) سے

marfat.com

زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ یعنی اللہ کریم ہزار ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والے ہیں۔ بعض روایات میں ستر ماؤں کا بھی ذکر آیا ہے۔ میرے بھائی! یقین جان کوئی ایک ماں اپنے بچے کے لیے تو اس کے معمولی سر درد میں بیتاب ہو جاتی ہے تو خالقِ کائنات ہزار ماؤں سے بڑھ کر مخلوق سے پیار کرنے والے ہیں۔ پھر ذرا سوچ وہ قادرِ کریم جل شانہ کب کسی کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتا ہوگا۔ میرے بھائی! حقیقت یہ ہے کہ ہمیں دوزخ کے عذاب کا چونکہ علم ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھتے نہیں کہ یہ تکالیف ہمیں کیوں آتی ہیں۔ یہ تکالیف اور آزمائشیں کسی کے درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہیں، کسی کے گناہوں کا ازالہ بنتی ہیں، کسی کو قربِ خاص اور مقامِ رضا پر فائز کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ ساری تکلیفیں یقین جانیے دوزخ کی سب سے چھوٹی تکلیف کے مقابلے میں کروڑوں گنا چھوٹی ہیں۔ میرے بھائی! اتنا یقین جان کے مالکِ کائنات تیرا پروردگار تجھ سے اتنا پیار کرتا ہے اور اتنی جلدی تجھے اپنا بنا لیتا ہے کہ تو تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایک واقعہ حاضر خدمت ہے:

ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بارش کی دُعا کی درخواست کی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بارش کے لیے اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں التجا کی تو جواب ملا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنی اُمت کے ستر نیک لوگوں کو لے کر میدان میں جمع ہو کر دُعا کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر بارش نہ ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تو جواب ملا۔ ان ستر نیک بندوں میں ایک بندہ ایسا ہے جو فلاں فلاں گناہ کا مرتکب ہُوا ہے۔ جس

marfat.com

کی نحوست سے میں نے اُسے گناہ گاروں میں شمار کرلیا ہے۔اب اسے باہر نکال دو تو بارش برسادوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے جس بندے نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں وہ باہر نکل جائے ورنہ بارش نہ ہوگی۔ یہ سنتے ہی اُس گناہ گار شخص نے اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں دل ہی دل سے التجاء کی اور معافی مانگی۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ بارش برسنا شروع ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ ابھی تو تیرا گناہ گار بندہ ان بندوں میں سے باہر بھی نہ نکلا تھا، فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام میں نے اُس بندے سے اور اُس نے مجھ سے صلح کرلی ہے۔

خلاصہءِ تحریر

اے میرے بھائی، اے میرے عزیز! اب وہ باتیں جو تحریر کا خلاصہ ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ سمجھ اور عمل پیرا ہو۔ اللہ کریم تجھے اپنے مقبول بندوں میں شمار فرمائے اور نگاہِ مرشد نصیب ہو جائے۔

تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا رہ۔ تیرا یہ عمل زندگی کے کسی لمحے بھی تیرے دل سے دُور نہ ہو۔ اگر ذرہ بھر بھی تجھ سے کسی کا دل دکھایا گیا تو فوراً اُس سے بھی معافی مانگ اور ربّ کریم جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر معافی مانگ۔

اپنے مرشدِ کریم کی بارگاہ میں حاضری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے اور ہمہ وقت

marfat.com

بیتاب رہ۔ دُنیاوی مصروفیات تجھ پر غالب نہ ہوں۔

اگر تجھے اپنے شیخ کی بارگاہ میں کچھ پیش کرنے کی توفیق مل جائے تو اِس قدر شرمندہ ہوکر پیش کر گویا کہ تُو نے قرض لیا تھا۔ مگر تُو بروقت ادانہیں کرسکا۔ اب اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے تجھے توفیق عطا فرمادی ہے اور تُو پیش کرنا چاہتا ہے۔ تیرا انداز یہ ہونا چاہئے کہ لوگوں کو دکھاوا تُو دُور کی بات ہے تجھے خود بھی معلوم نہ ہو کہ تُو نے کیا پیش کیا ہے اور تیرے دل میں یہ خیال کبھی پیدا نہ ہو کہ میرے شیخ نے تو شاید دیکھا بھی نہیں کہ میں نے پیش کیا کیا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تُو شیخ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی پیش نہیں کرسکتا۔

روزانہ رات کے وقت تنہائیوں میں اپنی کوتاہیوں کی فہرست تیار کر کے اور خالقِ کائنات کے بے شمار احسانات کے نام لے کر غمی اور خوشی کے ملے جُلے جذبات میں اتنے آنسو بہا کہ تجھے سوز وگداز والے مقربین میں شمار کرلیا جائے اور یاد رکھ یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اگر تجھے رونا نصیب ہوگیا تو پھر سارے مقامات سے بے نیاز ہو جائے گا اور حضوری کی طلب بھی ختم ہو جائے گی کیونکہ تجھے جب سوز وگداز ملے گا تو تُو حضوری کی حقیقت سے بھی خود بخود واقف ہو جائے گا پھر تو کبھی دیدار کی تمنا بھی نہیں کرے گا بلکہ اِس قدر مطمئن ہو گا کہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

جو تکالیف اور مسائل تجھے پہنچیں اپنے شیخِ کامل کی طرف سے انعام تصور کر اور خندہ پیشانی سے ان مصائب اور آزمائشوں کو چوم کر ان میں کود جا اور ان سے پیار

marfat.com

کر کہ یہ تجھے تیرے شیخ نے تحفے میں دیئے ہیں۔ یہ تیرے نذرانوں اور تحائف کا صلہ ہے۔ اگر تو سمجھے، لیکن اگر تو اتنی سمجھ نہیں رکھتا تو پھر انہیں اپنے گناہوں کا مداوا ہی سمجھ لے۔

جسے ہو درد کا مزا وہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں
جانا ہے سر کو جا چکے تیرے قدموں سے دل اُٹھائے کیوں

زبان پر کسی بھی، دُکھ یا تکلیف، خوف یا غم کا شکوہ نہ لا۔ اگر تُو ایسا کرے گا تو سمجھ لے اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْف" عَلَیْھِمْ وَ لَاھُمْ یَحْزَنُوْن کی کیفیت سے تُو بے خبر ہے۔

تیرا اُٹھنا، بیٹھا تیرے مرشد کی رضا کے مطابق ہو جائے۔ تیرا دیکھنا عبادت ہو جائے اگر بد قسمتی سے گھر میں TV یا اس طرح کی تباہ کُن اشیاء موجود ہیں کوشش کر ان کو اپنے نفس کی طرح لگام دے۔ ان کا رُخ مدینے کی جانب موڑ دے اور ریموٹ کو اتنا کنڑول کر کہ کبھی بھولے سے بھی "مدنی چینل" کے علاوہ کسی اور چینل کا رُخ نہ کر۔ تیرا نفس تجھے خبروں کے بہانے تجھے غلط استعمال کر رہا ہے۔ ہوش کر سوچ، مگر یہ سوچ تب پیدا ہوگی جب تیرا ضمیر زندہ ہو جائے گا۔

کیا تُو اپنے گھر والوں کی مجبوریوں کو آڑے لائے گا؟ میرے بھائی تو آزاد ہے مجبور نہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجبور کسے کہتے ہیں؟ تو خود ٹھیک ہونے کی کوشش کر مگر گھر والوں کو مجبور نہ کر۔ کیوں کہ وہ ابھی ابتدائی قاعدے سے ہی واقف نہیں۔ اُن کی پیار پیار سے اصلاح کر، اُن پر جبر نہ کر۔

marfat.com

زرق حلال کہ طلب میں کوشاں رہ۔ اپنے اوپر خدا کا خوف طاری کر اور یہ تصور رکھ کہ تجھے تیرے مرشد، تیرے رسول ﷺ اور تیرے پروردگار کی نگاہِ لطف و کرم حاصل ہے۔ جو کام بھی کرنا ہے اُنہیں یاد کر کے کر، کھانا بھی کھائے تو دل میں خیالِ یار ہو۔ تمام اشیاء کی بھیک اپنے مرشد کے دربارِ گوہر بار سے مانگتا رہ۔ لیکن ادب کے ساتھ۔

اچھے اَخلاق کو اپنانے کی کوشش کر اور برے اَخلاق سے بچنے کی ہمت کر۔ اپنی زندگی میں ہمہ وقت انقلاب بپا کرنے کی کوشش کر۔ اہل اللہ سے اپنے معاملات میں آسانی کی دُعا کے لیے کثرت سے جایا کر۔

ایسی صحبتیں اختیار کر جہاں تجھے رونے والے ملیں۔ کیونکہ تجھے رقتِ قلبی رونے والوں ہی کی بارگاہ سے نصیب ہوگی۔ ایسے واقعات پڑھ جن میں اہل اللہ کے رونے کا تذکرہ ہو۔ اگر تو پڑھ نہیں سکتا تو کم از کم رونے والوں کے واقعات سن، پھر دیکھ تجھے سب کچھ پکا پکایا نہ ملے تو کہنا۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

……☆……

marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فکرِ آخرت

۱۔ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پرندے کو دیکھ کر فرمایا ''اے پرندے! کاش میں تمہاری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا''۔

۲۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ''کاش میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا گیا ہوتا''۔

۳۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے وفات کے بعد اُٹھایا نہ جائے''۔

۴۔ امیر المومنین حضرت سیدنا طلحہ اور امیر المومنین حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے ''کاش ہم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے''۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں ''کاش میں شیا منشا (بھولی بسری چیز) ہوتی''۔

۶۔ حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے ''کاش میں راکھ ہوتا''۔

۷۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ''کاش میں مینڈھا ہوتا جسے ذبح کر کے لوگ کھا جاتے اور شوربہ پی جاتے''۔

شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جلّ شانُہٗ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اتنا روتے

marfat.com

کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''جب سرکارِ دو عالم ﷺ روتے تو آپ ﷺ کے سینہء مبارکہ سے ایسے آواز پیدا ہوتی جیسے ہنڈیا پکنے کے دوران آواز پیدا ہوتی ہے''

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے'' کاش میں گھاس کی مانند ہوتا جسے جانور کھا جاتے''۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخرت کے لیے اتنا روتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں ایسی جگہ بنائی ہوئی تھی جہاں بیٹھتے اور تلاوتِ کلامِ پاک فرماتے اور اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کو یاد کرتے اور اتنا روتے کہ یہودی عورتیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی دیوار سے اپنے بچوں کو دکھاتیں اور کہتی دیکھو وہ شخص کتنا روتا ہے۔

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر
نہ کسی کے غم کا مذاق اُڑا
یہ مزاجِ عشقِ رسولؐ ہے
جسے چاہے جیسے نواز دے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو روتے دیکھا اور صرف دل میں خیال کیا کہ یہ ریا کاری کی وجہ سے روتا ہے۔ اِس کی سزا یہ ملی کہ عرصہ دس سال تک مجھ سے رونے والی نعمت چھین لی گئی۔

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کو بھیک مانگتے

marfat.com

ہوئے دیکھا۔صرف دل میں خیال آیا کہ یہ شخص اچھا بھلا ہے،صحت مند بھی ہے مگر پھر بھی مانگنے سے باز نہیں آتا۔حالانکہ یہ مستحق بھی نہیں ہے۔رات کے وقت جب حاضری دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے۔میں نے وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''اے جنید!تو نے بدگمانی کیوں کی جاؤ اُس فقیر سے معافی مانگو وہ تمہیں فلاں جگہ ملے گا۔چنانچہ آپؒ اُس جگہ تشریف لے گئے وہ دیکھتے ہی کہنے لگا'' بتاؤ آئندہ ایسا گمان کرو گے؟ یہ سنتے ہی آپؒ نے اُس سے معافی مانگی اور آئندہ ایسا کرنے سے توبہ کی۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔آپؒ نے بھی اپنی دوکان کے جلنے سے بچ جانے پر الحمدللہ کہا مگر اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ سے جواب ملا''اے سری سقطی تو اتنا خودغرض ہے تجھے اپنی دوکان کے بچنے کی خوشی ہے دوسروں کی دکانیں جلنے کا دکھ نہیں ہُوا۔لہٰذا آپؒ عرصہ چالیس سال تک اس گناہ کی معافی مانگتے رہے۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت اپنا بچہ بطور شاگرد چھوڑ گئی۔اُس بچے نے دیکھا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اکثر روتے رہتے۔ایک دن اُس بچے نے پوچھا'' آپ رحمتہ اللہ علیہ اتنا کیوں روتے ہیں''؟ فرمایا''بتاؤ اللہ کریم نے مجھ پر کتنے احسان ہیں کیا میں شکر ادا نہ کروں،بتاؤ میں روؤں نہ تو اور کیا کروں۔اے بیٹے! تجھ سے جتنا ممکن ہو رویا کر۔کیونکہ جو یہاں روتا

marfat.com

ہے وہ وہاں ضرور خوش ہوگا۔

وسوسے

ایک مرتبہ چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکارِ دو عالمﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ علیک السلام، ہمارے دلوں میں ایسے وسوسے پیدا ہوتے ہیں اگر وہ زبان پر لائے جائیں تو ہم بے حد شرمندہ ہوں گے بلکہ ہمیں اپنے کفر کا ڈر ہے''۔ نبی اکرم، شاہ بنی آدمﷺ نے فرمایا'' بتاؤ واقعی ایسا ہے؟'' صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا'' ہاں! یا رسول اللہﷺ واقعی ایسا ہے''۔ آپﷺ نے دریافت فرمایا'' کیا تم ان وسوسوں کو واقعی بُرا جانتے ہو؟'' عرض کیا'' ہاں'' تو سرکارِ دو عالمﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا'' پھر تو تم سچے مومن ہوئے''۔

عقل مند کون؟

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عقل مند کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ عقل مند وہ ہے جو دو بُرائیوں میں سے چھوٹی بُرائی کا انتخاب کرے اور دو بھلائیوں میں سے بڑی بھلائی کا انتخاب کرے۔

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا حلم، عفو و درگزر

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو جب عباسی خلیفہ منصور کے حکم پر گورنر مدینہ نے ایک

marfat.com

سوکوڑے لگانے کا حکم دیا اور آپؒ کے کندھے اُتروا دیئے گئے۔ حتیٰ کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ لباس بھی نہیں پہن سکتے تھے اور نہ اپنے بازو اوپر کر سکتے تھے۔ آپؒ کو جب کوڑے مارے جا رہے تھے تو آپؒ یہ دُعا پڑھ رہے تھے: **اللھم اغفرلھم فانھم لا یعلمون** اے اللہ انہیں معاف فرما دے یہ نہیں جانتے کہ حقیقت کیا ہے۔

آپؒ شدتِ تکلیف سے بے ہوش ہو جاتے۔ لیکن جب بھی ہوش آتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے "اے لوگو! گواہ ہو جاؤ میں نے اپنے مارنے والوں کو معاف کر دیا ہے"۔

بدگمانی

میرے بھائی! مریدِ کامل کا گمان اچھا ہونا چاہئے کیونکہ اللہ کریم جَلّ شَانُہٗ اپنے بندے سے ویسا ہی کرتے ہیں جیسا اُس کا گمان ہوتا ہے۔ یعنی سوچ اچھی ہوگی تو سارے اچھے نظر آئیں گے۔ ورنہ کوئی چور نظر آئے گا، کوئی قاتل نظر آئے گا، کوئی شرابی نظر آئے گا۔ غرض کے دُنیا بھر کے انسان بُرے ہی نظر آئیں گے۔ وجہ صرف یہی ہوگی کہ بندے کو اپنا گریبان نظر نہیں آتا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ جہان میں ہم سب بُرے ہیں۔ خالقِ کائنات جَلّ شَانُہٗ کے محبوب دانا غیوب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کل ابن آدم خطّاؤن و خیر الخطّاؤن التوّابون تمام نسلِ آدم خطار کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔

میرے بھائی! اولیاء اللہ کو اللہ جَلّ شَانُہٗ کی طرف سے اچھا گمان عطا کر

marfat.com

دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا کے گندے ترین انسان بھی اُن کی بارگاہوں میں فیضاب ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اہل اللہ ہی گرتوں کو تھامتے ہیں۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے

مزا تو تب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

اب فیصلہ آپ پر ہے کہ آج تک ذرا سوچیں کہ آپ نے کتنے بُروں کو اچھا بنانے کی کوشش کی۔ میرے بھائی! آپ کو تو مرشدِ کامل نے وہ نعمت عطا فرمائی ہے جس سے ہر بُرے کو اچھا بنانا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ورنہ خالی صاف ستھرے لباس کے پہن لینے سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میرے بھائی! باطن کی صفائی حسنِ ظن میں پوشیدہ ہے۔ تُو اپنا گمان بدل کر دیکھ پھر تیرے ہاتھ پر دُنیا کے ٹھکرائے ہوئے انسان توبہ نہ کریں تو پھر کہنا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ میرے سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری وجہ سے ایک آدمی کا راہ نجات پا لینا تیرے لیے ایک سو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

ایک مرتبہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل دوشیزہ کا انتقال ہو گیا۔ نہلانے والی عورت نے دل میں خیال کیا کہ اتنی خوبصورت دوشیزہ ممکن نہیں کہ کسی سے محفوظ رہی ہو۔ اتنا خیال کرنا تھا کہ اُس کے ہاتھ میت سے چمٹ گئے۔ بڑی کوشش کے باوجود جب ہاتھ الگ نہ ہوئے تو امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے اُس عورت کے لیے ایک سو کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ چنانچہ جب اُس کو کوڑے لگائے گئے تو

marfat.com

اُس کے ہاتھ میت سے الگ ہو گئے۔ یہ ہے بدگمانی کی سزا۔

ایک مرتبہ ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک فقیر کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔صرف دل میں خیال کیا کہ یہ شخص اچھا بھلا تندرست ہو کر مانگتا ہے۔اِس نے مانگنے کا ڈھونگ رچایا ہُوا ہے۔ رات کو جب وہ عبادت میں لطف ولذت اور حضوری نصیب نہ ہوئی تو التجا کی تو جواب ملا کہ جاؤ پہلے میرے اُس بندے سے معافی مانگو وہ فلاں جگہ ملے گا۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ تب اُس فقیر پر نظر پڑی تو وہ فقیر اُن کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑا بتاؤ پھر ایسا گمان کرو گے؟۔ چنانچہ آپ نے اُس سے معافی مانگی۔

میرے بھائی! جب ہماری نیت یہ ہو گی کہ ہم نے بُروں کو اچھا بنانا ہے تو پھر اِن شاء اللہ تائیدِ الٰہی نصیب ہو جائے گی۔ وہ ہمت اور طاقت مل جائے گی جو دُنیا کے خوف، دُنیا کی ناراضگی سے بے نیاز کر دیے گی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ سُنی سُنائی بات پر یقین کر لے اور اُسے آگے بیان کر دے۔

میرے بھائی! ہمارے لیے جو رکاوٹیں ہیں، مسائل ہیں خواہ وہ اولاد کے ہوں یا کاروبار کے تمام مسائل ہماری بدگمانی کی وجہ سے ہیں۔ ورنہ یقین جانیے کہ خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ سے جو مانگیں گے وہ ملے گا۔ مگر کیونکہ ہمارا دل بدگمانیوں میں الجھا ہوتا ہے لہٰذا وظائف پڑھنے سے بظاہر دُعائیں مانگنے سے ہمارا مقصد ہمیں نہیں ملتا۔

marfat.com

سابقہ اُمتوں میں ایک نبی علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ دُعا مانگ رہا تھا۔ نبی علیہ السلام کیونکہ مخلوقِ خدا سے بہت پیار کرتے ہیں۔فوراً آپ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا، کہ اے کاش جو کچھ یہ بندہ مانگ رہا ہے میرے پاس ہوتا و میں اسے دے دیتا۔ اتنے میں وحی نازل ہوئی، اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے فرمایا ''اے میرے پیارے نبی علیہ السلام کیا مجھ سے زیادہ بھی مخلوق پر کوئی رحم کھانے والا ہے؟ آپ نے اُس کی ظاہری دُعا کو تو سنا مگر اُسکے دل کو کیوں نہیں دیکھا۔ اُس کا دل تو اُس کی بکریوں میں لگا ہُوا تھا۔ اللہ جل شانہ نے سے دُعا ہے کہ اپنے نیک بندوں کے صدقے میں ہمیں بھی اچھا گمان کرنے کی صلاحیت اور توفیق عطا فرمائے۔

شیطان اور نفسِ امارہ کی علامات

میرے بھائی ہم چونکہ ہم نفسِ امّارہ کے بندے ہیں۔ لہذا اللہ کے بندے بننے کے لیے ہماری راہ میں دو بڑی رکاوٹیں ہیں ایک شیطان ہے دوسری بڑی رکاوٹ نفس ہے۔ شیطان کو قبر تک بلکہ قبر میں جانے کی مہلت حاصل ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''جب بندے سے منکر نکیر سوال کر رہے ہوں گے تو شیطان وہاں بھی بندے کو اپنی طرف اشارہ کر کے کہہ رہا ہوگا کہ میرا نام لے دو۔ یعنی فرشے پوچھیں گے **مَن رَّبُّكَ** تو شیطان بندے کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لیے اسے اشارے سے کہے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔

اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ سے ہمیشہ پناہ کی دعا مانگیں کیونکہ شیطان مکار بھی ہے یہ

marfat.com

بندے سے عبادت کروا کے بھی اس کا اجر ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ نیک بندے کو اس کے حقوق یاد دلاتا ہے۔ ریا کاری، لالچ، جھوٹ تکبر و غرور، فتنہ و فساد گویا کہ تمام اخلاق رزائل کا مرتکب بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اب یہ بندے پر منحصر ہے کہ وہ کس کا کہا مانتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ عقل مند کون ہے؟ فرمایا جو دو برائیوں اور دو بھلائیوں میں تمیز کر سکے وہ عقل مند ہے۔ آپ نے عرض کیا سرکار وہ کیسے فرمایا اگر دو برائیاں سامنے ہوں اور بندے سے ان میں سے ایک کا انتخاب ضروری ہو تو عقل مند شخص ہمیشہ چھوٹی برائی کا انتخاب کرے گا اور اگر دو نیک کام بندے کا سامنے ہوں تو ان میں سے ایک اس نے لازمی انجام دینے کی نیت کی ہو تو چاہیے کہ اس نیکی کا انتخاب کرے جو اجر و ثواب میں زیادہ ہے۔

شیطان نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز ظہر کے لیے بیدار کیا۔ عرض کی حضور نماز ظہر کی جماعت کا وقت گزر جائے گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم کون ہو۔ عرض کی شیطان ہوں۔ آپ نے پوچھا شیطان کا مجھے نماز کے لیے اٹھانا کیسے ممکن ہے۔ عرض کیا حضور اگر آپ کی جماعت نکل جاتی تو چونکہ آپ رقیق القلب ہیں اللہ کے خوف سے ڈرنے والے ہیں گزشتہ ایک موقع پر آپ کی جماعت نکل گئی تھی اس وقت آپ اتنا روئے تھے کہ آپ کے اس رونے کا اجر اس جماعت میں شریک ہونے سے زیادہ ملا تھا۔ لہذا میں اب کیسے برداشت کرتا کہ آج

marfat.com

جب آپ کی ندامت کا وقت گزر جائے اور آپ خشیت الٰہی سے اس کے حضور روئیں اور یوں دوبارہ ثواب کے مستحق بن جائیں۔

یہ سب جانیں یہ تو شیطان کی چالیں ہیں جیسے چاہتا ہے۔ بڑے سے بڑے مرتبے پر فائز بندوں کو وسوسے میں ڈال دیتا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ سے شیطان نے اللہ جل شانہ کے موجود ہونے کی دلیل مانگی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 360 دلیلیں ارشاد فرمائیں مگر شیطان ماننے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ آپ بہت پریشان ہوئے اتنے میں آپ کے مرشد کریم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی توجہ خاص سے آپ کے دل میں القا فرمایا کہ یوں کیوں نہیں کہتے میں نے اپنے رب کو بغیر دلیل کے مانا ہے جاؤ مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں تجھے اس بات پر قائل کروں۔ اتنا کہنا تھا کہ شیطان غائب ہو گیا۔

اسی طرح حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کو بادل کی طرح سایہ فگن ہو کر شیطان نے آواز دی اے عبد القادر میں تیرا رب ہوں میں نے تیری تمام عبادات و ریاضات کے صلے میں تیرے لیے تمام حرام چیزیں حلال کر دی ہیں۔ آپ چونکہ نورِ بصیرت رکھتے تھے کہ شیطان خواب میں دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں تیرا خدا ہوں یا میں تیرا نبی ہوں یہ الگ بات ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی شکل وصورت اختیار نہیں کر سکتا۔ آپ نے فوراً فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ سنتے ہی بادل تو غائب ہو گیا مگر پھر آواز آئی۔ اے عبد القادر میں اس مقام پر سینکڑوں اولیاء کو پھسلا چکا ہوں تجھے تیرے علم نے بچا لیا

marfat.com

اگر آپ عالم نہ ہوتے تو آپ بھی اس جگہ میرے جال میں پھنس جاتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً تعوذ پڑھا اور فرمایا: ''اے لعین مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ میرے اللہ جَلّ شَانُہٗ کے فضل نے بچایا ہے۔

میرے بھائی! شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ پہلے نیک کاموں میں جنھیں ہم چھوٹا سمجھتے ہیں ان کی چھٹی کروا دیتا ہے پھر آہستہ آہستہ ہمارے دل میں ایسے وسوسے پیدا کرتا ہے ہم فرائض بھی چھوڑ دیتے ہیں اور بڑی کوتاہیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسی طرح پہلے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب کرنے کی تبلیغ کرتا ہے، پھر بڑے گناہوں کی دلدل میں پھینک دیتا ہے لیکن اگر بندہ اپنے شیخ کامل سے رابطے میں ہوتا ہے تو شیخ کامل اپنی توجہ خاص سے اسے ہر آزمائش اور ہر امتحان میں رہنمائی فرماتے ہیں۔ دل میں وسوسوں کا پیدا ہونا اتنا برا نہیں جتنا کہ ان وسوسوں پر عمل کرنا برا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دلوں میں ایسے وسوسے پیدا ہوتے ہیں کہ ہم انہیں زبان پر نہیں لا سکتے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا واقعی ایسا ہے کہ تمہیں وہ وسوسے اتنے برے لگتے ہیں کہ تم ان کا اظہار نہ کر سکو؟ عرض کیا ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو تم کامل مومن ہو کیونکہ مومن ہوتا ہی وہ ہے جسے برائی واقعی برائی محسوس ہونے لگے اور اسے احساس ندامت پیدا ہو جائے، اپنے ہی دل میں اللہ کے حضور شرمندہ ہو جائے یہ توبہ کا ادنیٰ درجہ ہے۔

الندامة التوبه ''شرمندہ ہو جانا بھی توبہ ہے''

marfat.com

کبھی عبادت میں لطف ولذت کے نہ ہونے کا خیال غالب آئے گا تو کبھی مشقت کا خیال آئے گا۔

میرے بھائی ایسی حالت میں جب وسوسے زیادہ ہوں بندہ پھر بھی عبادت میں مصروف رہتا ہے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے۔ ایک عبادت کا دوسرا، اس سلسلے میں شیطان اور نفس کی طرف سے پیدا کردہ رکاوٹ کا اجر تو گویا کہ

چمن میں پھول کھلنا تو بڑی بات نہیں

زہے مقدر وہ گلشن بنائے صحرا کو

اے میرے بھائی! شیطان سے بڑا دشمن ہمارا اپنا نفس ہے۔ یہ کبھی جھوٹی انا کی وجہ سے ہم پر غالب رہتا ہے تو کبھی اپنے جاہ وجلال اور مرتبے کی وجہ سے ہمیں دھوکے میں ڈالے رکھتا ہے۔ اسی طرح کبھی رزقِ حلال کے کمانے میں مصروف رکھتا ہے۔ بندہ یہی سمجھتا ہے کہ میں تو رزق حلال کما رہا ہوں لیکن اس رزق میں اتنا حریص بنا دیتا ہے کہ بندہ عبادات ریاضات کو بھول جاتا ہے۔ اہل اللہ کی صحبت کو بھول جاتا ہے پھر نفس کے غالب ہونے کے لیے راستہ اور بھی آسان ہو جاتا ہے اور نفسانی خواہشات غالب ہو جاتی ہیں اور دل میں لذت بھرے، چٹ پٹے کھانے کی طلب پیدا کرتا ہے پھر ساتھ ساتھ بہت سے واقعات بھی سامنے لاتا ہے کہ رزق حلال کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ بھی بھنا ہوا گوشت کھالیا کرتے تھے ہمیں کون منع کر سکتا ہے۔

marfat.com

میرے بھائی غور سے سن لو ہر کھانے کا حساب ہوگا۔ سوائے دو کھانوں کے ایک وہ جو تم اپنے شیخ کا لنگر کھاتے ہو، دوسرا وہ جو تم کسی مہمان کے ساتھ کوئی کھانا کھاتے ہو۔

جہاں تک کھانے کے حساب کا تعلق ہے وہ ہمیں دنیا میں ہی چکانا پڑے گا خواہ ڈائٹنگ کی شکل میں ہو یا مصیبت اور پریشانی کے انداز میں ہو۔ میرے بھائی! دنیا دار العمل ہے یہاں تو مہنگائی اتنی ہے کہ امیر لوگ زیادہ پریشان ہیں غریبوں کی تو بات ہی کیا۔ حالانکہ غریب اگر صبر کر جائیں تو اس کے صلے میں پانچ سو سال امراء سے پہلے جنت میں داخلے کا اجازت نامہ ملے گا۔ مگر ہائے غریبی میں بے صبری اور ناشکری کبھی غرباء نے اگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کے چند واقعات بھی پڑھ لیے ہوتے تو اپنی غربت کا ڈھنڈورا نہ پیٹتے ۔ امراء کی تو بات ہی الگ ہے ۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کھانا تناول فرماتے اور دوسرے دن فاقے سے رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الفقر فخری ''فقر میرا فخر ہے'' یہ اختیاری فقر ہے ورنہ آپ اگر چاہتے تو ساری کائنات کی نعمتیں تو آپ کے قدموں کی دھول ہیں۔

کیا ہم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی عملی کوشش کرتے ہیں؟

میرے بھائی! جب ہم فقر اختیاری کی کوشش ہی نہیں کریں گے تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی محروم رہیں گے اور ناشکری کے صلے میں وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد ، مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا کی صورت میں ہم پر فقر

marfat.com

اضطراری مسلط کر دیا جائے گا۔ پھر کاروبار میں گھاٹے، فصلوں کی بربادی، ملازمتوں کی چھٹی اور دیگر نقصانات سے دوچار ہوں گے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا ''قریب ہے کہ فاقہ بندے کو کفر کی حالت میں لے جائے۔

میرے بھائی! کیا ہم کوشش کرتے ہیں کہ بزرگوں کے نام لیوا ہیں، صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے جانثار ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مرنے اور کٹنے کے لیے تیار ہیں۔ مگر کیا انکی سیرتوں کا مطالعہ کرتے ہیں یا ان کے واقعات سے عبرت پکڑتے ہیں، کیا ہم ان کی سنّتون پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے بھائی تھوڑا سا تصور تنہائی میں کر کے دیکھ لو۔ پھر روزِ روشن کی طرح ہمیں اپنی اوقات نظر آ جائے گی۔

ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں اور عشق میں بہت آگے جا چکے ہیں اور آگے نکلنے کی وجہ سے ہمارے ذہن شاید کچھ زیادہ ہی کام کرنے لگے ہیں۔ کیا عشق کا تقاضا یہی ہے کہ محبوب کے متعلق ہم کچھ بھی نہ جانیں اور نام کے عاشق بنے رہیں اور ہمیں معلوم ہی نہ ہو کہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تناول فرماتے تھے اور کتنا تناول فرماتے تھے، کتنا سوتے اور جاگتے تھے، کتنا اللہ کے حضور سربسجود رہتے تھے۔ آپ کی اولاد کتنی ہے، آپ کی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیھن اجمعین کون ہیں؟ ان کی زندگی کیسے گزری، آپ کے احباب کیسے تھے، کون کونسے تھے اور کیسے زندگی بسر کرتے تھے، دکھوں اور سکھوں میں کیسے وقت گزارتے تھے، کیا پسند کرتے تھے اور کیا ناپسند کرتے

marfat.com

تھے وغیرہ وغیرہ۔

میرے بھائی! میں مانتا ہوں کہ ان باتوں کا علم فرائض میں شامل نہیں مگر ہم اس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں یعنی عاشق ہونے کا تو پھر ایسی صورت میں یہی چیزیں ہمارے لیے فرض عین ہیں۔ چلیں مانتے ہیں کہ ہم عشق کا دعویٰ نہیں کرتے ہم تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اپنے مرشد سے عشق کی خیرات مانگتے ہیں یہ تو بڑی ہی اچھی بات کہ اللہ کے فضل وکرم سے ہمیں مانگنے کی توفیق تو مل گئی ہے مگر کیا اس مانگنے میں جو ہمارے ذمے کام ہے یعنی ''کوشش'' کیا ہم اس کے لیے اپنی ذمہ داری پورے کر رہے ہیں۔ **لیس الا نسان الا ما سعی** ،انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی ۔ میرے بھائی! اب ہمیں اندازہ کرنا ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں سے کتنا وقت اپنے محبوب کے لیے نکالتے ہیں کیونکہ ہم اپنے محبوب سے عشق کرنے کی دعا مانگتے ہیں کیا اپنے محبوب کی بارگاہ میں جانے کے لیے صرف دعا مانگنے پر ہی اکتفا کر لینا بہتر ہے۔ اگر ایسا ہمیں بہتر نظر آتا ہے تو پھر کبھی عملی زندگی میں چاہیے کہ ہم اپنے گھر بیٹھ جائیں اور اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ سے صرف دعا ہی مانگتے رہیں

نہ دکان پر جائیں ،نہ مزدوری کے لیے نکلیں ،نہ ملازمت پر جائیں۔ میرے بھائی مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اگر واقعی ہم اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے عشق اور اُس کے رسول ﷺ سے عشق اور پھر اولیاء عظام سے عشق کی طلب میں صادق ہیں تو پھر ہماری ذمہ داری ہے کہ اِس کیلئے وقت نکالیں اور دُنیا داری کو بھی اُنہیں کے احکامات کے

marfat.com

مطابق نبھانے کی کوشش کریں تو پھر اِنشاءاللہ ہمارا دھیان ہمیشہ اسی طرف ہو جائے گا۔ گویا کہ ہمارا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا، آنا جانا، سونا جاگنا، کھانا پینا، دیکھنا سننا، بولنا اور مال و دولت کمانا عبادت بن جائے گا۔ اپنے نفسِ امارہ کو لگام دینے کی کوشش ہمیں ایک نہ ایک دن ضرور کامیاب کر دے گی اور یہی نفسِ امارہ کبھی غصے کی شکل میں اور کبھی خواہشاتِ نفسانی کی شکل میں ہم پر غالب ہے پھر مغلوب ہو جائے گا۔ اِس کے لیے کوشش کی ضرورت ہے۔ یہ صرف دُعاؤں سے ہی نہیں بلکہ عملی اقدام سے اور مرشدِ کے فیض سے قابو آتا ہے۔ کم کھانا، کم بولنا، کم ہنسنا، کم سونا اور کم دیکھنا یہ وہ لوازمات ہیں جو نفس کو قابو کرنے میں بے حد مددگار اور معاون ہیں۔

غصّہ

میرے بھائی! غصے کے متعلق ہم اکثر کہتے ہیں کہ غصہ حرام ہے۔ نہیں میرے بھائی غصہ حرام نہیں۔ غصہ ایک غیر اختیاری عمل کا نام ہے۔ غصہ آ ہی جاتا ہے لیکن اگر یہی غصہ غیر شرعی کام کو دیکھ کر آئے، نیت صرف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا ہو تو اُسے جلال کہتے ہیں۔ اگر بندے کی اصلاح مقصود ہو تو اس غصے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں البتہ اگر آپ اُس آدمی سے اُس کے تائب ہونے پر بھی راضی نہیں ہوتے تو یہ آپ کی ضد اور جھوٹی انا کہلائے گی۔ گویا کہ آپ کو ابھی اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ کیونکہ غصہ ہونے کے لیے بھی شرائط ہیں۔ غصہ ہونے کیلئے دوسرے کے مقام و مرتبے کا لحاظ بھی مدِ نظر رکھیں اور کوشش کریں و قولا لہ قولا لیّنا آپ اس سے نرمی سے

marfat.com

بات کرنا۔ پرعمل کرتے ہوئے غصے کا بے جا استعمال نہ کریں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے اسوہِ حسنہ کو سامنے رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی کی اصلاح کرنا چاہو تو اُسے بھری محفل میں نہ سمجھاؤ بلکہ اُسے الگ بٹھا کر اصلاح کی کوشش کرو۔ اگر لوگوں کے سامنے کسی کو ڈانٹ دو گے، اصلاح کی کوشش کرو گے تو گویا کہ تم نے اُسے پہلے سے بھی بگاڑ دیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ اتنے میں سرکارِ دو عالم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے دُور سے ہی فرمایا "اے ابو مسعود رضی اللہ عنہ تجھ سے زیادہ طاقت ور بھی ایک ذات موجود ہے اُس سے ڈر" یہ سنتے ہی ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس غلام کو آزاد کر دیا اور سرکار ﷺ سے معافی مانگی۔

ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے غلام کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا "جتنی مرتبہ تم اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے معافی کے طلب گار ہو اُتنی مرتبہ اپنے غلام کو معاف کرو۔

غصے پر قابو پانا اہل اللہ کا خاصا ہے۔ اگر اس کی پریکٹس کی ضرورت ہو تو اپنے اہل و عیال سے شروع کرو۔ اِن شاء اللہ زندگی سنور جائے گی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے عورت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ عورت بائیں پسلی سے پیدا کی گئی اور پسلی ہمیشہ ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اُسے آرام آرام سے سیدھا کر (یعنی اُس کی اصلاح کرو) اگر سختی کرو گے تو یہ ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا عورتوں کے بارے میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے ڈرتے رہو۔

marfat.com

اِسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ نے شوہر کے لیے ارشاد فرمایا کہ اگر عورت اپنے شوہر کے زخموں میں پڑی ہوئی پیپ کو چاٹے تب بھی وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما** والدین کو اُف بھی نہ کہو اور نہ اُنہیں جھڑکو۔ اسی طرح والدین کے متعلق ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ سرکار ﷺ میرے والد میرے گھر آتے ہیں اور میری لائی ہوئی چیزیں اُٹھا کر لے جاتے ہیں میں بے حد پریشان ہوں۔ میں اپنے والد کو کیا کہوں؟ چنانچہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے اُس کے والد کو بلایا اور وجہ پوچھی تو اُس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ چھوٹا سا تھا میں نے اسے پال کر بڑا کیا۔ مگر میں اسے اب کما کر کھلا نہیں سکتا لہٰذا اس سے اپنے اور اس کی پھوپھیوں کیلئے ضرورت کے مطابق لے جاتا ہوں۔ کیا مجھے میرے بیٹے پر کوئی حق حاصل نہیں؟ یہ سنتے ہی اللہ کے رسول ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور جمال کے پیکر اِس بات کے سنتے ہی جلال میں آ گئے اور اُس لڑکے کو گریبان سے پکڑ کر فرمایا:

انت و مالك لِابيك تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ کا ہے۔

میرے بھائی! اگر اسے تو سمجھ لے گا تو اِن شاء اللہ تیرے لیے مشکلیں بھی آسان ہو جائیں گیں۔ تیرے رزق میں فراوانی بھی ہو جائے گی مگر اپنے والدین کے سامنے اُف بھی نہ کر۔ جو حکم ملے بجالا۔ مگر ایسا حکم جو دین سے دُور کرنے والا ہے وہ تیرے لیے ضروری نہیں۔ اُس کے لیے کوشش کر کہ بڑے ادب اور پیار سے اپنے

marfat.com

اَخلاق سے اُن کی خدمت کر وہ تیری جنت بھی ہیں اور تیری دوزخ بھی۔ اُنہیں اس قدر مانوس کر کہ وہ تجھے تیرے دین کے معاملے میں تیرے معاون و مددگار بن جائیں اور اولاد کے لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اپنی اولاد کو روزی کی تنگی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ اسی طرح قُوْ اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا تم خود کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ۔ اسی طرح ارشادِ نبی ﷺ ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُول" عَنْ رِعَایَتِه تم سے ہر کوئی نگہبان ہے اور ہر کسی سے اُس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

دُعا کی قبولیت اور نگاہِ بصیرت

دُعا کا لفظی مطلب ہے پکارنا۔ اصطلاح میں دُعا سے مراد اللہ جل شانہ سے مدد طلب کرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے دُعا مانگو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔ ایک اور جگہ قرآنِ کریم، فرقانِ حمید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اجیب دعوۃ الداع اذا دعان میں اپنے بندوں کی (پکارنے والوں کی) دُعا قبول کرتا ہوں وہ جب بھی دُعا مانگیں۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ ایسی بارگاہ ہے جہاں مانگنے والے کو اس کا مقصود ملتا ہے اور جو نہیں مانگتا اللہ جَلَّ شَانُہٗ اُسے بن مانگے عطا فرماتا ہے۔ اِس میں کوئی تخصیص نہیں، کسی کے لیے کوئی پابندی نہیں۔ کیونکہ وہ بارگاہ ایسی بے نیاز بارگاہ ہے، ایسی حلیم ذات ہے، ایسی بردبار ذات ہے کہ اُس سے خواہ نیک دُعا مانگے، خواہ دُنیا کا گھٹیا ترین شخص دُعا مانگے، خواہ کافر و مشرک دُعا مانگے یہ اُس کی شانِ بے نیازی ہے جب چاہے، جسے

marfat.com

چاہے، جو چاہے عطا فرما دے۔ اُس پر کسی کی طرف سے کوئی پابندی نہیں بلکہ ہم سب اُس کے حکم کے پابند ہیں۔ ہاں البتہ جو صرف دُنیا طلبی میں ہی مصروف رہتے ہیں اُن کیلئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَاخَلَاقَ فِی اَلْاٰخِرَۃِ اُن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں یعنی جو آخرت طلب نہیں کرتے اپنی اُخروی زندگی سے غافل ہیں اور خالقِ کائنات کی عبادات اور احکامات سے بھی غافل ہیں یہاں تک کہ جو نبی اکرم ﷺ پر بھی ایمان نہیں رکھتے وہ ایسے لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ جل شانہ کو تو وہ لوگ پسند ہیں جو یہ دُعا مانگتے ہیں: ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار اے ہمارے رب ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اب رہی یہ درجہ بندی کہ اللہ کریم جل شانہ سب سے زیادہ کن لوگوں کی سنتا ہے۔ تو اِس سلسلے میں عرض ہے کہ انبیاء علیہم السلام سرِ فہرست ہیں۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر تمام سلاسل کے بزرگانِ دین اپنے اپنے مقام و مرتبے اور قربِ خداوندی کے مطابق اس بارگاہ میں قبولیتِ دُعا کا شرف رکھتے ہیں۔ جن کی دُعاؤں سے بلائیں اور مصیبتیں ٹلتی ہیں۔ ماں باپ کی دُعا، اولاد کی دُعا، حج اور عمرہ کرنے والے کی دُعا، مریض کی دُعا، عادل کی دُعا، مظلوم کی دُعا، روزہ دار کی دُعا، تنہا نوافل پڑھنے والے کی دُعا، خوفِ خدا سے رونے والے کی دُعا، ٹوٹے ہوئے دل کی دُعا، ذکر اللہ کرنے والے کی دُعا، نیک آدمی کی دُعا، محسن کی دُعا پھر باقی تمام مسلمانوں

marfat.com

کی دُعا پھر مخلوقِ خدا کی دُعا جو بھی اُسے پکارے خواہ وہ کتنا ہی گندہ ہو، کتنا ہی فاسق و
فاجر کیوں نہ ہو مگر تائب ہو جائے اور آخر میں درجہ آتا ہے کفار و مشرکین کی دُعا کا مگر
صرف دُنیا کے لیے۔ کیونکہ اُن سے اللہ کریم نے دُنیا کا وعدہ کیا ہے مگر آخرت میں اُن
کا کچھ بھی حصہ نہیں بلکہ آخرت میں اُن کے لیے عذابِ دوزخ ہے۔ ہاں! اگر وہ
زندگی میں توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں۔

اب درجہ بندی کے اعتبار سے ظاہری زندگی میں کیونکہ بزرگانِ دین ہی وہ
ہستیاں ہیں جن کی بارگاہ میں حاضری دے کر مخلوقِ خدا اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ سے قبولیتِ
دُعا کی اُمید رکھتی ہے۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکارِ دو عالم، شہنشاہِ
کون و مکاں کی بارگاہ میں آج بھی اگر کوئی فریاد کرتا ہے تو وہ خالی نہیں لوٹتا۔ چنانچہ
ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ اب چونکہ اللہ
کریم جل شانہ نے ہمیں دُعا مانگنے کا طریقہ بھی خود ہی ارشاد فرمایا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے
عقیدے کے مطابق دُور و نزدیک سے سرکارِ دو عالم ﷺ کو اللہ کا بندۂ خاص تصور کرتے
ہوئے بطور وسیلہ دُعا مانگتے ہیں اور یہ گمان رکھتے ہیں چونکہ ہم اس قابل نہیں کہ ہم اس
بارگاہ میں ہاتھ بھی پھیلا سکیں۔ بلکہ جو مقبولیت سرکارِ دو عالم ﷺ کو حاصل ہے وہ
کائنات میں کسی دوسرے کو نصیب نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے تمام صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین مانگتے آئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وسیلہ بھی بے شمار
اولیاءِ عظام سے ثابت ہے اور پھر اولیائے عظام کا وسیلہ تمام کائنات کے ہر ذی شعور

marfat.com

اور عقل مند شخص کا عقیدہ ہے۔

اب اولیائے عظام ہی وہ مبارک ہستیاں ہیں جو مصیبتوں اور پریشانیوں اور گناہوں میں گھری ہوئی انسانیت کو راہِ راست پر لانے کے لیے اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے حضور سر بسجود ہو کر مخلوقِ خدا کے غموں اور دکھوں کا مداوا بنتی ہیں ۔ اہل اللہ چونکہ نُور بصیرت سے ہر گناہ کرنے والے کو دیکھتے ہیں اور اس گناہ کے نتیجے میں آئی ہوئی مصیبت کو سمجھتے ہیں لیکن چونکہ پردہ پوشی کی انمول نعمت سے متصف ہوتے ہیں لہٰذا اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو جتلائے بغیر اُن کی فریاد رسی کی کوشش کرتے ہیں۔ مریدین چونکہ بظاہر اِس تکلیف کے متحمل نہیں ہوتے لہٰذا اِپنے شیخ کی بارگاہ میں اپنی اپنی طبیعت کے مطابق گلے شکوے اور بے ادبی بھی کر جاتے ہیں ۔لیکن چونکہ یہ کریم ذات بردباری کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتی ہے لہٰذا مریدین کی ساری شکایتیں سن کر کبھی اُنہیں وظائف تلقین کرتی ہے اور کبھی توجہء خاص سے مریدین کی باطنی اصلاح فرماتی ہے۔ کبھی خالقِ کائنات سے قربِ خاص میں التجا کر کے اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے کرامت کا ظہور فرماتی ہے۔

اہل اللہ اپنے نورِ بصیرت سے اس بات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ ہمارے مرید پر یہ تکلیف یا مصیبت جو اُسے پہنچی ہے اللہ کریم جل شانہ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اب تکلیف کے بدلے چونکہ بندوں

marfat.com

کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں ، درجات بلند کیے جاتے ہیں، اجر وثواب عطا کیے جاتے ہیں لہٰذا اہل اللہ اپنے مریدین کو صبر ورضا کی تلقین کرتے ہیں اور مرید کو اُس کے مقام پر پہنچانے میں ہر ممکن سعی کرتے ہیں۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں چند لوگ حاضر ہوئے ان میں سے ایک شخص راستے میں کسی اجنبی یعنی غیر محرم عورت کے محاسن دیکھتا رہا اور اسی حالت میں بغیر توبہ کیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہُوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے چونکہ نورِ بصیرت سے اُس کی آنکھیں دیکھ لیں تھیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے سمجھانے کے لیے اُس کا نام لیے بغیر اُس کا پردہ رکھتے ہوئے اصلاح کیلئے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس ایسے لوگ بھی آتے ہیں جن کی نگاہیں زنا کے اثرات سے پُر ہوتی ہیں۔ یہ سنتے ہی اُس شخص کے دل میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے بغض پیدا ہُوا۔ چنانچہ اپنی غلطی کا اعتراف کیے بغیر بے ادبی سے بولا ''کیا آپ رضی اللہ عنہ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی ہے؟'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے تحمل سے فرمایا کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے مجھے وہ نور عطا فرمایا ہے جس سے میں آنے والوں کا گناہ بھی دیکھ لیتا ہوں۔

اسی طرح حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر بے شمار بزرگوں سے واقعات منقول ہیں جن کی تفصیل کے لیے آپ اولیاء کرام کی سیرت کا مطالعہ کریں تو اِن شاء اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دین کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے آپ کے دل میں وہی رقت پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔ ساتھ ساتھ وہی نو

marfat.com

بصیرت بھی جھلکتا ہوا نظر آئے گا اور آپ کے لیے یہ تکالیف و مصائب آسانی سے برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

ہاں ! بعض مریدین اکثر یہ بھی تذکرہ کرتے ہیں کہ اگر ہمیں تکالیف کا ہی سامنا کرنا ہے تو پھر فلاں کو اتنا بڑا مقام بغیر تکلیف کے کیسے اور کیوں مل گیا؟ یہ سمجھ لیں کہ ابھی آپ کے دل میں حسد اور بغض موجود ہے۔ میرے بھائی ! اسی چیز کو تو سمجھنا ہے۔ کیسے کا جواب تو سیدھا سا ہے کہ یہ مرشدِ کامل کی عطا ہے کہ بغیر محنت کیے عطا فرمایا اور رہا کیوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے بھائی ! آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ اہل اللہ شانِ بے نیازی کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ بے اختیار نہیں ہوتے بلکہ با اختیار ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اُن کی عاجزی اور انکساری ہوتی ہے کہ اذنِ الٰہی کے بغیر اپنا اختیار بھی استعمال نہیں کرتے۔ کیونکہ اُنہیں معلوم ہوتا ہے: و رضوان من اللّٰہ اکبر اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہی سب سے بڑی ہے۔

میرے بھائی ! جب ہمارے پاس دلی تخیلات، قلبی رجحانات اور دوسرے کے مافی الضمیر کا ہی علم نہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم ظاہری معاملات کو دیکھ کر فیصلہ نہ کریں۔ کیا معلوم شیخِ کامل نے اپنے ایسے مرید کو اپنی نگاہِ خاص سے ان ساری تکالیف و مصائب سے گزار دیا ہو اور اُس کے دل کے آبگینے کو آتشِ عشق سے معمور کر دیا ہو اور اُس کا باطن ہمارے سامنے نہ ہو۔ میرے بھائی ! بات تو دل ہی کی ہے اگر وہ دُرست ہے اور باطن صاف ہے تو شیخِ کامل ممکن ہے اس مریدِ کامل سے کوئی کام لینے

marfat.com

کے لیے بغیر آزمائشوں کے اُسے اس نعمت سے سرفراز کردیں مگر یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو بھی اس نعمت سے سرفراز ہُوا وہ کسی نہ کسی موڑ پر ضرور تکالیف ومصائب کا سامنا کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ عوام کی طرح شور نہ مچائے بلکہ خاموشی سے قلبی واردات کو برداشت کرتا رہے اور اس کا دکھ اور غم اللہ ہی کے سپرد ہو اور وہ اپنا معاملہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ ہے دربارِ گوہر بار میں پیش کر چکا ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا: انّما اشکوا بثّی و حزنی الی اللّٰہ.

marfat.com

سادات کرام کا احترام

۱۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک سیّد زادے کا احترام میں شکست کو گلے لگا لینا مشہور واقعہ ہے۔

۲۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے پالکی اُٹھانے والوں سیّد زادے کا احترام اپنی دستار سیّد زادے کے قدموں میں رکھ دی اور سیّد زادے کو پالکی میں بٹھا کر مزدوروں کے ساتھ خود اپنے کندھوں پر پالکی اُٹھائی۔

۳۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ایک سیّد زادے کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو التجا کر کے لے لی۔ بعد میں کچھ سونا شامل کر کے زیور بنوا کر سیّد زادے کی اہلیہ کے لیے بھیج دیا۔ ساتھ ہی ''سونا مرد کے لیے پہننا سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرامین کی روشنی میں'' تحریر بھیج دی۔

۴۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سیّد زادے نے ہمیشہ غربت کی شکایت کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ بتاؤ جسے آپ کے جدِ امجد طلاق دے چکے ہوں کیا اُسے دوبارہ عقد میں لایا جا سکتا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو آپؒ نے بڑے احترام کے ساتھ فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے دُنیا میں تجھے طلاق دے چکا ہوں اب تُو کبھی مجھ پر غالب نہیں ہو سکتی۔

۵۔ ایک سیّد زادہ پولیس افسر داڑھی کے بغیر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔

marfat.com

آپؒ نے بڑے احترام سے عرض کیا کہ بھائی مجھے سرکارِ دو عالم ﷺ کے ایک ڈاکیے کی حیثیت سے آپ کی خدمت میں ایک پیغام پہنچانا ہے تو سیّد زادے نے بڑی خوشی سے جواب دیا کہ جی فرمائیے تو آپؒ نے فرمایا کہ داڑھی مبارک نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اُس سیّد زادے نے داڑھی مبارک رکھ لی۔

۶۔ اگر قاضی سیّد زادے کو شرعی سزا کا حکم دے تو یہ نیت کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گیا تھا اور میں اُسے دھو رہا ہوں۔

۷۔ جو لوگ اپنے آپکو سیّد کہلاتے ہیں اُنکی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

۸۔ ثمر قند میں ایک سیدزادی نے ایک رئیس آدمی کے سامنے اپنے بچوں کے بھوکے ہونے کی شکایت کی۔ مگر رئیس نے سیدزادی ہونے کا ثبوت مانگا۔ مایوس ہو کر وہ سیدزادی ایک غیر مسلم مجوسی کے پاس چلی گئی اور اسے بھی اپنا دُکھ بتایا۔ تو اُس مجوسی نے اُس سیدزادی کا بہت احترام کیا، اُسے اور اُس کے بچوں کا سامان خورد و نوش فراہم کیا اور اُنہیں بطور مہمان اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ رات کو خواب میں رئیس نے ایک جنتی محل دیکھا مگر سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنتی محل مسلمان کے لیے۔ تو وہ رئیس کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہوں۔ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس مسلمان ہونے کا کیا ثبوت ہے؟۔ صبح سویرے وہ رئیس اُس سیّد زادی کی تلاش اُس مجوسی کے گھر گیا اور مجوسی سے کہا کہ مجھے وہ سیّد زادی اور وہ بچے دے دے تا

marfat.com

کہ میں اُن کی مہمان نوازی کرسکوں۔ تو مجوسی نے کہا کہ آج رات مجھے سرکارِ دو عالمﷺ وہ جنتی محل بھی دے گئے ہیں اور مجھے مسلمان بھی کر گئے ہیں۔

حُسنِ ظن اور دعاؤں کی قبولیّت

اے میرے بھائی اپنے گمان کو بدگمانی کی بجائے حُسنِ ظن سے مزّین کرلے یہ ایک ایسی انمول نعمت ہے جو ہر کسی کے حصّے میں نہیں آتی اگر تُو مخلوقِ خدا کے منہ سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو خواہ اچھا ہو یا بُرا جب حسنِ ظن کے بہترین معیار پر پرکھے گا تو تجھے حسنِ ظن کی وجہ سے مخلوقِ خدا سے اتنا پیار ہو جائے گا کہ تجھے بظاہر برائی حقیقت میں برائی نظر نہیں آئے گی۔ کیونکہ تیری رسائی ظاہر کی بجائے باطن پر ہوگی تو چونکہ نورِ بصیرت سے سب کچھ دیکھ رہا ہوگا لہٰذا کوئی بھی فتویٰ دینے سے پہلے تو خالقِ کائنات کے حلم کو دیکھے گا اور فوراً مخلوقِ خدا کی برائیاں دیکھتے ہوئے بھی تیرے منہ سے انکے لیے دعائیں نکلیں گی۔

حضرت ذُوالنُّون مصری رحمتہ اللہ علیہ دوسری روایت کے مطابق حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھے اتنے میں چند منچلے جوان نازیبا حرکات شروع کر دیتے ہیں کوئی گالیاں دیتا تو کوئی جوانی کی مستی میں گانے گاتا تو کوئی ایک دوسرے سے بے ہودہ گفتگو کرتا ہے، یہ دیکھ کر مریدین نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا سرکار ان لوگوں کو ذرا بھی شرم نہیں آتی انکے لیے بددعا فرمائیں چنانچہ آپ نے فوراً ہاتھ اُٹھائے اور یوں گویا ہوئے۔

اے خالقِ کائنات ان نوجوان لڑکوں کو ایسی ہی خوشی جنّت میں بھی عطا فرمانا تو شانِ

marfat.com

کریمی کا مالک ہے انکے گناہوں کو معاف فرما کر اپنا قرب عطا فرما۔
یہ دعا سنتے ہی مریدین نے عرض کیا حضور آپ نے بد دعا کی بجائے ایسے گندے لوگوں کے لیے بھی دعا فرمائی کیا ایسے لوگ بھی جنّت کے مستحق ہو سکتے ہیں فرمایا ہاں، میں نے اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے انکے لیے جنّت کا سوال کیا ہے اور وہ دعاؤں کے سننے والا ہے پہلے انہیں توبہ کی توفیق دے گا پھر اسکے فضل و کرم سے یہ جنّت کے مستحق بن جائیں گے۔ آپ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ اس قدر اثر انداز ہوئے کہ سب آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے اور آپ کے مریدین میں شامل ہو گئے۔
اے میرے بھائی اکثر مریدین چونکہ ادب کا پاس نہیں رکھتے وہ اپنے شیخ کے ظاہری لفظوں پر ہی فیصلے شروع کر دیتے ہیں انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ہر بات کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، ایسے لوگوں کی رسائی باطن تک نہیں ہوتی لہٰذا شیخِ کامل ایسے لوگوں کی بے ادبی پر بھی نہیں پکڑتے یہ انکی اعلیٰ ظرفی ہے۔ میرے بھائی شیخِ کامل کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سیکھ لے۔ **یَجِبُ عَلَی المُرِیدِ تَرکَ الاِعتِرَاضِ عَلَی الشَیخ** ۔ مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ کے کسی بھی قول و فعل پر اعتراض نہ کرے۔ اپنے شیخ کے لیے حُسنِ ظن رکھے اس نعمت کے حصول کے لیے بھی طلبِ صادق درکار ہے۔ مثلاً شیخِ کامل علالت کی وجہ سے عام مریضوں کی طرح اگر اپنے منہ سے کچھ ایسے کلمات بھی کہہ دیں جو تجھے بُرے لگیں اور تو اپنے ذہن سے سوچتا رہے کہ عام مریضوں میں اور میرے شیخ میں کیا فرق ہے؟ میرے شیخ بھی تو بیماری اور تکلیف

marfat.com

میں ایسے الفاظ کہتے ہیں جو بے صبری پر دلالت کرتے ہیں۔ میرے بھائی یہ لوگ اگر مصیبت پر صبر نہیں کر سکیں گے تو پھر اور کونسے لوگ ہیں جو تجھے اس معیار پر پورے اترتے نظر آئیں گے۔ تیرے گمان نے تو تیرے اپنے شیخ کو بھی نہ چھوڑا بلکہ تو اپنے شیخ کے متعلق وسوسوں کا شکار ہو گیا جب شیخِ کامل بظاہر تکلیف کی وجہ سے اگر کہہ دیں کہ ''میری بس ہے'' تو حُسنِ ظن یہ ہونا چاہیے کہ میرے شیخ میرے گناہوں پر مجھے تنبیہ فرما رہے ہیں۔ بیٹا اب تو تُو گناہوں سے تائب ہو جا اب تو بس کر دے گناہوں پر اصرار تجھے جہنم تک لے جائے گا میں تجھے جہنم سے بچاتا رہا مگر تیرے گناہ اس قدر ہیں کہ اب میری بس ہے اب تو تُو کوشش کر لے اگر اب بھی تُو تائب نہ ہوا تو پھر کب ہوگا۔ اسی طرح آپ فرماتے ہیں ''اوہ مینوں پھڑلوؤ'' یعنی مجھے پکڑ لو۔ میرے بھائی ذرا غور تو کرو کہ تیرے شیخ بار بار اعلان فرما رہے ہیں مجھے پکڑ لو مجھے پکڑ لو ورنہ دنیا میں تباہ ہو جاؤ گے، میرا رستہ اختیار کر لو، میرے اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے جیسے میں نے لو لگائی ہے تم بھی لو لگاؤ۔ سرکارِ دو عالم ﷺ سے جیسے میں پیار کرتا ہوں تم بھی کرو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعاً وَ لَا تَفَرَّقُوا**۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ۔

اے میرے بھائی، اے میرے عزیز کیوں اپنے پیر بھائیوں سے اختلاف کرتا ہے انکی غلطیوں پر کیوں جاتا ہے۔ تُو اپنے شیخ کی نسبت پر غور کر تجھے سارے اچھے نظر آئیں گے، اپنے شیخ کی طرح تُو بھی ان سے محبت کر تیری خوشی اور ناخوشی تیرے شیخ کی

marfat.com

عادت کریما کے عین مطابق ہو جائے گی۔ گذشتہ اُمتوں میں ایک نبی علیہ السلام سے آپ کے اُمتی نے عرض کیا حضور میرے بارے میں اللہ جَلّ شَانُہٗ سے عرض کریں میں اتنے عرصے سے ایک دعا مانگ رہا ہوں وہ قبول کیوں نہیں ہوتی چنانچہ جب وہ نبی علیہ السلام اللہ کریم جَلّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ اے میرے پیارے نبی علیہ السّلام جاؤ آج میرے اس بندے کو بتادو کہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں مجھے اس بندے کا پیار اور خلوص سے دعا مانگنا اس قدر پسند ہے کہ میں اس کی دعا اگر فوراً قبول کرلوں تو پھر ہوسکتا ہے میرا وہ بندہ دوبارہ اس پیار اور خلوص سے دعا نہ مانگے، میں چاہتا ہوں کہ اسے پیار سے دعا مانگتے ہوئے دیکھتا رہوں اور جب چاہوں اسے اس کا مدعا عطا فرمادوں کیونکہ میں شانِ بے نیازی کا مالک ہوں۔ معلوم ہوا کہ دعاؤں کے قبول نہ ہونے میں جہاں گناہگار بندے کی خطائیں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں وہاں نیک لوگوں کا پیار اور خلوص سے دعا مانگنا اللہ جَلّ شَانُہٗ کو پسند ہونے کی وجہ سے قبولیت میں تاخیر کا باعث بھی بنتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اچھے ہوں یا بُرے دونوں صورتوں میں اللہ جَلّ شَانُہٗ سے ہمیشہ دعا مانگتے رہیں اور تاخیر ہونے کی صورت میں اسکی حکمتوں کو مدِّ نظر رکھیں اور مایوس نہ ہوں، ارشادِ نبوی ﷺ ہے، اللہ جَلّ شَانُہٗ فرماتے ہیں **اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِیْ بِیْ** ۔ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق کرتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے۔ یعنی اگر میرا بندہ مجھ سے بخشش کا طالب ہے اور میری رحمت سے مایوس نہیں ہے تو میں اسے ضرور بخشوں گا خواہ وہ ریت کے ذرّوں کے

marfat.com

برابر گناہوں کا مرتکب ہو چکا ہو۔ اسمیں بخشش کی طلب کا پیدا ہو جانا ہی کافی نہیں بلکہ اس طلب میں صادق ہونا شرط ہے طلب میں صادق ہونے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہر وہ کام کرنا شروع کر دے جو اس خالقِ کائنات کو پسند ہوں اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کو سب سے زیادہ اگر کوئی چیز پسند ہے تو وہ بندے کا اپنے آپ کو ملامت کرنا ہے۔ جب بندہ اپنے آپ کو ملامت کرنا شروع کر دے گا پھر اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا کرم شامل حال ہو جائیگا اور بندے کو توبہ کی توفیق نصیب ہو گی، جب توبہ کی توفیق ملے گی تو بندے کو رونا نصیب ہو گا جب بندہ اپنے مولا کے حضور روئے گا تو اللہ جَلَّ شَانُہٗ اس بندے کو اپنے مقرّبین میں شامل فرما لے گا۔ جب مقرّبین میں شامل ہو جائیگا تو پھر دائمی نماز نصیب ہو گی کیونکہ تیری سوچ پھر تیری نہیں ہو گی بلکہ اس میں لطافت اور نکھار پیدا ہو چکا ہو گا۔ بس سمجھ لے پھر تو اپنی منزل کو پانے کے لیے واقعی صراطِ مستقیم پر گامزن ہو چکا ہے۔ تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنی اس سوچ کو اسی کے سپرد کر دے اور اس پر ثابت قدمی کے لیے ہمیشہ ہر لمحہ ہر پل دھیان رکھ کر اور اس نیّت میں خلل نہ پڑنے دے، پھر تیرا گمان حُسنِ ظن بن جائیگا تیری فکر تیرے مالک و مولیٰ کی فکر بن جائیگی پھر تجھے اچھے اور بُرے سبھی پیارے ہو جائیں گے اور تُو بُروں کو اچھا بنانے والا بن جائیگا۔

marfat.com

کیا رو لینا ہی کافی ہے؟

میرے بھائی میرے عزیز رونا دو قسم کا ہے، ایک رونا اضطراری ہے یعنی بندہ جب مجبور ہو جائے۔ دنیاوی نقصانات ہوں یا آزمائشیں اور مصیبتیں ہوں بندے پر اس قدر غالب آ جائیں کہ وہ رونے پر مجبور ہو جائے۔ میرے بھائی اس رونے کا کچھ فائدہ نہیں۔

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

دوسرا رونا اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے فضل و کرم سرکارِ دو جہاں ﷺ کی نظرِ عنایت اور مرشدِ کامل کی نگاہِ لطف و کرم سے نصیب ہوتا ہے۔ یہ رونا بندہ اپنے مولا سے خود مانگتا ہے اس رونے کا لطف تحریر میں نہیں آ سکتا یہ وہ نعمتِ عظمٰی ہے جو انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضوان علیہم اجمعین، اولیائے اُمتِ محمدیہ ﷺ کا خصوصی فیضان ہوتا ہے اور انکی سنت ہوتا ہے۔ اس نعمت کا متحمل شخص دنیا کی ہر چیز قربان کر دے گا مگر اس نعمت سے محرومی کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر کسی خوش نصیب پر رونے کی حقیقت کھل جائے تو اسکے اعمال میں خود بخود تبدیلی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اسکی ظاہری نمازیں ظاہری نہیں رہتیں بلکہ دائمی بن جاتی ہیں، وہ شریعت کے ایک حکم کا بھی انکار نہیں کر سکتا اسے شریعت کا پاس رکھنا انتہائی لازم ہوتا ہے، پھر فرائض میں غفلت تو دُور کی بات ہے نوافل، سنن اور مستحبات کو بھی ترک کرنا پسند نہیں کرتا وہ اپنے مرشد کے تمام امور کو گہری فکر سے دیکھتا ہے اور اس حقیقت سے متصف ہو جاتا ہے اور مرشد کریم کی عادات

marfat.com

اطوار اسمیں جھلکتے نظر آتے ہیں۔ پھر یہی فیضان سرکارِ دو عالم ﷺ سے نصیب ہوتا ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی ایک یک ادا اپنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ پھر ترقی کرتے ہوئے اپنے مولیٰ جلّ شانہٗ کے احکامات پر اسقدر عمل پیرا ہوتا ہے کہ شانِ بے نیازی کا مالک بن جاتا ہے مگر اسکا رونا کسی موڑ پر بھی ختم نہیں ہوتا بلکہ اسمیں اضافہ ہوتا ہے اور وہ **ھَلْ مِنْ مَزِید** کے نعرے لگاتا ہے، مگر کسی کو خبر نہیں ہونے دیتا۔ پھر وہ اپنی زندگی کی حقیقت سے آشنا ہو جاتا ہے۔

اپنے مَن میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

پھر جب زندگی کا سراغ ہاتھ آتا ہے تو اسے اس عارضی زندگی کی طلب نہیں رہتی پھر اسکا اپنا کچھ بھی نہیں ہوتا سب اُسی کا ہوتا ہے جسکی زندگی عطا ہوتی ہے۔ اور وہ زندگی عارضی نہیں ہوتی، باقی ہوتی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنثیٰ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً۔

جس نے بھی نیک عمل کیے خواہ مرد ہو یا عورت پس ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ کیونکہ یہ وہ شخص ہوتا ہے جس نے اپنی عارضی زندگی قربان کر دی ہوتی ہے اور **اَلْجِھَادُ مَاضٍ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ** ۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ کے تحت وہ شہید راہِ خالق ہو چکا ہوتا ہے پھر اس شہید کیلئے بھی وہی حکم اس ربِّ جلیل سے **بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْن**۔ عطا ہوتا ہے۔

marfat.com

غناء النّفس

غناء النّفس یعنی دل کی امیری طریقت میں اعلیٰ وارفع مقام کا نام ہے اسکے بغیر نہ تو توکّل کی نعمت نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی شکر گزاری کے جذبات نصیب ہوتے ہیں، اسی طرح صبر کی دولت بھی غناء النّفس ہی کی محتاج ہے۔ معلوم ہوا یہ دل کی امیری ہی بنیادی چیز ہے جو بندے کو حرص اور لالچ سے پاک کر دیتی ہے اور بندے کے دل کو خلوصِ نیّت کا متحمل بنا دیتی ہے۔

میرے بھائی یہ دولت بھی اللہ جلّ شانہٗ کے فضل وکرم اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی نگاہِ عنایت اور مرشد کی دعاؤں اور توجہ خاص سے ملتی ہے، مرشد کی صحبت اور خدمت جو دنیاوی اغراض ومقاصد سے پاک ہو اس نعمت کے حصول کا باعث بنتی ہے۔ اسمیں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا احساس اور رونے والی آنکھ نصیب ہو جائے تو یہ نعمت اور بھی آسانی سے مل جاتی ہے۔

میرے بھائی میرے عزیز جب یہ نعمت مل جاتی ہے تو مریدِ کامل اپنے مقام ومرتبہ کو پہچان لیتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ جو میرے نقصانات ہو رہے ہیں یہ میری ہی کوتاہیوں کا نتیجہ ہیں یا پھر میرے شیخ مجھے آزما رہے ہیں کہ ہمارا مرید غناء النّفس کے درجے پر فائز تو ہے مگر اسکی اس درجہ پر استقامت میں کوئی کمی تو نہیں ہے؟ پھر ہوتا یہ ہے کہ دنیاوی مال واسباب میں اسقدر رکاوٹیں اور پریشانیاں آتی ہیں مگر مریدِ کامل کے دل پر ذرّہ برابر بھی غم طاری نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے آنے والے وقت کا خوف ہوتا

marfat.com

ہے، بلکہ وہ بیعت کی حقیقت سے واقف ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر اسمیں اسقدر نِکھار پیدا ہوتا ہے کہ شیخِ کامل کو ایسے مرید پر رشک آتا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ بھری محفل میں ایسے شخص کی قبولیت کا اظہار فرماتے ہیں اور اللہ جَلَّ شَانُہٗ اسے اپنے مقبول بندوں میں شمار فرما لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس مریدِ کامل کو بڑے کٹھن مراحل سے گزرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب کٹا پتھر تب نگیں ہوا

پھر جب مریدِ کامل کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے تو اسے نگاہِ ولایت نصیب ہوتی ہے اور وہ ایسی فہم و فراست کا مالک بن جاتا ہے کہ اسے قطرے میں دریا نظر آتا ہے ذرّے میں کل کائنات دکھائی دیتی ہے، اپنی غلطیاں پہاڑوں کی طرح نظر آتی ہیں جبکہ دوسروں کی غلطیاں ذرّے کے برابر نظر آتی ہیں دوسروں کی نیکیاں اعلیٰ و افضل نظر آتی ہیں انکے سامنے اپنی نیکیاں خوردبین سے بھی نظر نہیں آتیں۔ دوسروں کے مال پر نظر نہیں رہتی ، اپنے گھر میں دنیا کا بقدرِ کفایت سامان بھی بہت نظر آتا ہے پھر بندہ مثبت سوچ کے اس مقام پر پہنچ چکا ہوتا ہے کہ نفع و نقصان دونوں صورتوں میں اسے خوشی اور غمی سے بے نیاز کر دیا جاتا ہے۔

قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے ذرّے میں کُل
کھیل بچوں کا ہوا دیدہ و بینا نہ ہوا

marfat.com

میرے بھائی اس مقام پر نعمتوں کی بارشیں برستی ہیں بندے کو الطاف و اکرام سے نوازا جاتا ہے مگر بندے کو اس مقام پر پہلے سے بھی زیادہ محتاط رہنا پڑتا ہے محتاط رہنے کیلئے ہی تو مرشدِ کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا بندے کے لیے کونسی خطرناک چیز ہے جس سے بندہ دھوکہ کھا جاتا ہے فرمایا۔ الطاف و کرامات اسی لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **سَنَسْتَدْ رِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْن**۔ کہ ہم ان کو اس طرح آہستہ آہستہ کھینچتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے۔

اے میرے بھائی اے میرے عزیز جب تجھ سے کرامات کا ظہور ہونے لگے تو اللہ کی خفیہ تدبیر کو ضرور یاد رکھ جو تو کہے گا یا ظاہر کرے گا کہیں اسمیں تیری اپنی ذات سے کچھ شامل نہ ہو ورنہ جو کہا اسکے اُلٹ ہو جائے گا اور تو بدنام ہو گا لہٰذا راز کو راز رکھتے ہوئے اپنی منزل کو پانے کی کوشش کرتا رہ کبھی بڑا بول نہ بول، بلکہ ہمیشہ اللہ جَلَّ شانہٗ کے حضور عاجز اور حقیر بن کر رہ، اپنی اوقات نہ بھول بلکہ اپنی پیدائش پر غور کر اور مالک کے احسانات کا شکر بجالا۔

اللہ جَلَّ شَانہٗ کے ایک ولی کے گھر چور آیا گھر کا آدھا سامان لے گیا تو وہ اللہ کے ولی اس نقصان پر بھی شکر ادا کرنے لگے تو لوگوں نے عرض کیا حضور اتنے بڑے نقصان پر بھی اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا! کیا میں اللہ کا شکر ادا نہ کروں؟

1۔ میرا آدھا مال بچ گیا۔

2۔ میرا ایمان بچ گیا۔

marfat.com

3۔ میں خود تو چور بن کر کسی کے گھر نہیں گیا۔

4۔ کوئی سائل چور بن کر میرے گھر آیا، خالی تو نہیں گیا۔

میرے عزیز میرے بھائی غناء النفس یعنی دل کی تونگری جسے حاصل ہو وہ خالی ہاتھ ہوتا ہے تو بھی دونوں جہاں کی نعمتیں اسکے دامن سے وابستہ ہوتی ہیں کیونکہ اسکی ڈیوٹی تقسیم کرنے پر لگ چکی ہوتی ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں سارے جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

یدِ بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابیؓ حاضر ہوئے اور کچھ طلب فرمایا چنانچہ آپ ﷺ نے اسے عطا فرمایا تھوڑی دیر کے بعد اس صحابیؓ نے دوبارہ درخواست کی چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے پھر عطا فرمایا پھر تیسری مرتبہ درخواست کی چنانچہ آپ ﷺ نے پھر عطا فرمایا، جب چوتھی مرتبہ درخواست کی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا اللہ سے دل کی غِناء طلب کر کیونکہ جب تک دل نہیں بھرے گا حرص ختم نہیں ہو گی دل کی تونگری ہی بندے کو قناعت پسند بناتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔ **مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ**۔ جس نے میانہ روی اختیار کی وہ کبھی محتاج نہ ہو گا۔ قناعت پسند شخص کو تھوڑی چیز بھی زیادہ نظر آتی ہے لہٰذا وہ اللہ جلَّ شانہٗ کی عطا پر شکوہ نہیں کرتا بلکہ اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کافی سمجھتا ہے کیونکہ دنیاوی

marfat.com

مال و دولت اور رہن سہن کے اعتبار سے وہ اپنے سے کم لوگوں سے عبرت پکڑتا ہے کیونکہ اسے مثبت سوچ عطا ہو چکی ہوتی ہے اور وہ اپنے مولیٰ جَلَّ شَانُہٗ کا شکوہ کرنا مناسب ہی نہیں بلکہ اپنے لیے حرام خیال کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی نظر میں کتنے ہی ایسے معذور لوگ ہوتے ہیں جو ہاتھوں سے، کانوں سے، آنکھوں سے، پاؤں سے معذور ہو چکے ہوتے ہیں۔ اسی طرح جھونپڑیوں میں اور خانہ بدوشوں کی طرح عارضی جگہوں پر عارضی بسیرا کر چکے ہوتے ہیں، انکے پاس اگر صبح کا ہے تو شام کے لیے کچھ موجود نہیں ہوتا وہ ان پرندوں کی طرح ہوتے ہیں جو صبح اپنے رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں اور شام اپنے گھروں میں بغیر جمع کیے گزارتے ہیں۔ انکی نظر میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو فٹ پاتھ پر زندگی کے دن پورے کر رہے ہوتے ہیں ایسے لوگ بھی انکے سامنے ہوتے ہیں جو بغیر کسی قصور کے جیلوں میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ان مسافروں کو بھی جانتے ہوتے ہیں جو راستے میں زادِ راہ کھو چکے ہوتے ہیں اور لوگوں سے دست سوال دراز کر رہے ہوتے ہیں وہ ایسے لوگوں کو بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں جو ہسپتالوں میں اپنی بیماریوں کے علاج کے لیے ادویات کی پرچیاں اُٹھائے دوسروں سے توقع اور امیدیں وابستہ کئے مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں انکے تصوّر میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جنکی بچیاں اپنے روزگار کے لیے امراء کے گھروں میں سارا دن کام کاج کر کے انکی جلی کٹی سن کے چند روپے معاوضہ لیکر اپنا گزارہ کر رہی ہوتی ہیں۔

میرے بھائی میرے عزیز اب تھوڑی دیر کیلئے تُو بھی سوچ اور تصوّر کر اگر تجھے اور تیرے

marfat.com

بچوں کو ان مصائب میں پھنسا دیا جائے تو پھر کیا ہو گا؟ اے مریدِ کامل دیکھ یہ سارا کچھ تیری نسبت کے صدقے میں تجھے عطا کیا گیا ہے مگر تو پھر بھی اللہ جَلَّ شانہٗ کے دیئے پر راضی نہیں ہے اللہ نہ کرے کہ تجھے بھی ان مسائل کا سامنا کرنا پڑے، میرے بھائی فوراً اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں معافی مانگ اور اسکی عطا پر شکر گزار بن جا، شکر گزاری لفظی نہیں بلکہ عملی ہونی چاہیے۔ تنہائی میں اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے ان احسانات کو یاد کر کے آنسو بہایا کرو تاکہ اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کو تیرا رونا پسند آ جائے اور وہ تیری روزی میں مزید برکتیں عطا فرما دے۔ روزانہ اپنا محاسبہ کر کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا شکر ادا کر سکا ہوں یا نہیں، جواب نہیں میں ہی ملے گا۔

کیونکہ اُس کی نعمتوں کا ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا** ۔ اگر تُم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سونے کی ایک ڈلی پیش کی اور ساتھ ہی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس صرف یہی کچھ ہے یہ قبول کر لیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اُس سے نظریں پھیر لیں مگر اُس نے دوبارہ عرض کیا تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے پھر نظر انداز فرمایا، جب تیسری مرتبہ اُس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے وہ ڈلی اُس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے لیکر اُسی کی طرف واپس پھینک دی اور فرمایا! اسے لے جاؤ اور اپنے

marfat.com

اہل وعیال پر خرچ کرو۔

صحابی رسول ﷺ کے اس عمل سے اضطراری کیفیت واضح نظر آرہی تھی اسی لیے تو سرکار دو عالم ﷺ نے یہ بات گوارہ نہیں فرمائی کہ کوئی شخص اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر ایسی نیکی کرے جس کے بعد اُسے پچھتانا پڑے اور اپنے بچوں کو بھوکا رکھنا پڑے اور وہ گلے شکوے کرتا پھرے، کیونکہ ایسا شخص غناء النفس یعنی دل کی امیری کے مرتبے پر فائز نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا سارا مال سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اگر چہ وہ سارا مال ایک کپڑے میں باندھ کر سر پر اٹھا کر لایا گیا تھا یعنی کل جمع پونجی یہی تھی مگر چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے خلوص اور غناء النفس کے درجے پر استقامت رکھتے ہوئے پیش کیا تھا اسی لیے سرکارِ دو عالم ﷺ نے سارا مال قبول فرمایا اور خود ارشاد فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو تو عاشقِ رسول ﷺ کا جواب یہ تھا کہ **اَبْقَيْتُهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ** ۔ کہ میں گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

یہ ہے دل کی تونگری۔ اللہ جلّ شانہٗ سے دُعا ہے کہ ہمیں اپنے محبوب ﷺ اور ہمارے مرشدِ کامل کی نظرِ عنایت سے دل کی امیری عطا فرمائے۔ اگر چہ ہم اس قابل نہیں ہیں مگر اس نعمت کے حصول کے لیے کوشش اور بارگاہِ خداوندی میں التجا تو کر سکتے ہیں۔

marfat.com

اسکی مشق اپنے گھر سے ہی شروع کریں۔ اگر گھریلو ضروریات کی اشیاء میں بظاہر کمی بھی نظر آئے تو پھر بھی دل میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ خود بھوکے رہنے اور اہلِ خانہ کو کھلانے کی کوشش کریں پھر اسی طرح اگر گھر میں یہ ماحول بن جائے تو اپنی پسندیدہ چیز جو کہ بظاہر تھوڑی ہی کیوں نہ ہو دروازے پر موجود سائل کو دیں یا اپنے ہمسائے کے گھر بھیجیں۔ پھر دیکھیں آپ کے دل میں سکون و اطمینان کے دھارے پھوٹیں گے اور یہی ایثار کا جذبہ آپ کو مقرّبین میں شامل کردے گا،لیکن شرط یہ ہے کہ اس نعمت کا اظہار عوام میں نہ کر بلکہ جو تُو نیک عمل کرے اُسے فوراً بھول جا۔

marfat.com

دائمی نماز کی حقیقت کیا ہے؟

میرے عزیز میرے بھائی یہ بات اچھی طرح جان لے کہ دین صرف وہی ہے جو سرکار
دو عالم شہنشاہِ کون و مکاں ﷺ لیکر دنیا میں تشریف لائے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کی زندگیاں اسی دین پر نثار ہوئیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد اولیائے
اُمت کو احیائے دین کے لیے منتخب فرمایا گیا۔ **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ
الاِسْلَامُ**۔ بے شک اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہی ہے۔ اولیائے اسلام اسی دین کا
پرچار کرتے رہے، کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اگر کسی ذی شعور بزرگ سے بھی
شریعت کا انکار دیکھیں تو سمجھ لیں وہ بزرگ بزرگی کے لائق نہیں، حقیقت میں وہ جاہل
ہے بشرطیکہ یہ فتویٰ لگانے والا خود شریعت سے اچھی طرح واقف ہو، عالم ہو اور شریعت
کے تمام احکامات سے باخبر ہو۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ **اَصْحَابِی کَا النُّجُوم فَبِاَیِّھِمُ
اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ**۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔ بس تم
صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی پیروی بھی کرلو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

ہاں وہ بزرگ جو شریعت کے مکلف نہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو حالتِ جذب و مستی میں
رہتے ہیں۔ وہ دنیاوی امور میں بھی پابند نہیں ہوتے، ایسے لوگوں کی پہچان بے حد
مشکل ہے۔ کامل مرید کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کو دیکھے تو اُن پر اعتراض نہ کرے بلکہ
خاموشی رکھے اور ایسے لوگوں کی صحبت سے بچے کیونکہ مریدِ کامل پر تو غیر شرعی فعل دیکھنے

marfat.com

ہوئے احسن طریقے سے اصلاح لازم ہے چہ جائیکہ وہ عوام کی طرح کسی مجذوب پر پتھر برسانا شروع کردے اور اُسے بُرا بھلا کہنا شروع کردے۔

میرے بھائی کسی کو سزا دینے سے پہلے یہ سوچ کہ زندگی میں کبھی یہ گناہ تجھ سے تو سرزد نہیں ہوا، اگر ایسا گناہ جس کی کسی کو سزا دے رہا ہے تجھ سے سرزد ہو چکا ہے تو پہلے وہی سزا اپنے آپ کو بھی دے۔

ایک مرتبہ ایک شخص سے زنا سرزد ہو گیا، لوگ جمع ہو گئے اور اس گناہگار شخص کو سزا دینے کے لیے پتھر ہاتھ میں اُٹھا لیے تاکہ اُسے رجم کرسکیں۔ اتنے میں وقت کے بہت بڑے کامل ولی تشریف لائے اور فرمایا! اے لوگو اس گناہگار کو سزا دینے سے پہلے ذرا سوچ لو کہ کہیں تم سے تو ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا تم میں سے صرف وہ شخص یہاں ٹھہرا رہے جو خود اس گناہ سے بچا ہوا ہے تاکہ سزا دینے والا سزا دینے کے قابل بھی تو ہو۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ جمِ غفیر آن کی آن میں ختم ہو گیا اور اس جگہ سوائے اس گناہگار کے کوئی باقی نہ رہا۔

میرے بھائی اگر ہم اپنے گریبان میں دیکھ لیں تو انشاء اللہ ہمیں جہاں میں کوئی بُرا نظر نہیں آئے گا۔

پڑی جو اپنے گناہوں پہ نظر
تو جہاں میں کوئی بُرا نہ رہا

اللہ کا ولی ہوتا وہی ہے جو شریعت کا پاسبان ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ شریعت کے احکامات پر عمل نہ کر رہا ہو، شریعت کے احکامات پر عمل نہ کرنا اللہ کے ولی کے مقام،

marfat.com

مرتبے میں کمی کا باعث ضرور بنتا ہے۔ مگر اللہ جَلَّ شَانُہٗ اسے دائرہ ولایت سے خارج
نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ کا ولی شریعت کے کسی بھی حکم کا انکارنہیں کرتا۔ اللہ کے ولی سے
جب یہ پوچھا جائے کہ آپ نمازوں کے پابند کیوں نہیں ہیں؟ تو وہ یہ نہیں کہتا کہ میں تو
ہر وقت نماز میں ہوں، تمہیں کیا معلوم کہ مجھے میرے مرشد نے دائمی نماز پڑھا دی ہے
اب مجھے اِن نمازوں کی ضرورت نہیں۔ میرے بھائی جو شخص ایسی باتیں کرتا ہے وہ کسی
صورت میں بھی اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ولی نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تو شیطان کا ساتھی کہلاتا
ہے۔ کیونکہ نفس وشیطان نے اُسے سست اور کاہل بنادیا، وہ دین کے احکامات کی پیروی
کی جائے نیا دین متعارف کروا رہا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ کا ولی مت مانو بلکہ وہ تو جاہل
ہے۔ ہاں اگر کسی مصلحت یا مجبوری کی وجہ سے اللہ کے کسی ولی سے شریعت کے حکم میں
سُستی ہوگئی اور اُس سے کسی نے پوچھ لیا تو اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا وہ ولی فوراً اپنی غلطی کا
اعتراف کرے گا اور اُسے شرمندگی بھی ہوگی۔ وہ اپنی جھوٹی انا کو بروئے کار نہیں لائے
گا، ضد نہیں کرے گا بلکہ فوراً شریعت کی طرف رجوع کرلے گا۔

اے میرے بھائی اے میرے عزیز دائمی نماز جو طریقت میں عرفِ عام ہے اس سے
مراد ہرگز یہ نہیں کہ بندہ فرائض کو چھوڑ دے بلکہ دائمی نماز انہیں فرض نمازوں کے دائرہ
کار کو وسیع کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ**۔ بے شک نماز بندے کو فحش کاموں اور دوسری بُرائیوں سے
روکتی ہے۔

marfat.com

اب جو بندہ نماز پڑھتا ہے مگر نہ تو فحاشی سے بچتا ہے اور نہ ہی دوسری برائیوں سے بچتا ہے حالانکہ نماز پڑھنے کا اصل مقصد تو انہی برائیوں سے بچنا ہے اور دیدارِ الٰہی جَلَّ شَانُہٗ سے سرفراز ہونا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دیکھیں کیا ہماری نمازیں اس مقصد کو پورا کر رہی ہیں؟ یقیناً نہیں۔ تو پھر ہمیں نماز کے اصل مقصد کے حصول کے لیے کوشش درکار ہے اس کوشش کے لیے مرشدِ کامل کی صحبت درکار ہے، مرشدِ کامل کی نگاہِ عنایت ہی سے فرائض میں لطف ولذّت نصیب ہوگا۔ کیونکہ مرشدِ کامل ہی وہ ہستی ہے جو بندے کو رہنمائی عطا فرماتی ہے۔ کہ اے مریدِ کامل صرف پانچ وقت کی نماز پر ہی اکتفا نہ کر بلکہ تیری منزل اس سے بھی آگے ہے۔ تجھے فرائض کے علاوہ نوافل کو بھی ادا کرنا ہے اور ہر عبادت کے اصل مقصد کو اپنے اوپر وارد کرنا ہے اگر تو فحش کاموں اور بُرائیوں سے بچنے کی کوشش میں کامیاب ہو گیا تو سمجھ لے تُو دائمی نماز کا مستحق بن گیا، تیری فرض نمازیں تجھے فائدہ پہنچا رہی ہیں اور تُو ہمہ وقت اِن نمازوں کے ثمرات سے مستفیض ہو رہا ہے گویا کہ تُو ہر آن، ہر لمحہ اور ہر گھڑی نماز میں ہی ہے۔ اسی کو دائمی نماز کہتے ہیں یہ مقام حاصل ہونے کے بعد بھی ظاہری نمازیں ترک نہیں کر سکتا بلکہ اب تو ظاہری نمازیں تمہیں بدرجہ اولیٰ مقدم رکھنی ہیں تاکہ عوام کو بھی اس منزل تک پہنچانے میں تیرے لیے آسانی ہو۔ باباجی سرکار اکثر فرمایا کرتے ہیں۔

اگ کھاوے انگارے مگے تے پانی اُتّے چلّے
صوم صلوٰتوں تارک ہویا کجھ نئیں اوہدے پلّے

marfat.com

یعنی بندہ کتنے ہی بڑے مرتبے پر فائز کیوں نہ ہو، بظاہر صاحبِ کرامات ہی کیوں نہ
ہواگر جان بوجھ کر نماز اور روزے کو ترک کرے گا تو گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اور اگر انکار
کرے گا تو سمجھ لیں وہ صاحبِ کرامت اہلِ ایماں سے نہیں بلکہ وہ غیر مسلم صاحبِ
استدراج ہے۔ یعنی شعبدہ باز ہے اور شیطانی ہتھکنڈے دکھا رہا ہے۔ ایسے شخص کی
پیروی کی ضرورت نہیں۔ ایسے لوگ دین کے چور ہیں اور بزرگانِ دین کی بدنامی کا
باعث ہیں۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے ایسے لوگوں کے شر سے بچنے کے لیے پناہ طلب کرتے
رہیں اور اپنے مرشدِ کامل کے دامن سے وابستہ رہیں انشاء اللہ عنقریب منزلِ مقصود تک
پہنچ جائیں گے۔

نماز پڑھنے سے اگر تُو فحش اور بُرے کاموں سے بچ گیا تو سمجھ لے تیری نماز بارگاہ
خداوندی جَلَّ شَانُہٗ میں مقبول ہے ورنہ قبولیتِ نماز کی توقع بے سود ہے۔ اب چونکہ
ہمیں گناہ، گناہ ہی نظر نہیں آتے، ہم صرف کبیرہ گناہوں کو ہی گناہ سمجھتے ہیں اور خوش فہمی
میں مبتلا ہیں کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں الحمد للہ، گناہوں سے بھی بچتے ہیں، کم از کم
دوسروں سے تو بہتر ہیں۔

میرے بھائی میرے عزیز چند ایسے گناہوں کا تذکرہ حاضرِ خدمت ہے۔ اللہ نہ کرے
ہم لاشعوری طور پر کہیں اِن میں مبتلا تو نہیں ہو گئے۔ اگر میرا کوئی بھائی غیر اِرادی طور
پر ایسے گناہوں میں ملوث ہے تو میں ہاتھ جوڑ کر ایسے گناہوں سے بچنے کی التجا کرتا
ہوں۔

marfat.com

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

کیا ہم موسیقی سنتے ہیں؟ موسیقی کو روح کی غذا سمجھتے ہیں، گانا سننا جائز سمجھتے ہیں، فلمیں دیکھنا پسند کرتے ہیں اور انہیں بعض روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ فلاں بزرگ، فلاں صحابی رضی اللہ عنہ بھی سنتے تھے۔ میرے بھائی میرے عزیز بزرگانِ دین کا گانا سننا تو دُور کی بات ہے اگر بھولے سے اُن کے کانوں میں گانے کی آواز بھی پڑ جاتی تو اپنے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال لیتے یعنی اِس گناہ کو بھی اتنا بڑا گناہ تصوّر کرتے اور اللہ کریم جلَّ شَانُہٗ سے معافی مانگتے تھے۔ منگنی اور شادی بیاہ کے موقع پر تو ہمیں واقعی کوئی روکنے والا نہیں ہوتا کیونکہ یہ خوشی کا موقع ہے روز روز تھوڑا آنا ہے۔ میرے بھائی واقعی خوشی کا موقع روز روز نہیں آتا یہی تو وہ وجہ ہے جس سے ہمارا گمان اور توقع متاثر ہوتی ہے اور اللہ کریم جلَّ شَانُہٗ اس بندے کے لیے فیصلہ فرما دیتا ہے آئندہ اس کے لیے روز روز خوشی نہ دی جائے کیونکہ اس کا گمان ہی یہ ہے۔ لہٰذا بندہ لاشعوری طور پر پریشانیاں اپنے گلے لگا لیتا ہے۔ اسی طرح ہم موبائل کی ٹُون گانے کی آواز لگا لیتے ہیں۔ میرے بھائی کیا یہ نیکی کا کام ہے؟ بعض اوقات شرافت اور عقیدت کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ جب کبھی اہل اللہ کی محفل میں ہمارے موبائل پر کوئی کال آجاتی ہے تو بڑی سُریلی آواز میں گانا آن ہو جاتا ہے اسی طرح موبائل کی سکرین پر کسی نہ کسی اجنبیہ خاتون کی تصویر اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے لگا لیتے ہیں۔ میرے بھائی آنکھوں کی ٹھنڈک تو سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان کے مطابق نماز میں

marfat.com

ہے، یہ غیر محرم کی تصویر جسے ہم آنکھوں کی ٹھنڈک کا نام دیتے ہیں یہ تو دوزخ کی آگ کی سلائی کا باعث ہے جو بدنگاہی کی وجہ سے پھیری جائے گی۔

میرے بھائی میرے عزیز ہم اپنے گھروں، دکانوں اور گاڑیوں میں بھی ایسی تصاویر آویزاں کر چکے ہیں کیا ان کی زیارت سے ثواب کی توقع رکھتے ہیں؟ اگر یہ چیزیں گناہ نہیں لگتیں تو کیا خیال ہے ہم کبھی گوارا کریں گے کہ ہماری بیٹی یا بہن کی تصویر لگائی جائے؟ یا ہماری بچیاں ٹی وی یا سینما کی اسکرین پر نظر آئیں۔

میرے عزیز میرے پیارے اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے پیارے نبی ﷺ نے ہمیں گناہ کو پرکھنے کا بہترین معیار عطا فرما دیا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

اَلاِ ثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ۔ گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے کہ کہیں لوگوں کو میرے اس فعل کی خبر نہ ہو جائے۔

اب چونکہ اکثر گناہ ایسے ہیں جو لوگوں میں عام ہو چکے ہیں اور لوگ ان گناہوں کو گناہ سمجھتے ہی نہیں لہٰذا اس کو پرکھنے کے لیے یہاں **النَّاس** سے مراد ایسے لوگ ہیں جو معیارِ حق ہیں جو اچھائی اور برائی کو سمجھتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ کام جو عوام میں عام ہو چکے ہیں کیا ہم یہی کام اپنے شیخ کی موجودگی میں کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے پیارے رسول ﷺ کی حاضری میں ایسے کاموں کا ارتکاب کر سکتے ہیں؟ میرے بھائی نمازی تو ایسے کام نہیں کر سکتا، ہاں آجکل ایسے گناہوں سے بچنا چونکہ انتہائی دشوار ہو چکا ہے لیکن ہمیں برائی روکنے کے لیے وہ ہمت، وہ حوصلہ درکار ہے جو مردِ درویش کو

marfat.com

عطا کی جاتی ہے کیونکہ اسے اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا وہ ہمیشہ حق بات کہتا ہے خواہ کسی کو اچھی لگے یا بُری کیونکہ اس کا ہر عمل اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ اور اسکے رسول ﷺ کی رضا کے تابع ہوتا ہے۔

میرے بھائی میرے عزیز برائی روکنے کے تین درجے ہیں۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے جب تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو وہ اسے ہاتھ سے روکے اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے زبان سے منع کرے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم از کم اس برائی کو دل میں بُرا جانے۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے پیارے رسول شہنشاہِ کون ومکاں ﷺ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ گناہ کو اپنی امت کے لیے دل میں برا جاننے کی اجازت عطا فرمائی تا کہ میرا ہر اُمتی **تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ** ۔کے حکم میں اپنی نمازوں کو شرفِ قبولیّت سے مزّین کر سکے اور اتنے چھوٹے عمل کے ذریعے برائی سے روکنے والوں کی لسٹ میں شامل ہوسکے۔

میرے بھائی میرے عزیز اب اس کے لیے ہمارے ذمّے کوشش ہے جتنا ممکن ہو اپنی ذات سے،اپنے گھر تک،اپنے احباب تک پھر عوام تک یہ پیغام بڑے احسن طریقے سے پہنچانا ہے کہ بدمزگی بھی پیدا نہ ہو۔

یہ ہماری ذمہ داری ہے ہم اہل اللہ سے پیار کرنے والے ہیں سرکارِ دوعالم ﷺ کی شفاعت کے منتظر ہیں اور اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں اپنی نمازوں اور دیگر عبادات کو

marfat.com

شرفِ قبولیت کی تمنّا رکھنے والے ہیں۔

میرے بھائی میرے عزیز اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے پیارے حبیب، سرورِ کائنات، سردارِ مکہ و مکرمہ، سرکارِ مدینہ ومنوّرہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے۔ **مَنْ اَحَبَّ شَیْاءً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ**۔ جو کسی سے پیار کرتا ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔

ہمیں سوچنا ہے، غور کرنا ہے کہ ہم کس کا تذکرہ زیادہ کرتے ہیں اگر ہماری زبان پر اللہ والوں کا تذکرہ ہے تو سمجھ لیں ہمارے جیسا خوش نصیب کوئی نہیں اور اگر اللہ نہ کرے ہماری زبان پر سیاستدان، فلمی اداکار، اپنے دنیاوی عارضی وفانی دوست ہیں تو سمجھ لیں ہمارے جیسا بدنصیب کوئی نہیں۔ ہم جب حلقہ احباب میں موجود ہوتے ہیں تو دیکھیں کہیں ہم غیبت، چغلی، جھوٹ، مذاق، فضول گفتگو، بے صبری، دنیاوی مال ومتاع کی حرص، تہمت، ریاکاری، بدنگاہی اور اپنے گناہوں پر خوشی کا اظہار تو نہیں کرتے۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے اُمید ہے کہ میرے پیر بھائی ایسے نہ ہوں، میں تو ان کے لیے بڑے بڑے مقامات کی توقع رکھتا ہوں کیونکہ شاید وہ نہیں جانتے کہ انکے مرشدِ کامل کا کیا مقام ہے؟

میری دعا ہے کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ میرے تمام پیر بھائیوں اور عقیدت مندوں کو ایسا بنا دے کہ ہم سب اللہ جَلَّ شَانُہٗ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پسند آجائیں، ہمارے اعمال بہتر ہو جائیں، ہماری سوچ بہتر ہو جائے، ہماری محفلیں اچھی ہو جائیں، ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق مل جائے، کیونکہ مسلمان ہوتا ہی وہ ہے جس کے ہاتھ

marfat.com

اور زبان سے دوسرے سب محفوظ رہین، ہماری وجہ سے کسی کا دل نہ دُکھے بلکہ ہم
دوسروں کا کام آسکیں آمین۔ **بجاہ نبیك الکریم**۔

گر قبول افتد زہے عزّ شرف۔

ہم کہاں ہیں؟

اے میرے بھائی! اگر ہم تھوڑی سی توجہ کرلیں اور دیکھ لیں کہ اس وقت سرکار کی نظر میں ہمارا کیا مقام ہے؟ اور ہم اس مقام سے کتنے فاصلے پر ہیں؟ کیا ہم آسانی سے اپنے مقام ومرتبے پر فائز ہونا چاہتے ہیں؟ اپنی منزل پر پہنچنے کی خواہش اور طلب رکھتے ہیں، پھر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس منزل پر پہنچنے کی طلب میں صدقِ دل سے اور توجہ سے کتنی کوشش کررہے ہیں۔ اگر ہم اپنی بساط کے مطابق تھوڑی سی بھی کوشش کررہے ہیں تو سمجھ لیں ہم ایک سُست رفتار سواری پر سوار ہیں اور اگر ہماری کوشش تیز ہے تو پھر ہم تیز رفتار سواری پر سوار ہیں اور انشاء اللہ عزّ وجلّ جلد اُس منزل کو پالیں گے اور اللہ نہ کرے اگر ہم کوشش کے لفظ سے ہی واقف نہیں تو پھر ہماری منزل کیا ہوگی؟ کیا ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اپنے آپ کو اپنے مرشد کا خادم کہلائیں یا ان کے سلسلے میں مرید تصوّر کریں؟ آئے ہم سب اپنی اپنی منزل پر پہنچنے میں اپنی طلب اور کوشش کا جائزہ لیں۔

1۔ کیا میں روزانہ اپنا محاسبہ کرتا ہوں؟ اللہ جلّ شانہٗ، اُس کے رسول ﷺ اور اپنے

marfat.com

مرشدِ کامل کا تصوّر کر کے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کر کے روزانہ معافی مانگتا ہوں۔اور رونے کی کوشش کرتا ہوں اور اس میں کس حد تک کامیاب ہوں۔

2۔ کیا مجھے ہر روز اپنے مُرشد کی بارگاہ میں حاضری لگوانے کا طریقہ معلوم ہے؟ یعنی بڑے ادب سے اُن کا تصوّر کر کے اُن کی سیرت کو اپنانے کی کوشش کرتا ہوں۔

3۔ کیا مجھے مہینے میں کم از کم ایک بار اپنے مرشدِ کامل کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوتا ہے؟ یعنی اُن کی زیارت سے مستفیض ہوتا ہوں۔

4۔ کیا میں اپنے مرشد کے نقشِ قدم پر چلنے کے لیے اُن کے جاری کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہوں؟ کیا میں اس خدمت کو بہت زیادہ تصوّر کر کے مطمعن تو نہیں ہو رہا؟ حالانکہ اِسی خدمت کا تناسب اپنی ذات، اہل وعیال، دوست احباب اور سیر وتفریح کے لیے کتنا رکھتا ہوں؟ کیا اپنے شیخ کو اِن سب پر ترجیح دیتا ہوں؟ اور شیخِ کامل کو ترجیح نہ دینے کی صورت میں شرمندگی محسوس کرتا ہوں؟

5۔ کیا مالی حیثیّت اچھی نہ ہونے کی صورت میں دل میں نیک کاموں میں خرچ کرنے کی اچھی اچھی نیّتیں کرتا ہوں؟ کیونکہ نیّتوں کا بھی اجر ملتا ہے۔

6۔ اپنے شیخ کی زیارت کے لیے تو جانا چاہتا ہوں مگر زادِ راہ کا خیال آجاتا ہے۔میرے بھائی تیرے شیخ تیری حاضری کو اِتنا اہم خیال کرتے ہیں کہ اس کے اسباب فراہم کرنے کے لیے بھی تیّار ہیں تاکہ تیرے دل میں یہ حسرت باقی نہ رہے کہ اگر میرے پاس رزق کی فراوانی ہوتی تو میں اپنے شیخ کی بارگاہ میں

marfat.com

حاضری کے لیے ضرور جاتا، ایسی صورت میں خاموشی سے اپنی طلب اپنے شیخ
کی بارگاہ میں پیش کردے تو تیرے لیے انتظام کردیا جائیگا۔

7۔ کیا میں حلال اور حرام میں فرق جانتا ہوں؟ اور زندگی کے ہر شعبے میں اپنے اعضاء کا استعمال حلال اور حرام کا خیال رکھتے ہوئے کرتا ہوں۔

8۔ کیا میں اپنے بچوں کو اپنے شیخِ کامل کی بارگاہ میں لاتا ہوں اور اُنکی صحبت سے مستفیض کرتا ہوں؟ اور اُنکی تربیّت اس انداز سے کررہا ہوں کہ میری زندگی کے بعد بھی میرے نقشِ قدم پر چلیں اور میری بخشش کا ذریعہ اور درجات کی بلندی کا باعث بنیں۔ کہیں لاڈ پیار میں اُنہیں خودسر تو نہیں بنا رہا کہ وہ میری ایک نہ مانیں، بلکہ ہمیشہ اپنی بات منوانے کے عادی ہوچکے ہوں۔

9۔ کیا میں اچھے اخلاق اپنانے اور بُرے اخلاق سے بچنے کی عملی کوشش کرتا ہوں؟ یا صرف دعاؤں پر ہی اکتفا کرلیتا ہوں۔

10۔ کیا میں اہل اللہ کا تذکرہ خصوصاً اپنے شیخ کا ذکر کرتا ہوں اور سنتا ہوں؟ اور اُن کی ذات سے پیار کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ نیک لوگوں کے تذکرے اور اچھی صحبت کے لیے فضول مجلسوں کی بجائے مدنی چینل، پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری کی سی ڈیز اور دوسری اسلامی کُتب کا مطالعہ کرتا ہوں اور اُن پر کس حد تک عمل کی کوشش کرتا ہوں۔

11۔ کیا میں فلموں، ڈراموں، ناولوں اور بُری مجلسوں کو چھوڑنے کی کوشش کرتا

marfat.com

ہوں؟ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اگر میرا دن ان کاموں میں گزرے گا تو رات
کو خواب بھی اسی طرح کے دیکھوں گا۔

12۔ کیا میرے خواب نفسِ امارہ کے خواب تو نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا میں نفس
امارہ سے نفسِ لوّامہ میں جانے کی کوشش کرتا ہوں؟ میں خواب میں کتے،
سانپ، درندے، ڈراؤنی شکلیں، چور، ڈاکو، لڑائی جھگڑے، غلاظتیں،
فلمیں، ڈرامے، اور اسی طرح کے دوسرے شیطانی خواب تو نہیں دیکھتا؟

13۔ کیا میں خواہش اور طلب رکھتا ہوں کہ میرے خوابوں میں مجھے میرے مرشد کا
دیدار ہو، گنبدِ خضراء کے جلوے ہوں، خانہ کعبہ کی بہاریں ہوں اور ہر رات
اولیائے عظام کی محفلوں اور مجلسوں میں گزرے، تو پھر جلدی کیجیئے اور ابھی
سے آغاز کردیجیئے اپنی زندگی میں اپنے افکار میں تبدیلی لائیے انشاء اللہ عزّ وجلّ
اپنا مقصود پالیں گے۔

14۔ کیا میں مسلمان ہوں؟ کیونکہ مسلمان تو وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے
دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، میں کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچارہا اگر ایسا ہے تو فوراً
اس سے معافی مانگ۔۔ ہاں اگر کوئی تجھ پر ظلم کرتا ہے تو تُو اسے معاف کردے،
اسے دعائیں دے اور ممکن ہو تو تحفے اور ہدیئے سے اسکی خیر خواہی کر۔

15۔ دنیا کے مقابلے میں دین کے لیے کتنا وقت نکالتا ہوں؟ اپنے شیخ کے لیے
چوبیس گھنٹوں میں سے کتنے گھنٹے وقف ہیں؟ (یہ عام مریدین کیلئے ہے) مگر

marfat.com

خواص کے لیے تو ایک لمحہ بھی دنیا کے لیے نکالنا بہتر نہیں۔ کیونکہ وہ تمام اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ رزیلہ کو سمجھتے ہیں اور اُنکی سوچ ہمیشہ اپنے مرشد کے تابع ہوتی ہے۔ انکا دنیا کے لیے وقت بظاہر دنیا کے لیے ہوتا ہے حقیقت میں انکا ہر فعل عبادت بن جاتا ہے۔

16۔ کیا میں اپنے سلسلے کی کُتب وسیلہ شفاعت، گلستانِ جیلاں اور مریدین کے لیے گزارشات کا روزانہ مطالعہ کرتا ہوں؟ کیونکہ مرشد کی طرف سے ملی ہوئی کتب مرشد کی صحبت کا مظہر ہوتی ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایک بار پڑھ کر ایسے ہی چھوڑ دی ہوں جیسے (پیر پھڑ چھڈ یا) یعنی بیعت تو ہو گئے مگر نہ تو صحبتِ مرشد میسرّ ہوئی اور نہ ہی بیعت کے مقصد کو سمجھنے کی کوشش کی۔

17۔ کیا خواب میں سرکار کا دیدار نصیب ہو جائے تو اس میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہوں یا فقط اسی پر اکتفا کر لیتا ہوں اور اس بات سے اپنے آپ کو تسلّی دے لیتا ہوں کہ جیسے سرکار کی مرضی جب چاہیں دیدار کروا دیں مجھے تو کوئی طلب نہیں۔

18۔ کیا میں اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں یا ان سب کو نظر انداز کر کے بظاہر دین کے لیے (یا صحبتِ مرشد کے لیے) اپنے آپ کو وقف سمجھتا ہوں حالانکہ اُن کے حقوق ہی تو دین کی اصل ہیں۔

19۔ اپنے پیر بھائیوں کا ملنا پیر کا ملنا تصوّر کرتا ہوں اور کیا اُنکی کوتاہیوں سے

marfat.com

درگذر کرتا ہوں؟ کہیں اُنکی غلطیاں اور خطائیں دوسروں کو تو بیان نہیں کرتا، حالانکہ مجھے تو سب کی پردہ پوشی کرنے کا حکم ہے۔

20۔ اپنے سلسلے کا تمام مریدین وعقیدت مند جو دربارِ عالیہ وہاڑی شریف یا رائے ونڈ شریف حاضر ہوتے ہیں، جتنے بھی نکمّے اور گندے کیوں نہ ہوں کیا میں اپنی ذات سے بہتر سمجھتا ہوں؟ اور اُنکے ہر عمل پر اُنہیں بار بار ٹوکتا تو نہیں رہتا، حالانکہ اُن کی رہنمائی سے پہلے مجھے اپنی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔

21۔ اگر کبھی اپنے شیخ کی بارگاہ میں اپنے بیوی بچوں کو لاتا ہوں تو کیا اُنکی تربیت کرتا ہوں؟ کہ وہاں اہلِ خانہ کے ساتھ گھریلو کام کاج میں اُنکا ہاتھ بٹانا ہے نہ کہ مہمان بن کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا ہے بلکہ خدمت میں عظمت کو سمجھتے ہوئے تمام امورِ خانہ داری میں شانہ بشانہ ساتھ دینا ہے۔

22۔ اگر کبھی مرشدِ کامل کی بارگاہ سے یا پیر بھائیوں کی طرف سے اچھا سلوک نہ بھی ہوا تو بھی دل میں حزن وملال پیدا نہیں ہونے دینا کیونکہ اس میں حکمت ہے، اگر تُو برداشت کر گیا اور کسی سے گِلہ شکوہ نہ کیا تو اس کا صلہ دیکھنا پھر کہنا!

23۔ دورانِ سفر بسوں میں وڈیو دیکھنے کی بجائے اپنی آنکھیں نیچی کیے اِس آفت اور مصیبت پر آنسو بہا اور یہ خیال کر کہ تیرے شیخ تیرے ساتھ ہیں اور تجھے آزمائش میں ڈال رہے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا تُو شوق سے فلم دیکھتا ہے یا اپنے مرشد کا تصوّر کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر کے یہ تکلیف برداشت

marfat.com

کرتا ہے۔ اگر تو کامیاب ہو گیا تو پھر دیکھنا اس کا صلہ کیا ملتا ہے۔

24۔ اگر کوئی خوبصورت دوشیزہ نظر آ جائے تو فوراً اپنی نگاہیں نیچی کر لینا اور اُسے اپنی بہن یا بیٹی سمجھ کر شرم وحیا کا پیکر بن جانا اللہ جلّ شانہٗ، اُس کے رسول ﷺ کے فرامین کو یاد کرنا اور اپنے مرشد حضرت پیر شیخ عطاء جیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ کے اُن ایام کو یاد رکھنا جو اُنہوں نے اپنے شیخ کے حکم سے طوائفوں کے محلے میں انتہائی پارسائی کے ساتھ گزارے اور اُن سب طوائفوں کو مسلمان کر کے اپنے شیخ کی بارگاہ میں لائے۔

25۔ کسی کی غیبت سے پہلے سوچ لینا کہ تیری نیکیاں اُس کے کھاتے میں جا رہی ہیں اور اُسکے گناہ تیرے کھاتے میں آ رہے ہیں۔

26۔ اگر کبھی شیخِ کامل سے تجھے کوئی حکم پہنچے تو اپنی خوش نصیبی سمجھ اُس حکم کی بجا آوری کے لیے اُسے مقدم رکھ اور اپنی ساری مصروفیات کو ثانوی حیثیت دے ورنہ تجھے اس نعمت سے محروم کر دیا جائے گا۔ کیونکہ تیرے شیخ تیرے محتاج نہیں بلکہ حقیقت میں تُو اُنکا محتاج ہے۔

marfat.com

محبت، عشق اور اُسکی علامات

میرے بھائی میرے عزیز! محبت کے عروج کا نام عشق ہے، محبت کے لیے دیکھنا یا سننا شرط ہے بن دیکھے محبت ہو سکتی ہے مگر خوبیاں اور محاسن جب تک دل و جاں میں پیوست نہیں ہو جاتے اُس وقت تک محبت مکمل نہیں ہوتی لہٰذا سننا دیکھنے سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے اللہ جَلّ شانُہٗ کے پیارے نبی ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تُو نے اُس کے لیے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے؟ اِس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس نمازیں اور روزے تو اتنے نہیں ہیں مگر میں نے اُس دن کے لیے کچھ تیاری کی ہے۔ فرمایا کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں یہ سُن کر سرکار ﷺ نے فرمایا! **اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ** ۔ تُو اُسی کے ساتھ ہو گا جس سے تُو نے محبت کی۔ یہ سننا تھا کہ اُس صحابی رضی اللہ عنہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ پیارے صحابی رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں نکل گئے اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ خوشخبری سنانے لگے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس فرمان پر بے حد خوش ہوئے۔ مدینہ پاک کی گلیوں میں عید کا سماں ہو گیا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ خوشخبری ایک دوسرے کو سناتے اور شکرانے کے طور پر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے اور مبارکبادیں دیتے۔

marfat.com

اپنے آپ کو مکمل طور پر اپنے محبوب کے سپرد کر دینے کا نام محبت ہے، جس سے محبت ہو جاتی ہے اُس کے عیوب و نقائص نظر نہیں آتے۔ **حُبُّكَ الشَّیٔ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ**۔ کسی چیز کی محبت آدمی کو اُس کے عیب دیکھنے سے اندھا اور سننے سے بہرا کر دیتی ہے۔ یعنی آدمی اپنے محبوب کے بارے میں کسی قسم کی کمی نہ دیکھنا پسند کرتا ہے اور نہ سننا پسند کرتا ہے۔ بلکہ محبوب کے تذکرۂ خیر سے ہی سکون پاتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں محبت اگر رائی برابر ہو تو مجھے ستّر سالہ ایسی عبادت سے جو بغیر محبت کے ہو زیادہ محبوب ہے۔ محبّ اور محبوب میں تذکرے ہی آتشِ عشق بڑھاتے ہیں اور ماسوئ سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ **اَلْعِشْق نَار" یُحْرِقُ مَاسِوَیٰ اللہ**۔ عشق ایک ایسی آگ ہے جو مرادِ حقیقی اللہ کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ یعنی یہی محبت اگر مجازی ہو بندہ مجاز میں اتنا مستغرق ہو جاتا ہے کہ خدا کو بھول جاتا ہے۔ ایسی محبت ایسا عشق سوائے تباہی و بربادی کے کچھ حیثیت نہیں رکھتا، ہاں البتہ یہی مجازی عشق بندے کو عشقِ حقیقی کی ایک جھلک ضرور دکھا دیتا ہے مگر اُس شخص کو جس کے مرشدِ کامل اپنے مریدِ صادق کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتے ہوں اور اُس کی حفاظت اپنے ذمّے لے چکے ہوں۔ شیخِ کامل کے لیے ضروری نہیں کہ اپنے مریدین کو مجازی عشق میں آزماتا رہے کیونکہ اللہ جَلَّ شانُہٗ کی عطا سے مرشدِ کامل کو بے شمار ایسے راستے عطا کیے جاتے ہیں جن سے وہ اپنے مریدین کو گزارتے ہیں۔ کیونکہ مجازی عشق میں جھوٹ کا شائبہ زیادہ ہوتا ہے۔

marfat.com

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گنبد میں دو ابابیل آپس میں محبت کی باتیں کر رہے تھے، نر ابابیل نے مادہ سے کہا کہ اگر میں چاہوں تو اس گنبد کو تہہ و بالا کر دوں ،حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سُن کر مسکرائے اور ابابیل کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا تُو نے یہ بات کیونکر کہی تو اُس نے جواب دیا اے اللہ کے نبی علیہ السلام عُشّاق کی اِن باتوں پر پکڑ نہیں کی جاتی، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابابیل تُو واقعی سچ کہتا ہے۔ میرے عزیز میرے بھائی! یہ تو پرندے تھے مگر تُو صاحبِ عقل ہے، ذی شعور ہے تجھ سے تیرے ہر عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پھر کیوں نہ عشقِ مجازی کی بجائے عشقِ حقیقی پر کوشاں ہو جا، عشقِ حقیقی کیسے نصیب ہوگا اس کے لیے محبت شرط ہے، محبت کیسے ہوگی اس کے لیے دیکھنا اور سننا شرط ہے۔ میرے بھائی جب تُو اپنے شیخ کامل سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اُس کی صحبت اختیار کر، تُو اُسے دیکھے گا اور سُنے گا پھر تجھے اُس کا تذکرہ نصیب ہوگا۔ مگر جب تُو نہ دیکھے گا اور نہ سُنے گا تو تذکرہ کیا کرے گا۔ میرے بھائی اس کا مختصر سا طریقہ عرض کیے دیتا ہوں اگر سمجھ میں آجائے تو عمل کر اور پھر دیکھ تُو کہاں سے کہاں پہنچتا ہے۔ میرے بھائی یہ بات تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ مجازی عشق میں اگر محبوب کی طرف سے کوئی خط مِل جائے تو محبّ اُسے کتنی بار پڑھتا ہے اور اگر کوئی پیغام مل جائے تو محبّ اُسے کتنی دفعہ اپنے اوپر لازم کرتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کے اس پیغام اور خط کو نہ حالتِ بیداری میں بھولتا ہے، نہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی نماز میں بھولتا ہے، نہ کاروبارِ زندگی میں بھولتا ہے اور نہ نیند میں غافل ہوتا ہے بلکہ وہی خط ہمہ وقت

marfat.com

اُسکی آنکھوں کے سامنے اپنے تمام تر لفظوں اور نقطوں کے ساتھ موجود ہوتا ہے وہی پیغام اُس کے ذہن پر نشے کی طرح سوار ہوتا ہے نیند میں بھی بُڑ بُڑاتا رہتا ہے، اہلِ خانہ اُسکے علاج معالجے کی کوششوں میں مصروف ہوتے ہیں مگر وہ بے چین ہوتا ہے اور اس پر کوئی دوائی اثر نہیں کرتی کیونکہ وہ اپنے اہلِ خانہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ تمام دکھوں اور پریشانیوں سے گزر کر پرورش کرنے والے والدین کو بھی بھول جاتا ہے۔ اُس کے جگری دوست پرائے ہو جاتے ہیں۔ الغرض شیطانی فریب کی وجہ سے وہ اپنے رب کو بھی بھول جاتا ہے۔ موجودہ دور میں خط اور پیغام کی جگہ موبائل اور انٹرنیٹ نے لے لی ہے، ذرا اِن عاشقوں کی حالت پر بھی غور کر لو جو کہ مندرجہ بالا تحریر سے بھی چار ہاتھ آگے جا چکے ہیں جسکی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

میرے بھائی میرے عزیز! اِن مجازی عاشقوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ محبت اور عشق سے پہلے ذرا سوچ لیں کہ جو کچھ میں کرنے لگا ہوں یا جدھر میری سوچ گھوم رہی ہے کیا اس پر میرے والدین، میرے مرشد، میرے پیارے رسول ﷺ اور خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ راضی ہونگے؟

سرکارِ دو جہاں شہنشاہِ کون و مکاں ﷺ کی بارگاہ میں ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سنتے ہی سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم میں سے اُس وقت تک کوئی بھی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کی اپنی

marfat.com

جان، اُس کے والدین، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں یہ سُن کر سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا! اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب تیرا ایمان مکمل ہو گیا۔ **اَلاَ لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لاَمُحَبَّۃَ لَہٗ** ۔خبردار جسے سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت نہیں اُسکا ایمان مکمل نہیں۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اگر ہو اسی میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ** ۔ اگر تُم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو پھر اللہ تُم سے محبت کرے گا۔ میرے بھائی! اللہ جَلَّ شانُہٗ سے محبت سرکارِ دو عالم ﷺ کی کامل غلامی سے نصیب ہو گی اور سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت مرشدِ کامل کی بارگاہ سے ملے گی۔ مجازی عشق و محبت میں گرفتار لوگ سوچیں، کیا وہ اپنے پیارے رسول ﷺ کو اپنی جان سے زیادہ پیارا سمجھتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہو تو پھر دوبارہ سوچیں کہ اس مجازی عشق و محبت میں اپنی زندگی ختم کرنے، حرام موت مرنے یا خودکشی کرنے کا کیوں سوچتے ہیں۔ ایسے الفاظ اپنی زبان پر کیوں لاتے ہیں ''میں اُس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، مجھے ایسی زندگی نہیں چاہیے'' بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اے مجازی عشق و محبت میں گرفتار! ذرا سوچ تُو تو سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنی جان اور سبھی دوسرے لوگوں سے زیادہ محبوب سمجھتا

marfat.com

تھا مگر اب تجھے کیا ہو گیا، تُو کیوں بھول گیا؟ کہ یہ دنیاوی محبتیں فانی ہیں اگر کوئی محبت باقی ہے تو وہ سرکارِ دو عالم ﷺ ہی کی محبت ہے، اسی محبت کے حصول کے لیے تو تُو اپنے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہے اب تُو ہرجائی کیوں بنتا ہے، تجھے تو "یک در گیر محکم گیر" پر عمل کرنا ہے۔ تجھے نہ تو اپنے والدین کی عزت عزیز ہے، نہ اپنے مرشد کی شرم وحیا ہے نہ اپنے نبی ﷺ کے دین کا پاس ہے اور نہ یومِ حشر کا کوئی خیال ہے۔

اے میرے بھائی، اے میرے عزیز! ایسی آفات سے بچنے کے لیے اپنے دل میں اپنے شیخ کی محبت پیدا کر اور اُنکی طرف سے ملے ہوئے وظائف اور کتب کا مطالعہ کرتا رہ، اللہ جَلَّ شانُہ' کی لا ریب کتاب قرآنِ مجید و فرقانِ حمید کو حرزِ جاں بنا اور اپنے پیارے رسول ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرتا رہ۔ ہاں پڑھنے، سننے اور دیکھنے میں اس بات کا خاص خیال رکھ کہ میں محض رضائے الٰہی جَلَّ شانُہ' کے لیے پڑھ، سُن اور دیکھ رہا ہوں۔

اسلامی کُتب کے مطالعہ کے لیے اور علماء و مشائخ کے خطابات کے لیے وسعتِ قلبی سے کام لیتے ہوئے حضرت سیدنا مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر عمل کر (یہ نہ دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے؟) اپنے دین کے ہر داعی کی بات سُن مگر عقیدہ پختہ رکھ اگر عقیدے میں کمزوری ہے تو صرف اپنے مسلکِ حق اہلِسنت کے علماء و مشائخ کو سُن، خواہ وہ دعوتِ اسلامی کے امیرِ اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری ہوں یا تحریکِ منہاج القرآن کے پروفیسر علامہ ڈاکٹر طاہر القادری ہوں۔

marfat.com

تحریکِ اہلسنت کے علماء ہوں یا سنّی تحریک کے مجاہد ہوں، مدنی چینل ہو یا ان علماء و مشائخ کی کُتب یا سی ڈیز وغیرہ ہوں انتہائی محبت اور حُسنِ ظن سے بڑے انہماک کے ساتھ حکمت کے موتی چُن اور یاد رکھ کہ علماء و مشائخ کے بظاہر اختلافات سے صرفِ نظر کر اسے مشیت ایزدی سمجھ اور سرکار دو عالم ﷺ کے اس فرمان کو یاد رکھ۔

اِخْتِلَافُ اُمَّتِی رَحْمَۃٌ" ۔میری اُمت کے اختلاف رحمت ہیں۔(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں)۔اپنی طاقت اور فہم و ادراک کے مطابق جو آسان نظر آئے اُس پر عمل کر اور جو مشکل نظر آئے اُس کے لیے اللہ کریم جَلَّ شانُہٗ کی بارگاہ سے عمل کی توفیق مانگ انشاء اللہ جَلَّ شانُہٗ تجھے نہ صرف عمل کی توفیق ملے گی بلکہ تیری چھپی ہوئی حکمتیں تجھ پر ظاہر ہونگی۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔ اَلْحِکْمَۃُ ضَآلَۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدْتُّھَا فَھُوَاَحَقُّھَا ۔حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے، پس وہ اُسے جہاں پائے لے لے وہی اُس کا حقدار ہے۔

حکمت کے لیے اللہ کا خوف ضروری ہے اور خوف کے لیے اپنے گناہوں کا احساس ضروری ہے۔سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے۔ رَاْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہ ۔حکمت کی اصل اللہ کا خوف ہے۔

marfat.com

مریدِ صادق

میرے عزیز میرے بھائی بیعت ہونا آسان ہے اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا، اسکے تقاضے پورے کرنا انتہائی مشکل ہے۔ مرید ہو کر جو ارادت کے مطلب سے واقف نہ ہو اور اُسکی زندگی میں تبدیلی واقع نہ ہو اسکی سوچ سابقہ سوچ سے منفرد نہ ہو، ممتاز نہ ہو تو پھر امتیاز کیسے بنے گا؟ امتیاز اس فرق ہی کا تو نام ہے جو پہلے کچھ اور تھا بیعت ہونے کے بعد کچھ اور ہو گیا۔ پہلے صرف دنیا سے محبت تھی پھر دین سے محبت ہو گئی۔ محبت کے لیے طلب پیدا ہوئی، طلب کے لیے کوشش کا آغاز ہوا پھر عید کا دن بھی مرشدِ کامل کی بارگاہ میں وہاڑی دربار عالیہ پر گزرنے لگا۔ حالانکہ عید کا دن وہ دن ہوتا ہے کہ والدین اپنے بیٹے بیٹیوں کو گھر میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ باباجی بھی اکثر امتیاز بھائی کو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ وقت گزارنے کی نصیحت فرماتے مگر دل میں جو محبت اور عشق کی لہریں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں وہ بندے کے بس میں نہیں ہوتیں، جذب و مستی کی وہ کیفیت تحریر میں نہیں آسکتی یہ نگاہِ مرشد کا فیض ہوتا ہے جس کے حصے میں ہوتا ہے اُسکی طلب میں صدق بھی پیدا ہو جاتا ہے بندے کے ذمّے مانگنا اور کوشش کرنا ہے اور اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرنا ہے۔ اس دور میں ہر شخص اچھائی اور بُرائی سے واقف ہے، ہر شخص کو گناہ سرزد ہونے سے پہلے اُسے ضرور آگاہ کرتا ہے کہ میں گناہ ہوں کیونکہ گناہ بندے پر خوف طاری کرتا ہے کہ کہیں کسی کو معلوم نہ ہو جائے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **اَلاِثمُ مَاحَاكَ فِی صَدْرِكَ اَنْ**

marfat.com

يَطَّلِعَ عَلَيۡهِ النَّاس۔

گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے کہ کہیں لوگوں کو اس کا علم نہ ہو جائے۔ گناہ بندے کے سینے میں ضرور کھٹکتا ہے مگر چونکہ وہ بندہ نفس و شیطاں کے بہکاوے میں آ چکا ہوتا ہے اس لیے اُس سے بچنا بندے کے لیے انتہائی مشکل ہوتا ہے وجہ صرف شیخِ کامل سے دوری اور تصوّرِ شیخ کا پختہ نہ ہونا ہے۔

امتیاز کا انتخاب صفِ اوّل کے مریدین میں کرلیا گیا تھا اُسے فنافی الشیخ سے فیض جاری ہو چکا تھا وہ دربارِ عالیہ کی نمود و نمائش اور صفائی میں بالکل اپنے شیخ ہی کی طرح ہمہ تن مصروفِ عمل رہتا تھا۔ سلسلے اور پیر بھائیوں کی خدمت کا جذبہ رکھتا تھا کیونکہ وہ اس حقیقت سے واقف تھا کہ پیر بھائی کا ملنا پیر کا ملنا ہوتا ہے۔ کسی سے اُس کا راضی یا ناراض ہونا اپنے شیخ کی مرضی کے عین مطابق تھا۔ لنگر انتظامیہ کی سرپرستی کا عہدہ اُسے مل چکا تھا۔ روحانی اُمور میں دستارِ فضیلت و خلافت سے سرفراز کر دیا گیا تھا۔ سرکار سے ملے ہوئے وظائف اُس کے حرزِ جاں تھے، یہاں تک کہ اُس کی راتیں یادِ الٰہی جَلَّ شانُہٗ میں جائے نماز پر گزرنے لگی تھیں۔ اُسکے دوست باباجی حضور کے تذکروں سے قائل ہو چکے تھے اُسکے سارے خاندان میں باباجی وہاڑی والوں کا تذکرہ اُسی کی بدولت تھا۔ جیسے ظاہری زندگی میں مُریدِ صادق خلیفہ حاجی محمد علی قادری (قادر پور راواں) کے نقشِ قدم پر اپنے شیخ کی خدمت کے فرائض انجام دے رہا تھا ویسے ہی اُخروی زندگی میں بھی انہی کے قدموں میں جگہ نصیب ہوئی جو کہ ایک کرامت سے کم نہیں۔

marfat.com

ایک دفعہ اہلیہ امتیاز نے فون پر امتیاز بھائی کی گھر پر توجہ نہ ہونے کی شکایت کی اور باباجی سے دُعا کی درخواست کی۔ تقریباً پندرہ دنوں میں یہی شکایت تین مرتبہ کی گئی، مگر میں ہر بار باباجی کو بتانا بھول جاتا۔ ایک دن باباجی بڑے جوش میں تھے اور مجھے فرمانے لگے کہ بیٹے امتیاز کو فون کرو کہ وہ ہماری بیٹی کو کیوں پریشان کرتا ہے، اسے وقت کیوں نہیں دیتا۔ میں بہت حیران تھا کہ میں نے تو باباجی سے شکایت بھی نہیں کی۔ باباجی کا جوش دیکھا تو میں نے فوراً امتیاز بھائی کو فون کیا اور باباجی سے بات کروائی۔ باباجی نے صرف اتنا فرمایا۔ بیٹے ہماری بیٹی کو راضی کرو، آپ پر اُسکے بھی حقوق ہیں۔ یہ سن کر امتیاز بھائی نے باباجی سے معافی مانگی اور باباجی کے فرمان کے مطابق اپنی اہلیہ سے بھی معذرت کی۔ یہ مرشدِ کامل کی فراست ہوتی ہے کہ وہ اپنے مرید کو نہ صرف ذکرِ الٰہی میں مشغول کرتے ہیں بلکہ تمام حقوق وفرائض کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ امتیاز صاحب، صاحبِ حضوری تھے۔ اِدھر باباجی یاد فرماتے اُدھر فیصل آباد سے امتیاز صاحب روانہ ہوتے اور بغیر ظاہری اطلاع کے وہاڑی پہنچ جاتے۔ صرف۔ باباجی کی زیارت کے بعد واپسی ہوجاتی۔ ایسا بارہا ہوا۔

میں بہت حیران ہوتا کہ آج تو واقعی باباجی نے امتیاز کو یاد کیا تھا۔ امتیاز صاحب سے پوچھتا تو وہ کہتے کہ میں آفس میں بیٹھا تھا باباجی کو یاد کررہا تھا کہ دل نے کہا کہ وہاڑی چلو۔ اور میں وہاڑی چلا آیا۔

یہی محبت ہوتی ہے جو بندے کے لمبے سفر اور زادِ راہ کو رکاوٹ نہیں بننے دیتی۔ مگر جہاں

marfat.com

محبت کا فقدان ہوتا ہے وہاں عذر ہائے غریبی سامنے آتے ہیں۔امراء کے لیے
کاروباری رکاوٹیں سامنے ہوتی ہیں،مگر سوچ بدل جائے تو سب کچھ لائن پر آ جاتا ہے۔
ہم ریلوے کے انجن کی مثال تو دیتے ہیں کہ بس بندہ انجن کے ساتھ جڑا رہے خواہ و
فرسٹ ،سیکنڈ یا تھرڈ کلاس ہی کیوں نہ ہو آخر کبھی نہ کبھی منزل پر پہنچ ہی جائے گا۔
میرے بھائی اس میں شک نہیں مگر یہ تو دیکھیں منزلِ مقصود پر صرف وہی ڈبے پہنچتے ہیں
جن کی کُنڈی جُڑی ہوتی ہے اور لائن سے نیچے نہیں اُترتے۔وہ نکمّے اور خستہ حال ہی
کیوں نہ ہوں وہ واقعی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔اب ہمیں اس کُنڈی کو جوڑنا ہے او
اپنے آپ کو لائن پر چڑھانا ہے۔اپنے ہر عمل کو دیکھنا ہے کہ کہیں میں اپنے شیخ سے ٹوٹ
تو نہیں رہا۔شیخ کے راستے سے دُور تو نہیں ہو رہا۔

صبح سے شام تک تمام کام جو اپنے تمام اعضاء سے سرزد ہوتے ہیں،کیا میں یہ سارے
کام اپنے شیخ کے سامنے کرسکتا ہوں؟ مثلاً ڈرامہ دیکھنا،فلم دیکھنا،موبائل فون اور انٹر
نیٹ کا غلط استعمال کرنا،غیر محرم کو دیکھنا،فضول ،جھوٹی اور بے حیائی والی گفتگو کرنا
اگر سرکارِ دو عالم ﷺ ہمیں ان کاموں میں پڑا ہوا دیکھیں تو کیا شاباش دیں گے؟ او
فرمائیں گے کہ یہ ہمارا غلام ہے،یہ ہمارا خادم ہے،یہ ہم سے سچی محبت کر
ہے۔میرے بھائی خدا کے لیے سوچیے بابا جی حضور بھی تو سرکارِ مدینہ سے تمہیں جوڑ
چاہتے ہیں کیا تم اپنے مرشد کا حکم بھی نہیں مانو گے؟ اور کیا اُن کی محبت کا یہی تقاض
ہے۔یہ امتیاز ہی تھا جسے ایسی سوچ مل گئی تھی اور بار ہا بابا جی سے ایک لاکھ درود شریف

marfat.com

روزانہ پڑھنے کی اجازت مانگتا تھا۔ مگر بابا جی اُس کی گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے ہمیشہ نظر انداز کر دیتے۔ مگر چونکہ دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع بھی تو خود ہی روشن کر چکے تھے لہٰذا وہ بے تاب روح منتظر تھی کہ اب مجھے اُس دربار میں جانا نصیب ہو جائے۔ آخر ایک روز بابا جی حضور امتیاز بھائی کو اُس کے شوق کی وجہ سے اجازت عطا فرماتے ہیں۔ اجازت ملنے پر امتیاز صاحب بے حد خوش تھے۔

روزانہ پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک درود شریف پڑھنا اُن کا معمول تھا۔ اُن کے وصال کے بعد ایک دن میں نے بابا جی سے عرض کیا! سرکار آپ کے بیٹے امتیاز کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی اس سے ملاقات ہوئی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں بہت حیران ہوا اور میں نے عرض کی کہ سرکار کیا اُسے وہاڑی میں دفن کرنا ہی مقصود تھا؟ اُس بے چارے کا حال بھی تو معلوم کرنا تھا۔ یہ سُن کر آپ مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے ہم نے اللہ جَلَّ شانُہٗ سے امتیاز کے بارے میں عرض کیا تو ہمیں پوچھا گیا کہ بتاؤ تمہارا مرید ہمارے لیے کیا لایا ہے؟ تو ہم نے اُس بارگاہ جَلَّ شَانُہٗ میں عرض کی کہ ہمارے اس بیٹے نے تیرے پیارے محبوب ﷺ پر لاکھوں مرتبہ درود شریف پڑھا ہے تو ہمیں جواب ملا ہم نے وہ درودِ پاک قبول کر لیا ہے اور اُس کے صلے میں نہ صرف اُسے بخش دیا بلکہ اُس کے صدقے میں تمہارے سارے مریدوں کے گناہ بخش دیے ہیں۔

میرے بھائی اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں اس میں ایک بات غور

marfat.com

طلب ہے کہ سابقہ گناہوں کی معافی تو مل گئی مگر جواب نئے سرے سے سرزد ہونگے اُن کے لیے ہمیں معافی کی کوشش انتہائی ضروری ہے۔

یہ امتیاز کی سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت ہی تھی جو اُسے دوسرے مریدین سے اُس کے نام کے مطابق ممتاز کر گئی۔ وہ اسم با مسمّٰی تھا ہر مرید کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ کیا اُس کے پاس ایسا کوئی عمل ہے جو اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے پوچھنے پر شیخِ کامل پیش کر سکیں گے۔ پھر بے شمار مریدین اور ہمارے خاندان کے افراد نے امتیاز بھائی کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی محفل میں دیکھا۔ ہمیشہ اچھے مقام پر فائز دیکھا اور اُسے اتنا خوش پایا کہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

میرے بھائی لکھنے کو تو بے شمار واقعات ہیں مگر یہاں چونکہ تفصیلی تذکرے کی ضرورت نہیں ہے، یہ تو نمونہ ہے۔ عقل مند کے لیے دیگ سے تو ایک چاول ہی کافی ہوتا ہے اُسے ساری دیگ کھانے کی غرض نہیں ہوتی مگر حرص اور لالچ سے بھرے دل و دماغ کے لیے قارون کا خزانہ بھی کم ہوتا ہے۔

اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ سے التجا ہے کہ ہم گناہگاروں پر ایسے مرشدِ کامل کا سایۂ شفقت تا قیامت دراز فرمائے اور امتیاز کی طرح ہمیں بھی صحیح ارادت عطا فرمائے، سرکارِ دو عالم ﷺ سے سچی محبت اور کامل غلامی نصیب فرمائے، ہماری دنیا و آخرت بہتر فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔

marfat.com

مرشد کی بارگاہ میں حاضری کب اور کیسے دیں؟

میرے بھائی اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے فضل وکرم سے جب تجھے مرشدِ کامل کا مرید ہونا نصیب ہوگیا ہے۔تو پھراسی پر اکتفا نہ کر بلکہ اس بارگاہ میں کم از کم اتنی مرتبہ حاضری دے جتنا کہ اپنی دنیاوی ضرورتوں اور محبتوں کے لیے حاضر رہتا ہے۔ تجھے تیری دنیاوی مصروفیات کھانے پینے ،سونے ،ذکر وفکر اور اہل اللہ کی حاضری سے بھی غافل کر دیتی ہیں ۔کاش کہ تُو سمجھ جائے کہ مرشد کی بارگاہ میں حاضری ان سب باتوں سے مقدم ہے۔حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مرشد دا دیدار اے باہو

لکھ کروڑاں حجّاں ہو

اسی طرح مولانا روم فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر تجھے مقبولیت درکار ہے تو اس محبت کو پیدا کر جو تجھے ہر لمحہ مرشد کی بارگاہ میں حاضری کے لیے بے چین رکھے۔مرشد کی حاضری ہی سے تجھے سرکارِ دو عالم ﷺ کی سچی محبت نصیب ہوگی جس کے صلے میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ تجھے اپنا محبوب بنا لے گا۔ پھر تجھے یہ پوچھنے کی حاجت نہیں ہوگی کہ کم از کم کتنے دنوں کے بعد مرشد کی بارگاہ میں حاضری دینی چاہیے۔ یہ سوالات تو عام مریدین کے ہیں۔ فیصلہ تجھ پر ہے کیا تُو عوام میں شامل

marfat.com

ہونا چاہتا ہے یا خواص میں؟ اپنے ضمیر سے پوچھیے کہ ملازمت اور دوکانداری سے فرصت ملتی بھی ہے تو کیا تیرا دل مرشد کی حاضری کے لیے بے تاب ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر تُو خوش نصیب ہے۔ پھر اس طلب میں صدق پیدا کر اور اپنی کوشش کو تیز کر۔ انشاء اللہ عزَّ وَجلَّ آنے والی رکاوٹیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ صرف ارادے میں پختگی اور یقینِ کامل کی دیر ہے اسی لیے تو علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اگر ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

میرے بھائی مردِ مومن نے تو تجھے بیعت کر ہی لیا اور اپنا بنا لیا۔ کبھی کبھی تیری خلوتوں میں تجھے دیدار کی لذت سے سرفراز بھی کیا تا کہ تیرے اندر ذوقِ یقیں پیدا ہو۔ مگر ذوقِ یقیں کب پیدا ہوگا؟ جب تُو اس کے لیے کوشش کرے گا۔ انشاء اللہ جَلَّ شَانُہٗ تیری دنیاوی محبتوں اور کاروباری رکاوٹوں کی زنجیریں نہ کٹیں تو پھر کہنا۔ جب تجھے حاضری مرشد نصیب ہوگئی تو ادب اور خدمت تیرے پاس دو بڑے ذریعے ہیں جو تجھے تیرے مرشد کے قریب تر کر دیں گے۔ پھر تُو تلاش کرے گا کہ مرشد کی محبت کس سے ہے، مرشد کا مشن کیا ہے، مرشد کی چاہت کیا ہے؟

اے میرے بھائی مرشد کی بارگاہ میں نہایت ادب سے پیش ہو اور کبھی یہ نہ سوچ کہ وہ تو ملالت کی وجہ یا مصروفیت کی وجہ سے میری بات ہی نہیں سنتے۔ میں وہاں کیا لینے جاؤں؟ تجھے کیا معلوم کہ تیرے مرشدِ کامل کس مقام پر فائز ہیں۔ ان پر ہر لمحہ، ہر گھڑی

marfat.com

اللہ جَلّ شَانُہٗ کے انوار و تجلّیات کی بارش ہو رہی ہے۔ اگر وہ تجھے ایک لمحے کے لیے بھی دکھائی دے دے تو اللہ جَلّ شَانُہٗ کی قسم سے کہتا ہوں کہ تُو سب کچھ چھوڑ کر مرشد کا ہو جائے۔ مگر اس میں حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اللہ جَلّ شَانُہٗ کی مشیّت شامل ہے۔ اس کی رضا اور اس کے حکم پر راضی رہنا انہی ہستیوں کا کام ہے۔ ممکن ہے مرشد کی صحبت میں بیٹھنے سے ایک چھینٹا تجھے بھی نصیب ہو جائے یہ اُس وقت ہو گا جب تُو اپنے دل سے دنیاوی محبتیں ختم کر کے صرف اپنی آخرت کی طلب میں حاضر ہو گا۔ اس فیض سے محرومی کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ بندے کی طلب میں صدق پیدا نہیں ہوتا۔ مرشد کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بھی اس کے دل میں بار بار یہی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے کہ کاش مجھے ابھی چھٹی مل جائے اور میں گھر واپس چلا جاؤں۔ اے کاش کہ میرے مرشد سب کچھ چھوڑ کر میری بات سُن لیں تاکہ میں اپنا مدّعا اور مقصد لے کر جلد از جلد واپس اپنے گھر جا سکوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بابا جی فرما دیں کہ بیٹا کل چلے جانا، اب رات زیادہ ہو گئی ہے۔ سوچ تجھے وہ رات گزارنا کتنا تکلیف دہ نظر آتا ہے یہ ہے تیرا پیار جو تُو اپنے شیخ سے کرتا ہے،۔ غلامی کے دعوے اور خادم ہونے کی جسارت کرتا ہے۔ حالانکہ غلام اور خادم تو وہ ہوتا ہے جسے شیخِ کامل خود کہیں کہ یہ ہمارا خادم ہے، یہ ہمارا غلام ہے، یہ ہمارا بیٹا ہے۔ اور اگر مرشدِ کامل کبھی ایسا فرما دیں تو پھر خوش ہونے کی بجائے کیوں نہیں سوچتا اور اپنے گریبان میں کیوں نہیں جھانکتا کہ میں تو اس قابل نہیں۔ یہ تو میرے شیخ کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ مجھ جیسے گندے اور کمینے کو بھی اپنے غلاموں اور خادموں میں شامل

marfat.com

کررہے ہیں۔

اے میرے بھائی روزی کے حصول کے لیے اگر تجھے بیوی بچوں سے الگ دور دراز علاقوں میں جانا پڑ جائے تو اُس فانی دولت کے لیے تُو کتنی خوشی سے اپنے آپ کو تیار کر لیتا ہے، حالانکہ وہ تیری مجبوری ہوتی ہے۔ اب یہی خوشی جب تجھے رضا مندی سے اپنے شیخ کی بارگاہ میں وقت گزارنے پر نصیب ہوگی تب تجھے وہ فیوض و برکات نصیب ہونگے جن سے تُو آج تک محروم ہے۔ میرے بھائی جب تُو اپنے مرشد کے حضور حاضر ہو تو کشتیاں جلا کر حاضر ہو۔ جب تک مرشد کی طرف سے اجازت نہ ملے واپسی کا نہ سوچ۔ کیا تجھے اللہ والوں کے وہ واقعات یاد نہیں کہ انہوں نے آخرت کی طلب میں زندگیاں وقف کر دیں۔ اپنے سلسلے ہی کے بزرگوں کو دیکھ کہ وہ محبت میں کتنے مخلص تھے اور کیسے اپنے شیخ سے محبت کرتے تھے۔ تبھی تو انہیں اعلیٰ و ارفع مقامات نصیب ہوئے۔ رائیونڈ والے سرکار حضرت پیر شیخ عطاءِ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کی خدمت میں مسلسل بارہ سال کا عرصہ گزارہ اور اپنے شیخ کے حکم سے دو سال کے لیے عرب کی سیاحت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جو بخاصانِ رہبر ہیں یعنی سرکار حضرت زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ملازمت کے باوجود روزانہ لاہور سے رائے ونڈ تشریف لاتے تھے۔ بالآخر بعد از ملازمت اپنے شیخ کی بارگاہ میں مستقل قیام فرما کر خادم اور غلام ہونے کا عملی نمونہ بنے۔ اسی طرح خلیفہ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ (قادر پورراواں) نے اپنی دنیاوی مصروفیات کے باوجود سرکار حضرت پیر شیخ عطاءِ

marfat.com

جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ تاج الدین جیلانی قادری کی خدمت میں اپنی ساری زندگی گزاردی۔اسی طرح امتیاز بھائی جوخلیفہ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے مرشد کی بارگاہ میں کس محبت سے اپنا وقت گزارتے تھےاور اسی محبت کا منہ بولتا ثبوت آج آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔کہ مرنے کے بعد بھی انہیں خلیفہ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں جگہ نصیب ہوئی۔

میرے بھائی اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے دنیا کی نعمتوں کا وعدہ تو ہر شخص سے کیا ہے مگر آخرت کا حصہ خوش نصیبوں ہی کے لیے ہے۔مرشدِ کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونا حقیقت میں آخرت کے لیے ہی ہوتا ہے۔اپنے باطن کی پاکیزگی مطلوب ہوتی ہے۔اور دنیا میں رہ کر تمام آزمائشوں سے گزرکر اپنے رب کی پہچان مقصود ہوتی ہے۔قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى وَهُوَفِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ جواس دنیا کی زندگی میں اندھا ہے وہ اُخروی زندگی میں بھی اندھا ہوگا۔سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمان ہے۔**مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ**۔جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا گویا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔باباجی اکثر یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔

جس کو درشن اِت اُس کو درشن اُت

جس کو درشن اِت نہیں اُسکو اِت نہ اُت

marfat.com

میرے بھائی ابھی سے کوشش کر، تا کہ دنیا میں ہی تجھے چشمِ بینا عطا ہو جائے اور تیرا شمار کہیں اندھوں میں نہ ہو جائے۔اور قبر کی اندھیری کوٹھری میں جب سرکارِ دو عالم ﷺ تشریف لائیں تو تجھے پہچان نصیب ہو جائے۔اس پہچان کے لیے دنیا میں پہچان پیدا کر۔ جب تجھے دنیا میں پہچان نصیب ہوگئی تو انشاءاللہ جَلَّ شَانُہٗ قبر میں سرکارِ دو عالم ﷺ خود فرمائیں گے کہ یہ ہمارا غلام ہے۔اسی طرح محشر میں بھی سرکارِ دو عالم ﷺ تجھے اپنے دامن میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ کیونکہ اُس دن کوئی کسی کا نہ ہوگا، حتیٰ کہ وہ اولاد، وہ بیوی، وہ بہن بھائی، وہ والدین اور وہ دوست احباب جن کے لیے زندگی میں بندہ مارا مارا پھرتا ہے اُس دن وہ بھی کام نہیں آئیں گے۔صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت ہی کام آئے گی جو مرشدِ کامل کے دربارِ گوہر بار سے نصیب ہوتی ہے۔

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے آ آ کہہ کر بُلاتے یہ ہیں

کہہ دو رضا سے خوش ہو خوش رہ مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

marfat.com

اہل اللہ کی ناراضگی بھی کسی نعمت سے کم نہیں

اے میرے بھائی اے میرے عزیز والدین بچوں سے ناراض ہوتے ہیں۔تو صرف اسی لیے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔انکا ناراض ہونا اصلاح کی خاطر ہوتا ہے۔بالکل اسی طرح شیخ کامل اگر کبھی کسی مرید یا عقیدت مند سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں یا جلالیت سے کام لیتے ہیں تو اس میں بھی حکمت ہے۔اگر مرید یا عقیدت مند اہلِ محبت میں سے ہے اور بیعت کے مطلب سے واقف ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے شیخ کا گلہ شکوہ کرے یا دوسروں کو بتاتا پھرے کہ دیکھو بھئی میرا تو اس معاملہ میں کوئی قصور نہیں تھا مجھے تو سرکار نے بلا وجہ ڈانٹ پلا دی اور اِتنے لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کر دیا، دراصل فلاں فلاں نے شکائتیں کی تھیں۔بس اسی وجہ سے سرکار غصّے ہوئے ہیں، حالانکہ سرکار نے میرا تو موقف ہی نہیں سُنا۔

میرے بھائی ایمان سے بتاؤ کیا محبت اسی کو کہتے ہیں؟ کیا اپنے شیخ سے محبت کرنے والا، غلام کہلانے والا، خادم کہلانے والا، اپنا سارا مال و دولت اپنے شیخ کے قدموں پر نچھاور کرنے والا اور اپنی اولاد کو سرکار کی اولاد کہنے والا ایسا کہہ سکتا ہے؟ کیا محبت کا تقاضا یہی ہے؟

میرے بھائی داناؤں کا قول ہے کہ ''ماں دیاں گالاں تے گھے دیاں نالاں'' یعنی ماں اگر غصے میں آکر بچے کو سمجھانے کی غرض سے بُرا بھلا بھی کہہ دے تو اس کے لیے دیسی گھی کے مترادف ہے۔جیسے دیسی گھی بندے میں جسمانی طاقت کا باعث بنتا ہے بالکل

marfat.com

اسی طرح ماں کا بچے کو ڈانٹنا اُس کی اصلاح کا باعث بنتا ہے۔ چونکہ شیخِ کامل کی ناراضگی اور رضامندی اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کے تابع ہوتی ہے۔ تو ہمارے شیخ اگر کسی مصلحت کے تحت ناراض بھی ہو جائیں تو وہ ہماری بہتری کے لیے ہی ہے۔ لہٰذا جواباً ہم قوت برداشت اور تحمل سے کام کیوں نہیں لیتے اور اتنی جلدی کیوں پھٹ پڑتے ہیں کہ سرکار میرا تو اس میں کوئی قصور نہیں۔

میرے بھائی ذرا بتایئے تو عقیدہ اور یقینِ کامل کیا اسی بات کا متقاضی ہے؟ شیخِ کامل تو تیرے صبر واستقلال کا امتحاں کر رہے ہیں۔ تُو اس امتحان میں پاس ہونے کی بجائے فیل ہونا کیوں پسند کرتا ہے۔

عقیدہ کیا ہے اور یقینِ کامل کسے کہتے ہیں؟

میرے بھائی یقینِ کامل کی اصل بنیاد عقیدہ ہے۔ عقیدہ ایمان کی پختگی کا نام ہے۔ مثلاً ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل اللہ پر دلوں کے حال منکشف ہوتے ہیں، وہ دور دراز سے بھی اپنے مریدین پر توجہ کرتے ہیں اور اُن کے حالات و واقعات کو اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی عطا سے جانتے ہیں۔ اب اس عقیدے پر یقین رکھنا دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ ہمیں یہاں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم اپنے اس عقیدے کے مطابق عملی طور پر کتنے کامیاب ہیں؟ کیا شیخِ کامل کی ناراضگی یا جلالیت کے وقت ہمارے اس عقیدے کو ٹھیس تو نہیں پہنچتی؟ اور کیا اُس وقت ہم یہ گمان نہیں کر رہے ہوتے کہ ہمارے شیخ کو اِس معاملے کی حقیقت کا

marfat.com

علم نہیں ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر سوچیے کہ ہم اس عقیدے کے متعلق ایسے لوگوں سے کیوں جھگڑتے ہیں جو یہ عقیدہ نہیں رکھتے۔ گویا کہ ہمارے اس عمل سے اُن لوگوں کے عقیدے اور ہمارے عقیدے میں کیا فرق باقی رہا؟ اس بات پر بھی غور کیجئے کہ بندہ بیعت ہونے سے پہلے تو یہ عقیدہ پختہ رکھتا ہے مگر بعد میں اپنے اِس عقیدے کی حقانیت کے لیے اِن آزمائشوں سے گزرنا کیوں پسند نہیں کرتا۔ میرے بھائی میرے عزیز یہ یقین جانیئے کہ شیخِ کامل اپنے کسی مرید یا عقیدت مند کو جس مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں جب وہ اُس پر اعمال وعبادات سے نہیں پہنچ پاتا تو پھر اُس کے لیے یہ راستہ استعمال کرتے ہیں۔ اور اُس مرید کو سرزنش کرتے ہیں، اگر چہ اُس معاملے میں اُس کو کوئی قصور نہ بھی ہو۔ پھر اس سرزنش سے مریدِ کامل میں ندامت اور ملامت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہی جذبات اُسے اُس کے مطلوبہ مقام تک پہچانے میں مدد دیتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مرید اپنے شیخ کی ناراضگی اور جلالیّت کو خوشی سے برداشت کرلے ورنہ اگلی منزل اُس سے بھی کٹھن ہوتی ہے۔

میرے بھائی یقینِ کامل اُس کیفیت کا نام ہے جو بندے کے دل ودماغ پر ہمہ وقت چھائی رہے اور بندہ ایک لمحہ بھی اس کیفیت سے محروم نہ ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے سخت بھوک لگی ہو اور اچانک مہمان آجائے بندہ مجبوراً مہمان کو ڈیل تو ضرور کرے گا مگر بھوک کی کیفیت جو یقینِ کامل کی صورت اختیار کرچکی ہے اُسے ہر لمحہ کاشن دے رہی ہے کہ تجھ تو ابھی کھانا کھانا ہے۔ ادھر مہمان سے فارغ ہوئے اُدھر فون کی گھنٹی بجی دیکھا

marfat.com

تو اپنے کسی پیارے کا فون ہے۔دل کو سمجھایا اور فون سُنتے رہے، مگر بھوک دل و دماغ پر سوار رہی۔فون سے فارغ ہوئے تو بچے کو چوٹ لگ گئی۔فوراً ہسپتال جانا پڑ گیا مگر اِس دوران بھوک کا الارم دل و دماغ کو بیدار کیے رہتا ہے۔

میرے بھائی دل و دماغ کی اس بیداری کا نام یقینِ کامل ہے۔دنیا کے کاروبار کو ظاہری طور پر کر۔اہل و عیال میں بھی زندگی بسر کر۔دوست احباب میں بھی وقت گزار مگر تیری توجہ اور تیرا دھیان اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف ہو جائے تو پھر یہ سب کچھ عبادت کہلائے گا۔

تیرے شیخ تیرے اندر یہی کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے کوشش اور طلبِ صادق تیری ذمہ داری ہے۔اللہ جَلَّ شَانُہٗ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

marfat.com

مُرشد کی ناراضگی کے ثمرات

میرے عزیز میرے بھائی جو مرید اپنے عقیدے اور یقین میں کامل ہوتا ہے وہ اپنے مرشد کی نظرِ عنایت سے واقعی اس قابل ہو جاتا ہے کہ مرشدِ کریم اگر خوش ہوں تو بھی وہ ناراضگی سے ڈرتا رہتا ہے۔اور اگر کبھی مرشدِ کریم ناراض ہو جائیں تو پہلے سے بھی زیادہ محتاط، عاجز اور منکسر المزاج بن جاتا ہے۔اس میں قوتِ برداشت پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔مرشدِ کامل اسے بذاتِ خود یا اپنے دوسرے مریدین کے ذریعے ذلّت و رسوائی کے کٹھن مراحل سے گزارتا ہے تو بھی وہ اُف نہیں کرتا بلکہ صابر وشاکر رہتا ہے۔ ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں لیکن سمجھانے کے لیے چند مثالیں درج کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کسی روحانی معاملے میں پریشان تھے۔کسی اللہ کے بندے نے فرمایا کہ آپ فلاں دربار پر چلے جائیں، آپ کی روحانی رکاوٹ کا حل نکل آئے گا۔چناچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اُس دربارِ عالیہ پر حاضر ہوئے وہاں چند ایسے لڑکے موجود تھے جو خربوزے کھا رہے تھے۔انہوں نے جب ایک سادہ سے درویش کو دیکھا تو خربوزے کھانے کے دوران چھلکے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مارنے شروع کر دیئے، مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے صبر وتحمل سے برداشت کیا۔ایسے ناروا سلوک کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ نے رات اُس دربارِ عالیہ پر گزاری۔صبح صاحبِ مزار کی برکت سے منزل جاری ہوگئی اور رکاوٹ دور ہوگئی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا تو جواب ملا یہ اُن لڑکوں کے برے سلوک اور آپ کے صبر وتحمل کا

marfat.com

صلہ ہے۔

ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ جنہیں خلافت سے بھی سرفراز کر دیا گیا تھا اور وہ حضرت شیخ عطاءِ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے منظورِنظر تھے اپنی تعلیم کے سلسلے میں دربارِ عالیہ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں موجود لانگری نے آپ سے اچھا سلوک نہ کیا۔ تازہ کھانا دینے کی بجائے باسی کھانا دینا شروع کر دیا، مگر آپ لنگر سمجھ کر بڑی عقیدت اور محبت سے کھاتے رہے اور کسی سے شکوہ نہ کیا۔ ایک دن سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت سلطان حبیب رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ باسی دال کھا رہے ہیں جس میں کھٹاس بھی پیدا ہو چکی ہے۔ پوچھا رحمت علی بیٹے آپ یہ کیا کھا رہے ہیں؟ عرض کیا حضور لنگر کھا رہا ہوں۔ فرمایا! بیٹے آج تو لنگر میں گوشت اور سبزی پکی ہے مگر آپ دال کیوں کھا رہے ہیں۔ عرض کیا حضور میں تو غلام ہوں، غلام کے لیے مرشد کے لنگر سے جو مِل جائے وہ دنیا کے تمام کھانوں سے افضل و اعلیٰ ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی سجادہ نشین رحمتہ اللہ علیہ جوش میں آ گئے کہ ایسا صادق الیقین مریدِ کامل اور اُس سے ہمارے لانگری یہ سلوک کر رہے ہیں۔ فوراً حکم جاری فرمایا کہ آج کے بعد رحمت علی کا کھانا ہمارے ساتھ ہوا کرے گا۔ اور لنگر خانے کی چابیاں رحمت علی کے حوالے کر دیں۔

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کے چند مرید ملنے کے لیے حاضر ہوئے مگر آپ نے انہیں پتھر مارنے شروع کر دیئے وہ سب بھاگ گئے۔ پھر

marfat.com

جب کیفیت سرد ہوئی تو وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے تو عرض کی کہ حضور ہم تو آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ کے خادم ہیں۔ فرمایا! ایسی محبت کا کیا فائدہ جو صرف زبانی دعوے تک ہو۔ تم تو محبت میں ایک پتھر بھی برداشت بھی برداشت نہ کر سکے۔ حالانکہ محبت و عشق میں جفا بھی ہوتی ہے۔

میرے بھائی محبت و عشق میں خلوصِ نیّت کا ہونا طریقت میں منازل کی ترقی کا باعث بنتا ہے ورنہ ہم جیسے صرف اُمیدیں لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم یہ سب کام اپنے شیخ کے ذمّے لگانے کی بجائے روزانہ اپنی کم ہمّتی اور کوتاہیوں سے بھری زندگی کو ندامت و ملامت کے معیار پر پرکھیں اور اپنے دل میں یہ احساس پیدا کریں کہ ہم واقعی اِن منازل کو طے نہیں کر سکتے۔ ہمارے شیخ جو ہمیں اولاد سے بڑھ کر پیار کرنے والے ہیں اُن کی رضا اور خوشنودی جن کاموں میں ہے اُن کاموں کو اپنانے کی کوشش کریں۔ کیا ہم اپنے پیارے رسول ﷺ کی محبت میں اعلیٰ درجے پر فائز ہونا چاہتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر دیر کس بات کی۔ اپنے شیخِ کامل سے روزانہ روحانی رابطے کی کوشش شروع کر دیں اور روزانہ اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں، اپنے سلسلے کی کتب کا مطالعہ کریں، سمجھنے کی کوشش کریں، اپنے شیخ کے بتائے ہوئے وظائف پر عمل کی کوشش کریں، دنیا داری کے لیے وقت اور اپنے شیخ کے لیے وقت کا تعیّن کریں۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

marfat.com

ہم کسی کو بُرا کس حد تک جان سکتے ہیں؟

اے میرے عزیز اے میرے بھائی دینِ اسلام دینِ فطرت ہے اسلام دوسروں سے بھلائی اور امن وسلامتی کا درس دیتا ہے۔ نہ صرف ہمیں مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنا ہے بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی حُسنِ خلق سے پیش آنا ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے غیر مسلموں کے ناروا سلوک کے بدلے ہمیشہ تحمل اور بُرد باری سے کام لیا۔ راستے میں کانٹے بچھانے والوں، طائف کی وادی میں پتھر برسانے والوں، جسمِ اطہر پر اونٹ کی اوجھری ڈالنے والوں، یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین سبھی کو اپنے اخلاقِ حسنہ سے قائل کیا۔ یہاں تک کہ اپنے عزیزوں کو بڑی ہی بے دردی سے شہید کرنے والوں کو بھی معاف فرمایا اور ہمیشہ حسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے ایسے ظالم اور ناپاک لوگوں اور ان کی آنے والی نسلوں سے یہی توقع رکھی کہ میرے اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے چاہا تو یہ ضرور راہِ راست پر آجائیں گے۔ کبھی ہمت اور حوصلے کا دامن نہ چھوڑا بلکہ ثابت قدمی سے گناہوں میں گھری انسانیت کے تذکیہء نفس کی کوشش کرتے رہے۔

اے میرے بھائی اے میرے عزیز سرکارِ دوعالم ﷺ نے کسی بھی انسان سے نفرت نہیں کی۔ ہاں البتہ اُس کے گناہوں پر ہمیشہ آنسو بہائے اور اُسے راہِ راست پر لانے کے لیے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں دعائیں اور التجائیں کیں۔ تاکہ گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا انسان اپنے مالک ومولا جَلَّ شَانُہٗ سے جُڑ جائے اور اُس کی کرم نوازیوں کو پہچان لے۔ اور گناہوں سے تائب ہو کر نیکیوں کو اپنا لے۔

marfat.com

اب سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے پوری اُمت کے لیے یہ ذمہ داری بن گئی ہے کہ نیکی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔ میرے بھائی گناہ سے نفرت عین ایمان ہے لیکن گناہ گار سے نفرت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ ہاں البتہ ایسے لوگوں کو دوست بنانا اور اُن کی صحبت اختیار کرنا درست نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَاءَ۔ یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔

معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے یا ایسے لوگوں سے جو انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، آلِ پاک اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دین کے بے ادب اور گستاخ ہیں۔ کسی صورت بھی دوستی جائز نہیں۔ ان لوگوں کے لیے اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ جلّ شانہٗ انہیں راہ راست پر لے آئے اور اپنی استطاعت کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے تحت اُن لوگوں کی رہنمائی کرنی چاہیئے۔ جو اہلِ علم اور اہلِ ذکر نہیں ہیں وہ اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور اُن کی رہنمائی کرنے سے بچیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ "لینے کے دینے پڑ جائیں"۔ یعنی اغیار کی اصلاح کی کوشش کرتے ہوئے اُن پر غالب آنے کی بجائے خود اُن کے جال میں پھنس جائیں۔ اللہ جلّ شانہٗ ایسے لوگوں کے شر سے اور بُری صحبت سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

میرے بھائی سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے پیارے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بعض کو اُن کی غفلت اور لاپرواہی کے سلسلے میں وقتی ناراضگی کا اظہار کر کے غلطی کا

marfat.com

احساس دلایا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ جب تُم میں سے کوئی بُرائی کو دیکھے تو اُسے ہاتھ سے روکے۔ اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے سمجھائے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو کم از کم دل میں بُرا جانے۔ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

میرے بھائی اگر کسی گناہگار کو گناہ سے بچانے ،توبہ کی طرف توجہ دلانے اور اُس کی اصلاح کرنے کی نیت ہو تو شریعت کے مطابق عارضی ناراضگی اور اُسے بُرا جاننے کی اجازت ہے۔ مگر اُس کے خلاف دل میں بغض اور کینہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُسے اُس کے گناہ کی وجہ سے عار دلانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ دوسرے کو اُس کے گناہ کی وجہ سے حقیر اور ذلیل تصوّر کرنا انتہائی بڑا گناہ ہے۔ بلکہ یہ بندے کے تکبّر اور غرور کی علامت ہے۔ جب اصلاح کرنے والا گناہگار کے تائب ہونے پر پہلے سے زیادہ محبت کرنے والا بن جائے تب جا کر وہ اہل اللہ میں شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ بزرگانِ دین اتباعِ رسول ﷺ میں اعلیٰ درجے پر فائز ہوتے ہیں اور انسانیت سے پیار کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شرابی کو دیکھا کہ وہ نشے میں دھت پڑا ہے اُس کے چہرے پر مٹی لگی ہوئی ہے۔ بے ہوشی میں اُس کے منہ سے کراہنے کے دوران اللہ اللہ کی آوازیں آتی ہیں۔ آپ نے فوراً اُس کا سر اپنی گود میں رکھا اور اپنے کپڑے سے اُس کا منہ صاف کرنے لگے اور فرمایا جس منہ سے اللہ اللہ کی آواز آئے وہ خاک

marfat.com

آلود کیوں ہو۔ جب وہ شرابی ہوش میں آیا اور اُس نے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا تو اتنا متاثر ہوا کہ فوراً توبہ کرلی۔

اسی طرح سرکار حضرت پیر شیخ عطاءِ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ (رائیونڈ شریف) نے اپنے شیخ کے حکم سے طوائفوں کے محلے میں تین ماہ انتہائی پارسائی کے ساتھ گزارے اور اپنے اخلاق سے اُن کو اِتنا متاثر کیا کہ وہ مسلمان ہوگئیں۔

ایک ولی کامل کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو اُس کے گناہ کی وجہ سے عار دلائی اور سخت بُرا بھلا کہا تو بیس سال کے بعد میں خود اُس گناہ میں مبتلا ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ گناہگار کو اُس کے گناہ کی وجہ سے عار دلانے کی بجائے انتہائی عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ اور دل میں اپنی پاکیزگی کی بجائے اپنے گناہوں کے پہاڑوں پر نظر کرنی پڑتی ہے۔ اگر بندہ اپنے گناہ بھول جائے تو سمجھ لیں وہ تکبّر اور غرور کا مرتکب ہو چکا ہے۔ اگر اصلاح کرنے والا خود اپنے گناہوں کو یاد کر کے ہمیشہ رونے اور معافی مانگنے والا ہو تو اُس کا اصلاح کرنا انشاء اللہ عَزَّ وَجَلَّ اچھے ثمرات کا باعث بنے گا۔

ایک مرتبہ ایک بہت بڑے عالمِ دین کو ایک مجوسی نے بڑے پُر تپاک انداز میں اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ اُس عالمِ دین نے اُس مجوسی کو ناپاک اور پلید کہا۔ اُس مجوسی نے جواب دیا یہ تو میرا رب جانتا ہے کہ میں پلید ہوں یا تُو پلید ہے۔ چند ماہ بعد اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے اُس مجوسی کو اسلام لانے کی توفیق عطا فرما دی۔ مگر وہ عالمِ دین بدقسمتی سے ایک راہب کی

marfat.com

لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور اُس نے اپنا دین چھوڑ کر اُس لڑکی کا دین اختیار کر لیا۔ پھر کچھ عرصے بعد اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے کرم سے وہ عالمِ دین اور لڑکی دونوں مسلمان ہو جاتے ہیں۔ شاگردوں نے جب اپنے اُستاد سے پوچھا تو عالمِ دین نے فرمایا کہ مجھے یہ سزا اُس مجوسی کو اُس کے مجوسی ہونے پر عار دلانے پر ملی۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک مجوسی نے کھانا مانگا مگر آپ علیہ السلام نے اُس کے مجوسی ہونے کی وجہ سے اُسے کھانا دینے سے انکار کر دیا اور وہ مایوس ہو کر واپس لوٹ گیا اتنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اے پیارے ابراہیم علیہ السلام میں ستّر سال سے اس مجوسی کو اُس کے مجوسی ہونے کے باوجود رزق دے رہا ہوں اگر آپ بھی ایک وقت کا کھانا دے دیتے تو کیا فرق پڑتا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس مجوسی کے پیچھے گئے اور اُسے بُلایا اور کھانا پیش کر دیا۔ مجوسی نے وجہ پوچھی تو آپ علیہ السلام نے سارا واقعہ سُنا دیا۔ یہ سُن کر اُس مجوسی نے فوراً ابراہیم علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔

میرے عزیز میرے بھائی انبیاء علیہ السلام کا ہر فعل مشیت ایزدی جَلَّ شَانُہٗ اور اُمت کی اصلاح کے لیے ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اُن کا کوئی فعل بھی گناہ نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص نے نبی علیہ السلام کے کسی فعل کو گناہ کہہ دیا یا دل میں گناہ خیال بھی کر لیا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی شیطانی چکر میں آنے سے پہلے اس بات کو سوچ لیں کہ انبیاء علیہ السلام اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ اُن کے تمام اُمور حکمِ خداوندی جَلَّ شَانُہٗ کے تحت ہوتے ہیں۔

marfat.com

محبتِ رسول ﷺ کے تقاضے اور مدنی انعامات

اے میرے بھائی اے میرے عزیز دنیا میں اگر کسی سے محبت ہو جائے تو بندہ اپنے محبوب کو پانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور یہ بھی نہیں دیکھتا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ خواہ وہ محبت اپنوں سے ہو یا غیروں سے، اپنے کاروبار سے ہو یا مال و دولت سے، نوکری اور ملازمت سے ہو یا دوکانداری سے بندہ ہر شعبے میں محبت کے لیے ہر کام، ہر بات اور ہر انداز کو اپنانے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اسکی دعائیں قبول ہو یا نہ ہوں اس کا کوئی ساتھ دے یا نہ دے اسے کوئی اچھا کہے یا بُرا ہر حال میں اپنی مطلوبہ چیز کو پانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کسی سلسلے میں مرید ہو تب بھی اپنے مرشد کی ناراضگی، اپنے والدین کی ناراضگی، اپنے حلقہ احباب کی ناراضگی حتّٰی کہ اپنے پروردگار جَلَّ شَانُہٗ کی ناراضگی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

میرے بھائی غور طلب امر یہ ہے کہ اگر بھولے سے اس بندے کو کبھی یہ خیال آ ہی جاتا ہے کہ مجھے اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ نے جس ہستی کے لیے پیدا کیا ہے جو باعثِ تخلیقِ کائنات ہے۔ میری محبت کی اصل حقدار وہی ذات ہے۔ مجھے اس کی غلامی میں مرنا اور جینا ہے۔

غلامیءِ رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے

جو ہو نہ عشقِ مصطفٰی ﷺ تو زندگی فضول ہے

تو وہ بندہ شیطان کے اس چکر میں کیوں پڑتا ہے کہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کوئی بتائے کہ محبت کیسے کی جاتی ہے، محبت کس حد تک جائز

marfat.com

ہے، محبت کا پیمانہ کیا ہونا چاہیئے؟

میرے بھائی کیا یہ سوالات کبھی دنیا کے کسی معاملے اور شعبے میں محبت کرنے سے پہلے بھی پوچھے تھے؟ میرے بھائی محبت اگرچہ ایک غیر اختیاری عمل ہے مگر اس کے لیے ماحول شرط ہے۔ جب تک بندہ اپنے محبوب کو دیکھتا نہیں، سنتا نہیں، پڑھتا نہیں اس کے چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، آنے جانے، سونے جاگنے، کھانے پینے، اس کی عادات وخصائل، اسکی ناراضگی ورضامندی اور اسکی اداؤں سے پوری طرح واقف نہیں ہوتا اس وقت تک **کَمَا حَقُّہٗ** اپنی محبت میں ناقص رہتا ہے۔

میرے بھائی محبت تو اداؤں کو اپنانے کا نام ہے۔ بتایئے ہم نے کتنی ادائیں اپنائی ہیں؟ کیا دنیاوی محبتوں میں بندہ ان باتوں سے واقف ہونے کی کوشش نہیں کرتا؟ وقت کے ساتھ ساتھ اپنی مطلوبہ چیز میں تجربہ حاصل کرتا رہتا ہے۔ بالآخر اسکا ماسٹر بن جاتا ہے، کاریگر بن جاتا ہے۔ یہ سب کچھ کیا گھر بیٹھے بٹھائے نصیب ہو جاتا ہے؟ سچ بتایئے کیا اس بارے میں بندہ کبھی ایسا توکّل اختیار کرتا ہے؟ جیسا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی محبت کے لیے اختیار کیے رہتا ہے اور اس کا اظہار یوں کرتا ہے۔

''یہ تو باباجی کی نظرِ کرم ہی سے ہوگا میں کیا کرسکتا ہوں؟'' میرے بھائی کیا یہی بات کبھی اپنی دنیاداری کے لیے بھی کہی؟ اور کیا دنیاداری کے لیے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے؟ جواب نہیں میں ہی ملے گا۔ اپنے ضمیر کو جھنجھوڑیئے اور پوچھیئے کیا دنیاداری اور دین داری الگ الگ ہے؟ کیا دنیا کے لیے تو کوشش کرنا جائز ہے، مگر دین کے لیے کوشش کرنا جائز

marfat.com

نہیں؟ کیا بابا جی نے صرف دنیا کے لیے ہی بیعت کیا ہے؟

سرکار عطائے جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سگِ دنیا کہلاتے ہیں اسکے طالب

ہے مردار ٹھوکر لگانے کے قابل

میرے بھائی یہاں آپ ضرور یہ جواب دیں گے کہ میں دین کے لیے، سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت کے لیے اپنی بساط کے مطابق کوشش تو کرتا ہوں۔ چلیں آپ کے اس جواب کو مان لیتے ہیں۔ اب اگلا سوال یہ ہے کہ بتایئے دین کے لیے وقت کتنا نکالتے ہیں اور دنیا کے لیے کتنا وقت نکالتے ہیں؟ ذرا تنہائی میں بیٹھ کر سوچیئے اور پھر اسکا جواب اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں عرض کر دیجیئے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ مایوس تب بھی نہیں ہونگے۔ بات تو صرف توجّہ دلانے کی ہے۔ ہاں یہاں میرا کوئی بھائی آسانی سے یہ جواب دے سکتا ہے کہ مردِ مومن کی دنیا اور دین الگ نہیں ہوتے۔ اسمیں کوئی شک نہیں اور یہ جواب سو فیصد درست ہے۔ مگر تھوڑا اور سوچ لیجیئے کہ کیا ہم مردِ مومن مردِ حق کہلانے کے مستحق ہیں؟ یقیناً جواب نہیں میں ہی آئے گا تو پھر میرے بھائی تحمّل اور برد باری سے کام لیتے ہوئے اب تو مان جایئے کہ بغیر کوشش کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ انسان کے لیے صرف وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

marfat.com

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

یہاں ایک سوال اور پیدا ہو گیا وہ یہ کہ پھر میرے مرشد میرے بابا جی کا کیا فائدہ؟ میرے بھائی اسکا سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ جو فائدہ تمہاری دنیا کے لیے ہے وہی دین کے لیے ہے۔یعنی دنیا کے لیے دعائیں ہونے کے باوجود آپ چوبیس گھنٹے دنیا میں مستغرق رہتے ہیں۔کیا اس طرح دین کے لیے سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت کے لیے کوشش اور استغراقیت ممکن نہیں۔اگر ممکن ہے اور آپ اسکا ارادہ رکھتے ہیں اپنی طلب میں سچے ہیں تو پھر آیئے آج سے عہد کریں کہ ہم انشاءاللہ اس محبت کو پانے کے لیے دعائیں بھی کرائیں، وہ ماحول بھی پیدا کریں اور خصوصی وقت بھی نکالیں۔خلوت اور جلوت دونوں صورتوں میں اپنی کوشش تیز کر دیں۔جیسے دنیا کے معاملے میں پریشانی میں گھر والوں اور دوستوں کو ڈانٹ کر کہہ دیتے ہیں کہ یار مجھے تنگ نہ کرو میں بے حد پریشان ہوں۔مجھے الگ بیٹھ کر سوچنے دو تا کہ میں اپنی پریشانی کا کوئی چارہ کر سکوں۔ بالکل اسی طرح گھر والوں اور دوستوں سے ہاتھ جوڑ کر الگ وقت کی درخواست کریں اور تنہائی میں روزانہ اپنا محاسبہ کریں، عمل کی کوشش کریں۔

مجھے دعوتِ اسلامی والوں کے مدنی انعامات بے حد اچھے لگے ہیں اور یہ دیکھ کر شرمندگی بھی ہوتی ہے کہ میرے وہ اسلامی بھائی روزانہ اتنی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے

marfat.com

ہیں۔مگر ہم شتر بے مہار کی طرح کبھی فرائض کی ادائیگی اور اپنے ضروری وظائف کی بھی پابندی نہیں کرتے۔جبکہ وہ اسلامی بھائی نہ صرف مدنی انعامات پر عمل کرتے ہیں بلکہ ہر ماہ 3 دن، 12 دن، 1 ماہ، 3 ماہ، 12 ماہ اور ساری عمر کیلیۓ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اپنے شیخ کے حکم سے دین متین کی خدمت کے لیے قافلوں میں نکلتے ہیں۔جبکہ ہم اپنے شیخ کی بارگاہ میں آنا بھی دشوار سمجھتے ہیں۔اسلامی بھائیوں کو ان اعمال سے متصف دیکھنے کے لیے مدنی چینل ضرور دیکھیں۔

میں نے اپنی اور اپنے سلسلے کے ان بھائیوں کے لیے وہی مدنی انعامات اپنی ہمت اور بساط کے مطابق کچھ تبدیلی کے ساتھ درج کیے ہیں جو واقعی سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت کا جذبہ رکھتے ہیں اور حضوری مرشد کے طالب ہیں۔مجھے امید ہے کہ میرے وہ دوست ان باتوں پر عمل کی کوشش کریں گے۔ضروری نہیں کہ بیک وقت سبھی پر عمل ہو سکے۔یہ فرائض میں شامل نہیں بلکہ نوافل میں شامل ہیں۔فرائض کی ادائیگی کے بعد ان کا درجہ آتا ہے اور یہی قربِ خداوندی جَلَّ شَانُہٗ اور اسکے پیارے رسول ﷺ سے محبت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

میرے بھائیوں میں سے جو ان پر عمل نہیں کرسکتا وہ کم از کم انہیں روزانہ ایک بار پڑھ کر نشان ضرور لگاۓ اور کسی ایک پر بھی عمل نہ ہونے کی صورت میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں تنہائی میں بیٹھ کر معافی ضرور مانگے۔ ہر اُس غلطی کو اپنے کاغذ پر لکھ کر ماہانہ ڈائری مکمل کرے۔ ہو سکے تو سجدے میں گڑ گڑانے کی پوری کوشش کرے۔ اللہ کریم جَلَّ شَانُہٗ کی

marfat.com

بارگاہ میں اس وقت اور اس انداز میں اضافے کی کوشش کرتا رہے۔ انشاءاللہ آپ کے صرف اتنے عمل سے ان سب باتوں پر عمل کی توفیق مل جائے گی۔ اور اپنے مرشدِ کامل کی حاضری، سرکارِ دوعالم ﷺ کی محبت اور قربِ خداوندی جَلَّ شَانُہٗ نصیب ہوگا۔

اے میرے بھائی اے میرے عزیز اگر ہم کوشش ہی نہیں کریں گے تو ہماری آخرت کی تیاری کیا ہوگی؟ اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اگر ہمیں مجرموں میں شمار کرلیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ سرکارِ دوعالم ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے روز جب یہ حکم ملے گا۔ **وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ** ۔ اے مجرموں آج تم الگ ہو جاؤ۔ تو ہر ہزار میں سے نوسوننانوے الگ ہو جائیں گے صرف ایک ایسا بچے گا جس نے توبہ کی ہوگی۔

میرے بھائی خدا کے لیے ذرا سوچیئے اور ابھی سے تیاری شروع کردیجیئے اور یاد رکھیئے توبہ کرتے وقت اس بات کا ارادہ دل میں ہو کہ آئندہ میں یہ گناہ نہیں کروں گا۔ یہ الگ بات ہے کہ پھر دوبارہ وہی گناہ سرزد ہو جائے پھر ارادہ کریں، معافی مانگیں۔ پھر گناہ سرزد ہو جائے تو پھر توبہ کریں۔ اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ کریں انشاءاللہ استقامت مل جائے گی۔ مایوسی گناہ ہے خواہ سینکڑوں مرتبہ بھی گناہ سرد ہو جائے، توبہ، آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ اور اُس سے بچنے کی کوشش تمہاری ذمہ داری ہے۔ بس اپنی ذمہ داری نبھاتے جاؤ اللہ عَزَّ وَجَلَّ بہتر کردے گا۔

marfat.com

مدنی انعامات

1۔ نماز توبہ، نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور نوافل اوّابین اپنی استطاعت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ فرائض کے بعد نوافل قرب خداوندی جَلَّ شَانُہٗ کا باعث ہیں۔

2۔ قرآن کریم کی تلاوت بمعہ ترجمہ کنز الایمان اور تفسیر خزائن العرفان کم از کم تین آیات اگر ممکن ہو تو اُنیس آیات روزانہ تلاوت کریں اس طرح ایک سال میں قرآن کریم مکمل ہو جائیگا۔

3۔ سورہ ملک، تسبیح فاطمہ اور دیگر سورتیں، ختم شریف حضوری و دیگر ختمات، شجرہ قادریہ اور وظیفہ پنجگانہ روزانہ پڑھیں۔

4۔ ہر واقف یا ناواقف سے سلام میں پہل کریں حتیٰ کہ گلی محلے میں بچوں کو بھی سلام میں پہل کریں۔

5۔ تُو کی بجائے آپ اور ہاں کی بجائے جی کہہ کر گفتگو کریں۔

6۔ **انشاء اللہ عَزَّ وَجَلَّ، ماشاء اللہ عَزَّ وَجَلَّ، الحمد للہ علیٰ کُلِّ حال، یرحمك اللہ، یھدیکم اللہ و یُصلِح بَالکُم**۔ موقع محل کی مناسبت سے کہیں۔

7۔ پیٹ کا قفل مدینہ لگانا یعنی اپنی طلب سے کم کھانا۔ ممکن ہو تو اپنی پسند کا کھانا اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی راہ میں دینا۔ اور ممکن ہو تو سوموار یا جمعہ المبارک کا روزہ رکھنا

marfat.com

کیونکہ یہ سنتِ نبوی ﷺ ہے۔

8۔ مٹی کے برتن اور کھجور کی چٹائی۔ جب بھی موقع ملے استعمال کریں کیونکہ یہ سنت رسول ﷺ ہے۔

9۔ اسلامی کُتب خصوصاً اپنے سلسلے کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فیضانِ سنت سے کچھ نہ کچھ پڑھ کر اپنے اہل وعیال یا دوستوں کو سنائیں اور اس پرِ عمل کی کوشش کریں۔

10۔ مدنی چینل، دعوتِ اسلامی اور منہاج القرآن کی ویڈیو سی ڈیز دیکھیں۔

11۔ اپنا بستر اپنے ہاتھ سے تہہ کریں اور قمیض پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع کریں۔ اسی طرح ناخن کاٹتے وقت سنتِ رسول ﷺ کو مدنظر رکھیں۔

12۔ دوسروں سے مانگ کر اشیاء استعمال کرنے کی عادت کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ مثلاً سائیکل، گاڑی، موبائل فون اور دیگر اشیاء۔

13۔ غصے پر قابو پانا، جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، تکبر اور وعدہ خلافی سے بچیں۔

14۔ اُٹھتے بیٹھتے اپنے مرشد اور سرکار دو عالم ﷺ، گنبدِ خضرا اور بیت اللہ شریف کا تصور کرتے رہیں۔

15۔ بدنگاہی سے بچیں اور کسی بھی غیر محرم خواہ بھابھی ہی کیوں نہ ہو بے تکلفی سے بچیں۔

16۔ فلمیں، ڈرامے، گانے، باجے وغیرہ سے بچیں۔ موبائل اور انٹرنیٹ کے غلط

marfat.com

استعمال سے بھی بچیں۔

17۔ دورانِ گفتگو دوسرے کی بات نہ کاٹیں۔ بلکہ پہلے سنیں اور پھر انتہائی تحمل سے بات کریں۔

18۔ مہمان کو کھانا کھلانے کے دوران بلاضرورت سوال نہ کریں مثلاً کھانا کیسا بنا؟ وغیرہ وغیرہ۔

19۔ دوسروں کے گھروں اور گاڑیوں میں جھانکنے سے بچیں۔ فلمی پوسٹروں یا دیگر اشتہارات جو بدنگاہی کا باعث بنیں اُن سے احتیاط کریں۔

20۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں اور مفت میں نیکیاں کمائیں۔

21۔ کسی میں عیب دیکھیں تو نظرانداز کردیں۔ نہ اُسے جتلائیں اور نہ ہی کسی دوسرے کو بیان کریں۔ ممکن ہو تو انتہائی محبت بھرے انداز سے سمجھانے کی کوشش کریں۔

22۔ نماز میں خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کی کوشش کریں۔

23۔ فضول باتوں اور مذاق سے بچنے کی کوشش کریں۔ ممکن ہو تو اچھی بات کریں ورنہ خاموش رہیں۔ اسی میں سلامتی ہے۔

24۔ روزانہ اچھی صحبت اختیار کریں۔ خواہ کتاب کے ذریعے، فون کے ذریعے یا مدنی چینل کے ذریعے۔

25۔ جو کی روٹی، شہد اور سرکہ میسر ہو تو ضرور استعمال کریں۔

marfat.com

26۔ جنازے کی دعائیں، کلمے، تکبیر تشریق، تلبیہ، اذان کے بعد کی دعا اور جواب، اقامت کا جواب، دعائے قنوت اور نماز کا ترجمہ یاد کرنے کی کوشش کریں۔

27۔ ہر ماہ اپنی پسندیدہ کتب امیر اہلسنت (دعوت اسلامی) کے رسائل اور سی ڈیز دوستوں کو گفٹ کریں۔

28۔ روزانہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور اس کی کرم نوازیوں کا شکریہ ادا کریں۔

29۔ وسیلہ شفاعت اور وسائلِ بخشش (دعوت اسلامی) میں موجود غزلیں، مناجاتیں تنہائی میں بیٹھ کر پڑھیں، سمجھیں اور اپنے اوپر رقت طاری کرنے کی کوشش کریں۔

30۔ روزانہ اپنے والدین کے ہاتھ چوم کر گھر سے نکلیں اور واپسی پر بھی اس پر عمل کریں۔ اگر والدین موجود نہ ہوں تو اُن کا تصور کر کے یہ عمل کریں۔

31۔ روزانہ اپنے بچوں کے لیے ضرور وقت نکالیں اور انہیں اسلامی واقعات سنائیں۔

32۔ درود شریف کی کثرت کریں۔ (روزانہ درود شریف تین سو تیرہ مرتبہ پڑھنا کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں میں شمار کر لیا جاتا ہے)

33۔ اسلامی بہنیں لمبے ناخن نہ رکھیں، چست لباس نہ پہنیں، پردے کا خاص خیال رکھیں، وضو اور غسل کے مسائل سیکھیں اور اسلامی کتب کا مطالعہ کریں۔

marfat.com

میری پسندیدہ اسلامی کتب اور سی ڈیز

1۔ امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس قادری کے تمام رسائل، بیانات، مذاکرے کتب اور اُن کے اشاعتی ادارے سے جاری کردہ دوسرے علماء کی کتب۔
خصوصاً فیضانِ سنت، بحر الدموع (آنسوؤں کا دریا)، وسائلِ بخشش، منہاج العابدین، مکاشفۃ القلوب، کشف المحجوب، سیرتِ مصطفیٰ ﷺ، جنت میں لے جانے والے اعمال، توبہ کی روایات و حکایات، جہنم میں لے جانے والے اعمال، غیبت کی تباہ کاریاں، کفریہ کلمات، حلیۃ الاولیاء (اللہ والوں کی باتیں)، تربیتِ اولاد، صحابہ کا عشقِ رسول ﷺ، سوانح کربلا۔ ان کی اور ان کے علماء کی سی ڈیز۔

2۔ منہاج القرآن کی تمام کتب اور مولانا طاہر القادری کی تقاریر کی تمام سی ڈیز خصوصاً 2000 تا 2010۔

3۔ آغا خان آصف کی کتب۔ اللہ کے ولی، اللہ کے سفیر، سفیرانِ حرم۔

4۔ بہارِ طریقت (الحاج مولانا محمد شریف مدنی رحمۃ اللہ علیہ وہاڑی)۔

5۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتب۔ تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء النبی ﷺ۔

6۔ الحاج مولانا مفتی محمد امین صاحب آف فیصل آباد کی تمام کتب خصوصاً البرھان اور آبِ کوثر۔

marfat.com

7۔ مولانا ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ کی تمام کتب۔

8۔ مولانا محمد ظفر عطاری کی کتاب۔حق پر کون؟

9۔ مولانا مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ کی کتب۔ جاء الحق وزھق الباطل۔

10۔ مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ علیہ کی کتب۔ خصوصاً شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن۔

11۔ صاحبزادہ افتخار الحسن زیدی رحمتہ اللہ علیہ کی کتب۔ ماہِ کنعان وغیرہ۔

marfat.com

بچوں کی امی کیسی ہونی چاہیئے؟

میرے بھائی میرے عزیز جہاں اپنی اصلاح کی ضرورت ہے وہاں اپنی اولاد کی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔اولاد کی تربیت میں زوجہ محترمہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔لہٰذا اولاد سے پہلے اپنی اہلیہ کو دین متین سے آگاہ کرنا، اوصافِ حمیدہ، اخلاقِ حسنہ سے مزیّن کرنا انتہائی ضروری ہے۔وہ شخص انتہائی خوش قسمت ہے جسے ایسی سیرت سے مزیّن بیوی مل جائے، گویا کہ اُسے دنیا میں جنت نصیب ہو جاتی ہے اور گھر امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔بیوی قناعت پسند ہو، صابرہ ہو، شاکرہ ہو، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات سے پوری طرح واقف ہو، صحابہ اور امہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کا مطالعہ انتہائی گہری فکر اور سوچ کے ساتھ کر چکی ہو۔زندگی کے کٹھن مراحل سے گزرنا جانتی ہو۔اپنے سسرالیوں کی تُند خوئی اور ناروا سلوک کے بدلے اپنے اخلاق سے انہیں متاثر کرنا جانتی ہو۔پھر بندہ شریعت وطریقت کے تمام مراحل آسانی سے طے کر سکتا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ شادی کے لیے دین دار عورت کا انتخاب کرو۔اچھی صورت پر نہ جاؤ بلکہ سیرت دیکھو خواہ کالی رنگت اور چپٹی ناک والی کنیز ہی کیوں نہ ہو۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایسے خاندان میں شادی کرو جو اچھا ہو کیونکہ عورتیں اپنے ہی بہن بھائیوں کے مشابہ بچے پیدا کرتی ہیں۔
ماں کو چاہیئے زمانہء حمل میں اپنے افکار و خیالات کو پاکیزہ رکھے اگر وہ یہ زمانہ کیبل اور

marfat.com

وی سی آر پر فلمیں ،ڈرامے، گانے سننے میں گزارے گی تو اولاد پر ایسے ہی اثرات مرتب ہوں گے۔ اور اس اولاد سے نفع کی توقع نہ رکھے۔ بزرگانِ دین کے بے شمار واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بچے پیٹ میں ہی والدہ کے روزمرہ معمولات سے ضرور متاثر ہوتے ہیں۔

حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے پندرہ پارے اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی حفظ کر لیے تھے کیونکہ آپکی والدہ روزانہ قرآن پاک کی تلاوت فرماتی تھیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ نے ہمسائے کی اجازت کے بغیر کوئی چیز منہ میں ڈال لی تو آپکی والدہ کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوگئی آخر کار آپکی والدہ نے ہمسائے سے معافی مانگی۔

اسی طرح حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ اگر میرے پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز چلی جاتی تو مجھے حالتِ حمل میں بے چینی اور بے قراری بڑھ جاتی اور مجھے مجبوراً حلق میں انگلی ڈال کر قے کرنا پڑتی۔

موجودہ مائیں بھی اس بات پر غور کریں کہ حالت حمل میں جی کا متلانا اور دیگر تکالیف کہیں ہماری بدعملی کا نتیجہ تو نہیں ہیں۔ کیا ہم واقعی برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتی ہیں؟ اور ہمارے شب و روز اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گزرتے ہیں۔ کیا جھوٹ ،چغلی، غیبت، حسد، فلموں ،ڈراموں اور گانوں سے بچتی رہتی ہیں؟ صدقہ خیرات، تحمل و بردباری اور صبر وشکر سے کام لیتے ہوئے اپنے پیٹ میں موجود

marfat.com

بچے کے لیے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ذکر اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی نعتیں زبان پر جاری رکھتی ہیں۔ کہیں اپنے شوہر کی بے ادبی کی مرتکب تو نہیں ہو رہی ہیں۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر شوہر کے جسم کے زخموں میں پیپ پڑ جائے اور بیوی اسے چاٹے تو شوہر کا حق تب بھی ادا نہ ہوگا۔ اگر کسی کو سجدے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔

اولاد اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی انمول نعمت ہے۔ بیٹا ہو یا بیٹی یہ اس مالک و مولا جَلَّ شَانُہٗ کی وہ عطا ہے جو ہمارے بغیر کسی استحقاق کے ہمیں عطا فرمائی۔ اس نعمت پر شکر مسلمانوں کا طریقہ ہے اور لڑکی کے پیدا ہونے پر ناشکری کفّار و مشرکین کا طریقہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمۡ بِالۡاُنۡثٰی ظَلَّ وَجۡھُہٗ مُسۡوَدًّا وَّھُوَ کَظِیۡمٌ** ۔ اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اسکا چہرہ لٹک جاتا اور وہ بے حد غصے ہوتا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ بیٹیوں کو برا مت کہو، میں بھی بیٹیوں والا ہوں، بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والی ہوتی ہیں، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔ جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو وہ اسے ایذاء نہ دے، نہ ہی اسے بُرا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔ بیٹیوں پر شفقت کرنے والا خوفِ خدا میں رونے والے کے برابر ہے۔ (حدیث نبوی ﷺ)

بیٹیاں بندے کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔ (حدیث نبوی ﷺ)

marfat.com

ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس آئی آپ نے اسے تین کھجوریں دیں، اس عورت نے ایک ایک اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دیں۔ انہوں نے وہ کھالیں۔ چنانچہ اس عورت نے اپنی حصے کی کھجور بھی دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دیئے۔ وہ بھی اُن بچیوں نے کھالیے۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو سنایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اُس عورت کے اس عمل کی وجہ سے اُس پر جنت واجب ہوگئی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ جب عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ کے بدلے کسی جاندار کو زندہ کرنے کے برابر اجر ملتا ہے۔ اور جب دودھ چُھڑاتی ہے تو ایک فرشتہ اُسکے کاندھے پر تھپکی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اب اپنے عمل دوبارہ شروع کر (یعنی تیرے دودھ پلانے کی وجہ سے تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے اب تُو نئے سرے سے اعمال کا آغاز کر)۔

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے عورتوں سے ارشاد فرمایا! کیا تُم میں سے کوئی اس بات پر راضی نہیں کہ جب وہ اپنے شوہر سے حاملہ ہو اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اُس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسا اللہ عزَّ وَجلَّ کے لیے روزہ رکھنے اور شب بیداری کرنے والے کو ملتا ہے اور اسے دردِ زہ پر ایسے ایسے انعامات دیئے جائیں گے کہ جن پر آسمان و زمین والوں میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا جاتا۔ اور وہ بچے کو جتنا دودھ پلائے گی تو اُسے ہر گھونٹ کے بدلے ایک نیکی عطا کی جائیگی اور اگر اُسے بچے کی وجہ سے رات کو جاگنا پڑ

marfat.com

جائے تو اُسے راہِ خدا جَلَّ شَانُہٗ میں 70 غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔
ماں کے لیے ضروری ہے جب بچے کی اُمید پیدا ہوا اُسی وقت سے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں اس نعمت کی حفاظت کے لیے اور اُسے نیک بنانے کے لیے التجا کرتی رہے اور پیدا ہونے والے بچی یا بچے کے لیے دونوں صورتوں میں راضی رہے اور دورانِ حمل کی تمام تکالیف کو خوش دلی سے برداشت کرے۔

marfat.com

اولاد کی تربیت کیسے کریں؟

میرے بھائی میرے عزیز! جب تجھے اللہ جَلَّ شَانُہٗ اولاد جیسی انمول نعمت عطا فرمائے تو اُس نعمت کے عطا ہونے کی خوشی میں میوزیکل پروگرام کی بجائے محفلِ نعت کا انعقاد کر، گانے اور ڈانس کی بجائے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ذکر اور شکرانے کے نفل ادا کر۔ صدقہ و خیرات سے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا قرب حاصل کر اور ہر سال یہ اُمور سالگرہ (برتھ ڈے) کے طور پر بھی انجام دے۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرامین اور بزرگانِ دین کے اقوال پر عمل کر۔

1۔ بچے کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے۔

2۔ کسی اللہ کے نیک بندے کی گھٹی دلوائی جائے (کھجور یا شہد کی)۔

3۔ ساتویں دن بچے کا اسلامی نام رکھا جائے۔ عقیقہ کیا جائے، سر منڈایا جائے اور سر کے بالوں کے وزن کے مطابق سونا یا چاندی خیرات کی جائے۔

4۔ نام رکھتے وقت فلمی اداکاروں کی بجائے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دین کے بابرکت نام مدِّنظر رکھیں۔

5۔ بچے کے نام کے ساتھ ہی کنّیت بھی تجویز کر دیں (نسبت)۔

6۔ سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں جس نے میری محبت کے لیے اپنے بچے کا نام محمد یا احمد رکھا وہ بیٹا اور باپ دونوں جنتی ہوں گے۔

7۔ بچے کا ختنہ ساتویں دن کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ ورنہ سات سال سے بارہ

marfat.com

سال کی مدت بھی جائز ہے۔

8۔ بچے کو دودھ صرف دو سال تک پلایا جائے۔

9۔ والدین کو چاہیئے کہ دونوں بچے سے بے حد پیار کریں چونکہ بچوں سے پیار کرنے والے کو جنت میں مقام ''الفرح'' نصیب ہوگا۔

10۔ چار ماہ کے بعد بچے کو نرم غذا کھچڑی، دلیہ، ساگودانہ، انڈا، کیلا، جوس، دہی اور دیگر اشیاء حسبِ ضرورت کھلائیں۔

11۔ بچے کو لوری سنانے کے دوران فضول کلمات کی بجائے نعتوں، منقبتوں اور ذکر الٰہی جَلَّ شَانُہٗ سے دل بہلائیں اور ثواب پائیں۔

12۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ ایک دینار مسکین پر خرچ کرتا ہے، ایک دینار غلام پر خرچ کرتا ہے، ایک دینار راہ خدا میں خرچ کرتا ہے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ ان سب میں بہترین دینار وہ ہے جو بندہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔

13۔ تنگ دستی کی وجہ سے اپنے بچوں کو حرام کی بجائے قناعت پسند، صابر اور شاکر بنانے کی کوشش کریں۔

14۔ بچوں کو نیا پھل کھلانا سنت رسول ﷺ ہے۔

15۔ بچے کو سب سے پہلے ماما، پاپا سکھانے کی بجائے اللہ جَلَّ شَانُہٗ کہنا سکھائیں۔

16۔ بچہ بولنا شروع کردے تو والدین کا نام اور گھر کا پتہ ضرور سکھائیں۔

marfat.com

17۔ بچے کو ریڈیو، ٹی وی، موبائل، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع سے گانے سنانے اور فلمیں دکھانے کی بجائے نعتیں سنائیں اور ایسے پروگرام دکھائیں جو بچے کو نیک بنانے میں معاون ثابت ہوں۔

18۔ بچہ کچھ بڑا ہو جائے تو اُسے اسلامی عقائد اللہ جَلَّ شَانُہٗ، انبیاء علیہم السلام، فرشتوں، آسمانی کتابوں، قیامت، جنت اور دوزخ کے بارے میں واقعات سنائیں۔ ممکن ہو تو ایسی ویڈیو سی ڈیز دکھائیں۔

19۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دین کے واقعات سنائیں اور انکی سیرت بچے کے لیے بطور نمونہ پیش کریں۔ تاکہ بچہ اسے اپنا سکے۔

20۔ بچے کو اپنے ساتھ اپنے مرشد کی بارگاہ میں لیجاتے رہیں تاکہ بچہ بزرگوں کا ادب اور محبت کرنا سیکھے اور اُن کی نگاہِ لطف و کرم سے مستفیض ہوتا رہے۔

21۔ نماز کے لیے مسجد میں اپنے ساتھ لے جائیں، قرآن کریم خود بھی پڑھیں اور بچے کو بھی پڑھنا سکھائیں۔ آسان وظائف تلقین کریں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت میں نعتیں یاد کروائیں۔ درود پاک پڑھتے رہنے کا عادی بنائیں اور اُسے درود پاک کے فضائل سکھائیں۔

22۔ روزہ رکھنے کی عادت ڈالنے کے لیے پیٹ کا قفلِ مدینہ لگانا سکھائیں اور اُس کی طاقت کے مطابق اُسے چند گھنٹے بھوکا رہنے کی مشق کروائیں۔

23۔ سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے گھر میں برکت ہو۔

marfat.com

اُسے چاہیئے کہ وہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرے (ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا کھانے کا وضو کہلاتا ہے)۔ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھیں اور کھانا کھانے کے بعد اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا شکر ادا کرنے کے لیے دعا مانگیں۔

24۔ بچے کو کھانے کے آداب، پینے کے آداب، چلنے کے آداب، لباس پہننے کے آداب، جوتا پہننے کے آداب، ناخن کاٹنے کے آداب، بال سنوارنے کے آداب، ملاقات کے آداب، چھینک کے آداب، جماہی کی مذمت، سونے کے آداب، اچھے اور برے اخلاق سکھائیں۔ اس کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے سے جاری کردہ کتاب ''تربیتِ اولاد'' کا مطالعہ کریں۔

marfat.com

ہمیں رونا کیوں نہیں آتا؟

اے میرے بھائی اے میرے عزیز اللہ جَلَّ شَانُہٗ سے اپنے گناہوں کی معافی رو رو کر مانگنا بزرگانِ دین کا طریقہ ہے۔ اگر گناہ نظر نہ آئیں تو رونا کیسے نصیب ہوگا۔ پھر اللہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی کرم نوازیوں اور نعمتوں پر شکر گزاری بھی بندے کو رونا عطا فرماتی ہے۔ لیکن بدنصیب ہے وہ شخص جو نہ تو اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہے اور نہ ہی اپنے آقا و مولا جَلَّ شَانُہٗ کی نعمتوں کا شکر گزار ہے۔ ایسے شخص کا دل گناہوں کی کثرت سے سیاہ ہو چکا ہوتا ہے اگرچہ وہ مرید ہی کیوں نہ ہو۔ پھر جب شیخِ کامل کی نگاہِ کرم جو صحبت اور خدمت کے صلے میں پڑتی ہے وہ گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔ اور جب دل کے پردے اُتر جاتے ہیں تو دل ایک شیشے کی مانند ہو جاتا ہے۔ پھر اِس میں بندہ اپنے مالک و مولا جَلَّ شَانُہٗ کی عطاؤں اور اپنی خطاؤں کو دیکھتا ہے، کیونکہ اُسے چشمِ بینا عطا ہو چکی ہوتی ہے۔ ہمارے پیارے نبی شافع روزِ شمار ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ مجھے بچے اس لیے پسند ہیں کہ۔

1۔ وہ رو کر مانگتے ہیں اور اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

2۔ وہ مٹی سے کھیلتے ہیں یعنی تکبّر اور غرور کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

3۔ مٹی کے گھر بناتے ہیں پھر گرا دیتے ہیں یعنی بتاتے ہیں کہ یہ دنیا مقامِ فنا ہے بقا نہیں۔

4۔ جھگڑتے ہیں، لڑتے ہیں، پھر صلح کر لیتے ہیں یعنی دل میں بغض اور کینہ نہیں رکھتے

marfat.com

5۔ جو مل جائے کھا لیتے ہیں۔ بچا کر نہیں رکھتے، حرص نہیں کرتے۔

میرے بھائی میرے عزیز اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے پیارے نبی ﷺ راتوں کو اُٹھ کر اتنا روتے کہ پاؤں مُبارک متورّم ہو جاتے اور اکثر فرمایا کرتے۔ کیا میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ اسی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل اللہ کے شب و روز رونے میں گزرتے۔ کیونکہ اُن کے دل پتھر نہیں تھے بلکہ نرم و نازک تھے۔ جبکہ ہمارے دل پتھر، بلکہ ان پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو چکے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ پتھروں میں سے ایسے پتھر بھی ہیں جن سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور ایسے پتھر بھی ہیں جو اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ مگر ہم کیوں نہیں رو سکتے؟

میرے بھائی یہ بات تو واضح ہے کہ ہمارے دل گناہوں کی سیاہی سے سیاہ ہو چکے ہیں، چونکہ ہم اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ذکر چھوڑ چکے ہیں، اہل اللہ کی صحبت کی بجائے دنیا کی محبت اور صحبت اختیار کر چکے ہیں، ہماری مجلسیں اہل اللہ کے تذکرے سے خالی ہیں، ان پاکیزہ ہستیوں کے تذکرے کی جگہ فلموں، ڈراموں اور سیاست دانوں کے تذکرے نے لے لی ہے۔ غیبت اور چغلی ہمارا اوڑھنا اور بچھونا ہے اور بد نگاہی ہمارا شیوہ بن چکی ہے۔ حالانکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ جو اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کرتا ہے وہ عبادت کی لذّت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

میرے بھائی میں ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں اے کاش! کہ ہم اپنے احوال پر نظرِ ثانی کر

marfat.com

لیں اور اگر بیعت ہونے کے بعد ہماری زندگی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تو ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ یقین جانیئے ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔

رہی رات تھوڑی سی اے بے خبر
ہوئی جاتی ہے کوئی دم میں سحر
ارے تیری عمرِ جوانی گئی
بہت سی گزر زندگانی گئی

ہمیں روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا ہے روزانہ توبہ کرنی ہے اور رو رو کر اپنے مالک و مولا جلّ شانُہٗ کو راضی کرنا ہے ورنہ ہماری سب پریشانیاں ہماری اپنی ہی کوتاہیوں کا نتیجہ ہیں۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا! اے میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تمہارے سامنے سورۃ التکاثر پڑتا ہوں تُم سُن کر رونے کی کوشش کرنا۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے سورۃ التکاثر پڑھی اور چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین روئے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ پڑھی تو پھر چند اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی رونا نصیب ہوگیا۔ پھر تیسری مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ نے سورۃ التکاثر تلاوت فرمائی تو اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رونے لگے۔ لیکن چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے بھی تھے

marfat.com

جو نہ رو سکے۔تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے انہیں تلقین فرمائی کہ اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے جیسا منہ بنا لیا کرو اور توجہ سے سنا کرو۔اپنے گناہوں کو یاد کرو اور اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے احسانات کا شکر ادا کرو۔

اب میں اپنے اُن بھائیوں کے لیے چند تجاویز پیش کرتا ہوں جن پر عمل پیرا ہو کر وہ خوفِ الٰہی میں رونے والی انمول نعمت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

1۔ دعا اور مناجات کے دوران آنکھیں بند رکھیں، سر جھکائے رکھیں، دل کو دنیاوی خیالات سے پاک رکھیں، رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کریں یا رونے جیسی صورت بنالیں کیونکہ ایسا چہرہ بھی اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

2۔ اہل اللہ کی صحبت خصوصاً اپنے مرشد کی صحبت اختیار کریں۔اُنکی بارگاہ میں سر ڈھانپ کر نہایت ادب سے بیٹھیں۔ ادھر اُدھر دیکھنے کی بجائے انتہائی توجہ سے دنیاوی حاجات کے ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کی معافی اور سرکار کی کرم نوازیوں کا شکر اپنے دل و دماغ پر غالب کرنے کی کوشش کریں۔

3۔ دعوتِ اسلامی کے امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس قادری صاحب کے بیانات سنیں۔اُنکے رسائل اور اُنکی کُتب کا مطالعہ کریں۔اسی طرح ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی کتب اور ویڈیو سی ڈیز دیکھیں۔خصوصاً ایسے موضوعات کا انتخاب کریں جن سے خوفِ الٰہی طاری ہو۔

4۔ مدنی چینل دیکھیں۔باقی تمام فلمیں، ڈرامے، گانے، باجے بند کر دیں۔

marfat.com

کیونکہ جب تک بدنگاہی سے نہیں بچیں گے دل کی سیاہی نہیں دُھلے گی۔

5۔ درود شریف، کلمہ شریف اور لاحول شریف کثرت سے پڑھتے رہیں۔

6۔ میری پسندیدہ کُتب جو اسی کتاب میں درج ہیں اُنکا مطالعہ کریں ساتھ ہی اپنے سلسلے کی کُتب کا مطالعہ کریں۔

7۔ دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کریں۔ اور اپنے سلسلے کے مریدین کے ساتھ جب بھی مل بیٹھیں تو غیبت چغلی اور حسد سے پرہیز کریں۔ دوسروں کو اپنے سے بہتر سمجھیں۔ فضول گفتگو کی بجائے صالحین کا ذکر کریں کیونکہ اس سے رحمت نازل ہوتی ہے اور غافلین کے تذکرے سے لعنت برستی ہے۔

خادم کسے کہتے ہیں؟

میرے بھائی! خادم کا لفظی معنی ہیں خدمت کرنے والا۔ مرید اپنے شیخِ کامل کے خادم کہلاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے شیخ کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ ان کے مختلف درجات ہیں خدمت کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ خادم اپنے شیخ کی بارگاہ سے ایک لمحہ بھی ظاہری اور باطنی دونوں طرح اوجھل نہ ہو۔ جبکہ خدمت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے دل میں اپنے شیخ کی محبت رکھتا ہو، چاہت رکھتا ہو، اپنے شیخ کی اداؤں سے پیار کرتا ہو، اپنے مخدوم کے تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہو، اگرچہ بظاہر وہ اپنے

marfat.com

شیخ سے ہزاروں میل دُور ہی کیوں نہ ہو۔

خادم کے دل میں اگر واقعی محبت پیدا ہو چکی ہو گی تو وہ جہاں بھی رہے ہمہ وقت اُس سے اپنے شیخ کی مناسبت سے ایسے افعال سرزد ہونگے جن سے اس کا خادم نظر آئے گا۔ وہ اپنے چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے جاگنے، بولنے اور خاموش رہنے میں اپنے شیخ کی اداؤں کو اپنائے رہتا ہے۔

عبادات و معاملات میں بھی ہمیشہ اپنے مرشد کے تابع ہوتا ہے۔ گویا کہ مالی طور پر، جسمانی طور پر اور روحانی طور پر وہ مرید، وہ خادم اپنے شیخ کی تصویر ہوتا ہے۔ جب اِن اُمور میں ہیشگی (دوام) حاصل ہو جائے تو اس خادم اور مرید کو فنا فی الشیخ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

غلام کسے کہتے ہیں؟

غلام ایسے شخص کو کہتے ہیں جسے خرید لیا گیا ہو۔ چونکہ مرید اپنے دلی ارادے سے اپنے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہوتے ہیں۔ یعنی بِک جاتے ہیں اور شیخ انہیں اللہ جَلَّ شَانُہٗ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے آخرت میں اعلیٰ وارفع مقامات پر فائز کرنے کے لیے اور اُن کا تذکیہء نفس (باطن کی صفائی) کے لیے کُلّی طور پر خرید لیتے ہیں۔ لہٰذا ان مریدوں کا اپنا کچھ نہیں رہتا۔ بلکہ جس چیز کے وہ مالک ہوتے ہیں خواہ اُنکی اپنی جان ہو، مال ہو اور اولاد ہو سب شیخ کامل کی مِلک میں آجاتا ہے۔ پھر اس غلام کا کھانا پینا،

marfat.com

اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، بولنا یا چُپ رہنا الغرض تمام اُمور اپنے شیخ کی اجازت کے مرہون منّت ہوتے ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے حکم کا منتظر رہتا ہے، اُسے کسی مقام و مرتبے کی طلب نہیں ہوتی۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غلام خریدا۔ جب اُسے اپنے گھر لے آیا تو میں نے اُسے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے عرض کی حضور غلام کا نام غلام ہی ہوتا ہے۔ آپ جس نام سے پکاریں گے میرا وہی نام ہوگا۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا اچھا بتاؤ کھانے میں تُم کیا پسند کرتے ہو؟ کہنے لگا حضور غلام کو اُس کا آقا جو بھی کھلائے وہی اُس کی پسند ہوتی ہے۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا اپنی کوئی خواہش بتاؤ۔ عرض کی حضور غلام کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ آقا کی ہر خواہش غلام کی خواہش ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا اُستاد میرا ایک غلام ہے۔ جس نے مجھے غلامی سکھائی۔

marfat.com

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشقِ رسول ﷺ

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکار دو عالم ﷺ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ نے اُن کی شان میں ارشاد فرمایا ہے۔ **وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی**۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ **رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ**۔ اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

اب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عشقِ رسول ﷺ کی چند جھلکیاں حاضرِ خدمت ہیں۔

1۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکارِ دو عالم ﷺ کے وضو کا پانی ہاتھوں ہاتھ لیتے اور چہرے پر ملتے۔ اسی طرح لعاب دہن اپنے جسم پر ملتے اور پسینہ مبارک کو خوشبو کے طور پر استعمال کرتے۔ سرکار دو عالم ﷺ ناخن اور بال مبارک ترشواتے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین برکت کے لیے اپنے پاس محفوظ رکھتے۔ اور ان کی بدولت اپنی بیماریوں سے شفا پاتے۔

2۔ سرکار دو عالم ﷺ وصال مبارک کے بعد ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یوں دعا مانگی۔ الٰہی مجھے اب اِن آنکھوں کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ وہ نابینا ہو گئے۔

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جس میں سرکار دو عالم ﷺ کا تذکرہ نہ ہوتا۔ اور اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکار دو عالم ﷺ کی یاد میں کثرت سے روتے تھے۔ حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ زمیں

marfat.com

پر پڑی کنکریاں تر ہو گئیں۔

4۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کی قبر انور پر اپنا منہ رکھ کر چومتے اور اپنی گزارشات پیش کرتے تھے۔

5۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد گلیوں میں والہانہ پھرتے اور لوگوں سے پوچھتے کیا تم نے میرے سرکار ﷺ کو دیکھا ہے؟ اگر تمہیں معلوم ہے تو مجھے بھی بتاؤ۔ آخر آپ قبر انور کے پاس جا کر بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کو اُٹھا کر باہر لاتے اور صبر کی تلقین کرتے۔

6۔ ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اُس نے عرض کی کہ مجھے سرکار ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کروادو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے حجرہ مبارک کھولا تو وہ عورت زیارت کے دوران اتنا روئی کہ وہیں وصال کر گئی۔

مزید تفصیل کے لیے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے کی جاری کردہ کتاب ''صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور عشقِ رسول ﷺ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

marfat.com

دربار شریف اعلیٰ حضرت شیخ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ جیلانی قادری
وجامع مسجد تاجدارِ مدینہ وہاڑی